

نقدِ ہستی کر مجھے تفویض تو ہو جا فنا
مجھ میں واصل ہو گا میری قول پر ایمان لا

مخزنِ اسرار

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیاؤں کا
اُردو اشعار میں منثور اور ترجمہ

مرتبہ

پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی۔ بی۔ اے

ماہ جون سنہ ۱۹۳۰ عیسوی

طبع سویم ... اجلد حقِ تالیف محفوظ قیمت عمر

مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی

تنقید و تبصرہ از اخبارات

روزانہ "وطن" دہلی مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

اردو علم و ادب میں بیش قیمت اضافہ

پنڈت دینا ناتھ معجز دہلی کی اُن بزرگ ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اپنی ادبی خدمات کے ذریعہ اپنے تاریخی شہر کی فضیلت کو روز افزوں کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپکا اُس مقتدر اور عالی شان خاندان سے تعلّق ہے جو اپنے مخصوص کشمیری "مدن فیملی" کے نام سے مشہور ہے اور جس کے ارکانِ بلند پایہ شروع ہی سے ادبی مشاغل میں مصروف رہکر اپنی زندگی کو شاندار بناتے رہے ہیں۔ پنڈت جی موصوف کے والدِ بزرگوار خلد آشیاں رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن

سنسکرت فارسی اور اُردو کے عالم نیز عرفان وعشق کے عامل تھے
فلسفہ اُلوہیت جو اُردو زبان میں شریمد بھگوت گیتا کا ایک بےنظیر
اور معرکۃ الآرا ترجمہ ہے آپ کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ ہمارا خیال
اور خیال ہی نہیں بلکہ اعتقادِ مُستحکم ہے کہ اُردو زبان میں اس سے
بہتر گیتا کی تفسیر و تشریح آج تک کسی نے نہیں لکھی۔ سُلجھی ہوئی عبارت
میں گیتا کے دقیق سے دقیق مسائل کو عوام کے استفادہ کے لئے
پیش کرنا پنڈت جی ہی کا حصّہ تھا۔ آپ کی ایک تصنیف برہم
درشن گرنتھ بھی ہے جو عرفان وحقیقت کی قدر جاننے والے
اصحاب سے شرفِ قبول حاصل کر چکی ہے۔

پنڈت دینا ناتھ کے برادرِ مُعظم پنڈت امرناتھ ساحرؔ کی ہستی
اِس وقت دہلی کی ایک مُغتنم ہستی ہے جس کے دم سے علم وادب
کے ساتھ ہی ساتھ عرفان وحقیقت کا چراغ روشن ہے۔ حق یہ
ہے کہ اُردو زبان کے ذریعہ ہندو فلسفہ کی نشرواشاعت میں اس
خاندان نے جو حصّہ لیا ہے اُس کی مُدتِ مدید تک قدر کی جائیگی
اور آئندہ نسلیں اِس پر فخر کرینگی +

یہ ناممکن تھا کہ پنڈت دینا ناتھ مجز اپنے خاندانی ماحول سے غیر متاثر رہتے چنانچہ اُن کی زندگی کا خاص مشغلہ یہی ہے کہ سنسکرت میں ہندو فلسفہ کے بارے میں جو زبردست اور معرکۃ الآرا کتابیں موجود ہیں اُن کو اُردو لباس میں مُرتّب فرمائیں۔

مگر پنڈت جی کا کام اپنے والدِ بزرگوار نیز برادرِ معظّم سے زیادہ مُشکل تھا۔ اُن دونوں بزرگوں نے جو کُچھ تفسیر و تشریح ہندو فلسفہ کی قلمبند فرمائی ہے وہ نثر میں ہے۔ پنڈت جی نے اِس شرابِ حقیقت کو خمخانۂ اُردو میں دو آتشہ بنایا ہے۔ چنانچہ مخزنِ اَسرار بھگوت گیتا کا اُردو ترجمہ منظوم ہے۔ کامیاب ترجمہ کی مُشکلات سے کچھ وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جن کو کسی نہ کسی سبب سے ترجمہ کی رہگذر میں قدم رکھنا پڑتا ہے۔ پھر اس پر نثر کی بجائے نظم میں ترجمہ کرنا اور بھی مُشکل کام ہے۔ خیال یہ رکھنا پڑتا ہے کہ اصل کتاب یا مضمون کا صحیح مفہوم اُس زبان میں جس میں اس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے سلامت رہے نیز زبان کی دیگر خوبیوں کے ساتھ اس طرح ادا ہو جائے کہ پڑھنے والے کو اُس کے سمجھنے میں دِقّت نہ معلوم ہو۔ نیز مصنف کا منشاء

حرف بحرف عیاں بھی ہو جائے یہ مُسلّم ہے کہ تصنیف ترجمہ سے کہیں زیادہ مُشکل کام ہے مگر ترجمہ بھی آسان کام نہیں ہے۔ تصنیف صحیح معنوں میں ایجاد کے مترادف ہے اور ترجمہ تقلید کے ہم معنی۔ مگر نقشِ ثانی اگر نقشِ اوّل سے بہتر نہ ہو سکے تو کم از کم اُس کے برابر ضرور ہونا چاہیے۔ اِس لحاظ سے منظوم ترجمہ اور بھی دقت طلب ہو جاتا ہے۔ مگر ہمیں استقلال اور قابلیت رکھنے والوں نے مُشکل کو بھی پانی کر دیا ہے۔ ہم تنقید و تبصرہ کی تمام ذمّہ واریوں کو مدِ نظر رکھکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ پنڈت دینا ناتھ صاحب مُعجز گیتا کے منظوم ترجمہ میں بدرجۂ اتم کامیاب ہوئے ہیں۔

اُردو میں گیتا کے کئی منظوم ترجمے ہیں۔ اگرچہ یہ ترجمے اپنی جگہ قابلِ قدر ہیں مگر مُعجز صاحب کی منظوم گیتا میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایک اشلوک کا ایک شعر میں ترجمہ کیا جائے اور وہ اس کوشش میں زیادہ حد تک کامیاب ہوئے ہیں مُعجز کی گیتا منظوم پہلی سات ادھیاؤں کا ترجمہ سنہ ۱۹۱۵ء میں شائع ہو کر اور اربابِ دانش کی نظر سے گزر کر سندِ قبول حاصل کر چکا تھا۔ اُس کے

کچھ سال بعد مکمل ترجمہ شائع ہوا تھا۔ اِس مرتبہ یہ ترجمہ چھوٹے سائز پر شائع کیا گیا ہے جسُن ظاہری میں پہلی اشاعتوں سے اِس کو تفوق حاصل ہے۔ کاغذ چکنا ہے۔ لکھائی اچھی ہے۔ شروع میں معجز صاحب کا ایک فوٹو بھی ہے جس سے کتاب کی شان دو بالا ہو گئی ہے معنوی خوبیوں میں بھی پہلے کے بمقابلہ اضافہ ہو گیا ہے۔ شریمد بھگوت گیتا کے جملہ اصُول اور بیانات کا باہمی تعلق سمجھنے کے لیے شروع میں ایک نقشہ جلوۂ جہاں نما منسلک کیا گیا ہے جس کو سمجھنے کے لیے ایک عارف کا دل و دماغ ہونا چاہیئے۔

"فلسفۂ بھگوت گیتا پر ایک نظر" ہمیں انسانی ارتقا کی تمام منازل سے بہرہ ور کرتی ہے۔ اس میں جو تحقیقات درج کی گئی ہیں دلچسپ اور مفید ہیں اور اُن پر بحث کرنے کے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ نیز یہ مسائل ایسے ہیں جن کے بارے میں فلسفۂ الٰہیات و تصوف کا وسیع مطالعہ کیئے بغیر اظہارِ رائے کرنا درست نہیں۔

اس کے بعد منظوم ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ شروع سے آخر تک آپ اس ترجمہ کو مسلسل دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں

فلسفہ ہمیشہ خشک ہوتا ہے مگر اس کے باوجود مترجم صاحب نے اسکو جاذب بنانے کی سعیِ بلیغ کی ہے۔ جا بجا مسائلِ مذکورہ کی تشریح کے لیئے نقشے بھی درج ہیں۔

کتاب کے آخر میں بھگوت گیتا کا دستور العمل ایک نہایت ضروری چیز ہے جو ہر شخص کے لیے غور سے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قابل مترجم نے فلسفۂ گیتا سے عملی فائدہ کس قدر اٹھایا ہے۔ ورنہ ان کیفیات کا بیان کرنا بے عمل عالموں کا کام نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دورِ جدید کے اکثر ممتاز فلسفہ داں و نیز دیگر متعدد علماے جہاں جن میں مشرق و مغرب دونوں کے اکابرین شامل ہیں اُن کی آراء بھگوت گیتا کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیئے درج کی گئی ہیں۔ کتاب کا آخری حصہ منظوم ترجمہ کے متعلق قدرداں اصحاب کی آراء پر مشتمل ہے اگرچہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ مخزنِ اسرار کے بارے میں اس قدر لکھنے پر بھی ہم تنقید و تبصرہ کا اصلی فرض نہیں ادا کر سکتے ہیں پھر

بھی عدم گنجائش اور کثرتِ کار میں جو کچھ بھی لکھا گیا وہ ہی غنیمت ہے۔
اس بیش بہا کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے
اور مصنف سے محلہ چوڑی والان دہلی کے پتہ پر مل سکتی ہے +

اخبار "ریاست" دہلی بابت ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

مرتبہ پنڈت دینا ناتھ صاحب مدن معجز دہلوی بی۔اے

بھگوت گیتا کے دامن میں تصوف اور فلسفہ کے جو بیش قیمت جواہرات پوشیدہ ہیں وہ اربابِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ باوجودیکہ اس کتاب کی متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں لیکن یہ وہ سمندر ہے کہ اس میں جس قدر غواصی کی جاتی ہے اسی قدر قیمتی لآلیِ روحانیت برآمد ہوتے ہیں۔

ہمیں یہ دیکھکر مسرت ہوئی کہ پنڈت دینا ناتھ صاحب معجز

دہلوی بی۔اے نے سری مد بھگوت گیتا کی اٹھارہ ادھیاؤں کا ترجمہ اُردو نظم میں اِس خوبی کے ساتھ کیا ہے کہ ہر منتر کا ترجمہ علیحدہ ہے۔

فاضل مُترجم نے آغازِ کتاب میں بھگوت گیتا کے رُوحانی فلسفہ کو جو مُختلف منازلِ طریقت میں تقسیم کیا ہے وہ اہلِ دل اصحاب کے لیئے لاجواب تُحفہ ہے۔ علاوہ بریں آپ نے منازلِ طریقت کو جس طرح نقشے دیکر سمجھایا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مُترجّم کو تعلیماتِ تصوّف میں کس قدر دسترس حاصل ہے۔ بھگوت گیتا ایک رُوحانی کتاب ہے۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ اِس کو اُردو نظم کا جامہ بھی ایک ایسے انشاپرداز نے پہنایا ہے جس کو بظاہر رُوحانیت سے خود بھی شغف ہے۔

اُردو اشعار نہایت سلیس اور عام فہم ہیں اور اصل کتاب کے نقشِ مطلب کو کہیں ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ ہمارے خیال میں شری مد بھگوت گیتا کا اس سے بہتر ترجمہ آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں نہیں ہوا۔ جناب معجز دہلوی نے اس اہم

اَدَبی و رُوحانی خدمت کو انجام دیکر نہ صرف ہُنود بلکہ دنیائے تصوّف پر احسان کیا ہے۔

کتاب کی تقطیع جیبی ہے۔ جلد خوشنُما اور کاغذ، لکھائی، چھپائی عُمدہ۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ جو کسی حال میں زیادہ نہیں۔ کتاب مترجّم سے حسبِ ذیل پتہ پر مل سکتی ہے:۔

"لال حویلی - محلّہ چوڑی گران - دہلی"



اخبار "تیج" مورخہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۳ء

ریویو

"مخزن اسرار" شریمد بھگوت گیتا کا اُردو ترجمہ ہے جس کو پنڈت دینا ناتھ صاحب معجز دہلوی بی۔ اے نے بڑی محنت اور مشقّت کے بعد تیّار کیا ہے۔

گیتا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دُنیا کی ترقّی یافتہ قومیں

اپنے طرزِ عمل سے دے رہی ہیں۔ دُنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں گیتا کا ترجمہ نہ کیا گیا ہو۔ دُنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس نے گیتا کے اُپدیش کے مُطابق اپنی عملی زندگی کو نہ ڈھالا ہو۔ اور دُنیا کی کوئی بڑی ہستی ایسی نہیں جس کا جیون گیتا کے رنگ میں نہ رنگا ہو۔ کوی ٹیگور نے گیتا کا ڈنکا عالم میں بجایا تو مہاتما گاندھی نے اپنے جیون کو گیتا روپی بنایا۔ کہاں تک بیان کیا جاوے۔ یہ گیتا کا فلسفہ بڑا گوڑھ ہے۔ جس نے ایک مرتبہ اس کو سمجھ لیا وہ اَمر ہو گیا۔ اُردو زبان میں کوئی ایسی مُستند کتاب نظر نہیں آتی تھی جو گیتا کے مفہوم کو صاف صاف پیش کر سکے۔ پنڈت دینا ناتھ صاحب نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اب اُردو داں پبلک کا فرض ہے کہ اس اُردو ترجمہ سے خوب فائدہ اُٹھائے۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ پنڈت جی کے مکان واقع لال حویلی۔ محلہ چوڑیگران سے مل سکتی ہے +

رسالہ "چاند" الہ آباد بابت ماہ جنوری ۱۹۳۱ء

مخزنِ اسرار

مُرتّبہ پنڈت دینا ناتھ مدن معجز دہلوی۔ بی۔ اے

مُصنّف کے پتہ سے کتاب ملے گی۔ ساکنِ لال حویلی مُحلہ چوڑیگران دہلی۔ قیمت ایک روپیہ۔

شریمد بھگوت گیتا کا نام کس نے نہ سُنا ہوگا۔ یہ وہ کتاب ہے جو طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اور جس کے ذریعہ سے شاہد کو مشہود کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔ یہ وہ اُپدیش ہے جس کو شری کرشن جی نے کروکشیتر کی رن بھومی میں دیا تھا یہ وہ فرمان ہے جس پر اگر آج عمل کیا جائے تو جنگ و خونریزی کا خاتمہ ہو جائے اور صحیح معنوں میں انسان انسان ہو جائے۔ اسی بھگوت گیتا کے اُردو میں مُختلف ترجمے نثر میں ہوئے ہیں لیکن وہ خوبی جو ترجُمہ میں بحیثیت ترجُمہ کے ہونی چاہئے اِن

میں موجود نہ تھی۔ اس کمی کو مخزنِ اسرار پورا کر رہا ہے۔ جناب معجز دہلوی نے اٹھارہ ادھیاؤں کا ترجمہ کیا ہے اور ترجمہ بھی نظم میں۔ عام فہم زبان اُردو میں نظم کرنا بڑا کام تھا۔ مترجم نے ایک حد تک اس کو ضرور پورا کیا ہے۔ ہر ایک مصرع سے سُکھ سنتوش بھاؤ بھگتی اور آخر کار دشواس حاصل ہوتا ہے۔ گیتا کے شائقین کو چاہیئے کہ اس کا مطالعہ ضرور کریں۔ کتاب کے شروع میں "فلسفۂ گیتا پر ایک نظر" کے عنوان سے ایک نقشہ دیا گیا ہے جو درحقیقت جلوۂ جہاں نما کا کام کرتا ہے اور آخر میں "بھگوت گیتا کا دستور العمل" کے عنوان سے گیتا پر ایک عارفانہ و فلسفیانہ بحث کی گئی ہے۔ اِس کے علاوہ کتاب میں مختلف نقشے اور تصاویر دیے گئے ہیں جو منزلِ عرفاں کے رہرو کے لئے نشانِ منزل کا کام دیتے ہیں۔ کتابت اور کاغذ بہت خوب ہیں اور کتاب نہایت خوبصورت مطلّا جلد سے مزیّن ہے۔ اس اعتبار سے قیمت بہت کم ہے ÷

—— (*) ——

رسالہ "زمانہ" کانپور بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۰ء

مخزنِ اسرار

مرتبہ پنڈت دینا ناتھ مدن مخمور دہلوی ۔ بی ۔ اے

(لال حویلی ۔ محلہ چوڑیگران ۔ دہلی)

خوبصورت دستی تقطیع ۔ مجلد ۔ حجم تقریباً دو سو صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ

شریمد بھگوت گیتا ایک مشہورِ عالم مقدس کتاب ہے ۔ دُنیا کی مختلف زبانوں میں اِس کے ترجمے ہو چکے ہیں، اُردو میں بھی نثر و نظم میں کئی ترجمے موجود ہیں لیکن گیتا کا یہ منظوم ترجمہ ظاہری و باطنی دونوں صورتوں میں بہت زیادہ دلکش ہے ۔

ابتدائے کتاب میں گیتا کے فلسفہ کی تشریح کی ہے جس میں تمام ادھیاؤں کی تعلیم کا خلاصہ نثر میں دیا ہے ۔ پھر اصلِ کتاب کا منتر وار ترجمہ نظم میں ہے ۔ آخر میں گیتا کا

دستور العمل اور اہلِ علم حضرات کی آراء متعلقہ گیتا درج ہیں۔ ہر ادھیا کے شروع میں دستی تصاویر متعلقہ مقامِ عرفانِ حق دی گئی ہیں۔ غرضکہ حسنِ ترتیب و تشریح کے لحاظ سے یہ بہت پسندیدہ ہے۔ نظم کی خوبیوں کا اندازہ مندرجۂ ذیل اشعار سے ہو سکتا ہے:-

سوالِ ارجن

ترک و ترکِ ترک کے معنی عیاں فرمائیے
مجھ سے اِن دونوں منازل کا بیاں فرمائیے

جواب شری بھگوان

فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے
دلِ نتیجہ سے ہٹانا سالکوں کی راہ ہے
وہ سمجھتے ہیں کہ سب اعمال ہیں شکلِ حجاب
اِس لیئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب

زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جان کر
یہ بشر اصرار کرتے ہیں ادائے فرض پر
راہِ سالک ہے مرے نزدیک ان دونوں میں فرد
اِس کی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیک مرد

یہ کتاب اب تیسری بار چھپی ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو قبولِ عام حاصل ہُوا ہے۔ اُمید ہے کہ اہلِ ذوق اس کے مُطالعہ میں لُطفِ رُوحانی پائیں گے۔



مخزنِ اسرار یعنی شریمد بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ پڑھنے کے بعد چند احباب اصرار کرتے ہیں کہ اس میں جو اصطلاحات مُستعمل ہوئی ہیں اُن کے معنی بخوبی سمجھنے کے لیے ایک فرہنگ ایزاد کی جائے۔ مؤلف کو بھی اُن کی اِس رائے سے اتّفاق ہے۔ واقعی اِس ترجمہ میں جا بجا ایسے فارسی الفاظ موجود ہیں جن کے معنی سے عام مطالعہ کرنے والے آگاہ نہ ہو کر جیسا چاہئے لُطفِ کلام حاصل نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ایک مُختصر فرہنگ ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ اُمّید کی جاتی ہے کہ اس سے ہر صاحبِ شوق کو نفسِ مضمون کے سمجھنے میں آسانی ہوگی اور کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچے گا۔

تاریخِ ہند بتلاتی ہے کہ قریباً چھ صدی کا عرصہ ہوا جب ہندی بھاشا اور فارسی زبان کے اتّصال نے دہلی کے پایہ تخت میں اُردو زبان پیدا کی جو وقتاً فوقتاً شعرائے باکمال اور انشا پردازانِ شیریں مقال کے زیرِ سایہ پرورش پا کر اپنے شباب کی جانب بڑھتی رہی۔ ایسے وقت پروردگار کے فضل سے ایک مغربی تہذیب کے مُعلّم نے اس کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا جو قریباً ایک صدی سے اب تک جاری ہے ظاہر ہے کہ ہندی اور فارسی زبانیں ایشیائی ممالک میں رائج تھیں

اس لئے وہ اہلِ مشرق کے خیالات اور جذبات سے معمور تھیں اور دونوں کا علمِ معاد سے خاص تعلق تھا۔ مغربی تہذیب نے اس ملک میں رواج اور رسوخ پاکر نئے طرزِ خیال و جذبہ کو اُردو زبان میں داخل کیا اور ہر کس و ناکس کو علمِ معاش کی طرف رجوع دلایا۔ زمانۂ حال کے اخباری مضامین اور انگریزی نظموں کے متعدد ترجمے اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مذکورہ بالا اثرات سے اُردو زبان اب اپنے سِن بلوغ کے قریب پہنچ گئی ہے اس لئے اس کی غور و پرداخت میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اُردو زبان اہلِ ہنود اور اہلِ اسلام کی وہ مشترکہ جائداد ہے جس کی وراثت کو صدیوں کا عرصہ گزر چکا ہے اور جس میں ہر دو برادر نفع و نقصان کے مساوی حقدار ہیں۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جاسکتی کہ دونوں حسبِ ضرورت اس جائداد کی مرمّت اور درستی کرتے رہے ہیں اور اس کو منہدم ہونے سے بچاتے رہے ہیں۔ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرا جب سے مغربی صنعت کے پیرؤوں نے اس کی وضع و قطع بدلنے اور اسے عجیب و دلکش منزل بنانے میں حصّہ لیا ہے۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ اہلِ ہنود بھاشا سے مانوس ہونے کے باعث ہندی
الفاظ اس میں بکثرت داخل کرنا چاہتے ہیں اور ایسی کوشش کرنا اپنا فرض
خیال کرتے ہیں دوسری جانب اہلِ اسلام فارسی الفاظ کے دلدادہ
ہوکر اُن کا رواجِ عام چاہتے ہیں اور فارسی ترکیبوں کو اُردو زبان میں
اس قدر برتتے ہیں کہ فارسی دانوں کے سوا کوئی اُن کے کلام کو نہیں
سمجھ سکتا۔ ہندو اُردو زبان کی سادگی اور مسلمان رنگین بیانی کو عام
طور پر اُس کی ترقی کا ذریعہ مانتے ہوے اُسے اپنے اپنے نصب العین
کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ غرضکہ اس کشمکش میں اُسے نقصان پہنچ رہا
ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ باہمی رواداری اور یکجہتی سے کام لیا جاتا جس
سے یہ زبان واجب اور موزوں ترقی حاصل کرکے دیگر مہذب زبانوں
کی صف میں باوقار ہو جاتی۔ واقعات پر غور کرنے سے معلوم
ہوگا کہ تاریخی زمانے سے اب تک جوہرِ انسانی بدستور چلا آیا ہے
یعنی اُس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔
نسلوں کے اختلاف۔ آب و ہوا کے اثرات اور تہذیب و تمدن
کے امتیاز سے یہ جوہر ہمیشہ بے نیاز رہا ہے۔ اس لئے جملہ مذاہب

کے رہنما ایک ہی منزل کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔ جن کیفیاتِ قلبی کا بیان صوفیہ کرام نے فرمایا ہے وہ اہلِ ہند کی تحقیقاتِ باطنی کا دیگر الفاظ میں اعادہ ہے۔ سمجھ رکھنے والے کو ایک دوسرے کی ضمیروں میں اصولی اختلاف معلوم نہیں ہوتا بلکہ تصدیق ملتی ہے۔ طالبانِ حق کو واجب ہے کہ وہ اس خیال کو دل میں جگہ دے کر مخزنِ اسرار کے اعلیٰ مضامین کا مطالعہ کریں اور اسکے معنوی خوبیوں سے لطف اندوز ہوں ؎

یک نغمہ تراود زِ لبِ قُمری و بلبل
قانونِ وفا مختلف آہنگ ندارد

—— ❊ ——

فرہنگِ اصطلاحات

مُفرد الفاظ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
ابھر	ابر	اچل	بے حرکت
ابھیاس	شغل	اچِنتیہ	برتر از قیاس
ابھی کرم	سعی	اُداسین	فقیر
اُپادھی	عِلّت	ادھِشٹان	ظرف
اَپریمیہ	غیر مادّی	ادھِکاری	قابل
اُپاسنا	عبادت	آرادھن	پرستش
اُپرام	فراغت	آسَن	نِشست
آتما	ذات	آشَم	اضطراب
آتم شدّھی	صفائے قلب	آشچریہ	حیرت
اتیت	آزاد	آشوتھ	طوبیٰ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
اِشٹ	معبود	اہنسا	بے آزاری
امرِتتو	حیاتِ جاوید	ایکاگر	یکسو
انت کال	انتقال	ایکانت	تخلیہ
اَنتھ آرام	مراقبہ	ایکتوستھِت	موحّد
اَنترمہ سُکھ	سُرورِ باطنی	ایشور	قادرِ مُطلق
انترجیوتی	روشن ضمیری	ایشوریہ	قُدرت
انِتیہ	بے ثبات	**ب**	
اَنش	شمّہ		
آنند	کیف	بجر	برق
اَنُو	ذرّہ	برہم چاری	مجاہد
اوستھا	کیفیّت	برہم وِت	ہمہ داں
آورن	حجاب	برہم بھوت	فنا فی اللہ
اَوِکاری	بے زوال	برہم سپرش	قُربِ ذات
اَوِناشی	لافانی	برہم ستھتی	بقا

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
بھاونا	عقیدت
بھرتا	پروردگار
بھرشٹ	رانده
بھرکٹی دھیان	شغلِ شمسی
بھرم	سہو
بھرو	ابرو
بھکت	طالبِ صادق
بھوتانی	ہستیاں
بھوت گرام	کائنات

پ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
پد	منزل
پدم پتر	برگِ نیلوفر
پران	نفس
پرارتھنا	مناجات
پراکرت	طبعی
پرانگتی	منزلِ مقصود
پراین	پناہ
پربھاو	طاقت
پربھو	مالک
پرتی پن	پریشان
پرتیہ وایو	بادِ مخالف
پرتشٹھا	قیام
پرجاپتی	خالق
پرساد	لطف
پرسپر	لازم ملزوم
پرکاشک	نورانی
پرگیا	دانش

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
پرلوک	عقبیٰ
پرم	برتر
پرماتما	ذاتِ برتر
پرماد	مدہوشی
پرماتھی	مُفسد
پرِنام	انجام
پریم	عشق
پریہ	حُسن
پرویش	دخل
پریان	رحلت
پوران	قدیم
پھل	ثمرہ

ت

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
تپ	ریاضت
تپسوی	مُرتاض
تتو	اصل
تتو ورشی	مُحقّق
تِتکش	ارادت
ترُپٹی	تثلیث
ترِگُن	صفتِ سہ گانہ
تُشٹی	قناعت
تیاگ	تجرید

ج

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
جتے اندری	مُجرّد
جرا	پیری
جِگیاسو	طالبِ ذات
جگت	عالم

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
جیولوک	مخلوقات
چ	
چِنتا	فکر
چنچل	بیتاب
چیتن	ہوش
چیشٹا	حرکت
د	
دان	ایثار
دِشا	سِمت
دروِیہ	مادّہ
دُکھالیہ	غمکدہ
دوند	دوئی
دوِدھا	شک
دِویہ	روشن
دھارنا	صبر
دھرم	فرض
دِھرتی	استقلال
دُھوم	دُود
دھیان	تصوُّر
دیُو	تقدیر
دیپ	چراغ
ر	
راج گُہیہ	سِرّ اکبر
راج ودیا	علمِ لدُنّی
رَس	ذوق

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
رہسیہ	راز
س	
سادھو	نیک اعمال
ساکشی	شاہد
سامیہ	مساوات
ستھان	مقام
ستھانو	قائم
سرتی	راہ
سروگت	ساری
سروگیہ	عالم الغیب
سمادہان	تصفیہ
سمادھی	محویت
سمپتی	اخلاقِ حسنہ
سمدرشن	مساوات نظر
سمُدر	بحر
سمیم	ضبط
سناتن	دایم
سنگ	تعلق
سنگھات	بیہوشی
سوادھیاے	مُطالعہ
سوبھاو	خاصہ
سوُتر	رشتہ
سہج	فِطرتی
ش	
شاستر	فلسفہ
شاشوت	قائم بالذات

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
شانتی	تسکین
شبد	صوت
شبد برہم	سازِ ہستی
شَشٹ دِشا	شش جہت
شردّھا	اعتقاد
شوُچ	طہارت

ک

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
کارن	سبب
کریا	عمل
کرترِتو	فاعلیّت
کرت کرتیہ	مستغنی
کرم سنگی	عامل
کلپ	قرن

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
کلمش	عِصیان
کلیان	بہبودی
کلیور	قالب
کوٹستھہ	لامکاں
کوش	پردہ
کَوی	دانشمند
کیرتی	حمد

گ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
گائتری	شغلِ طاؤسی
گَتی	طریقت
گربھہ	حمل
گندہ	بو
گُن	وصف

الفاظِ سنسکرت	اصلاحِ صوفیہ
گیان اگنی	آتشِ عرفاں
ل	
لَیہ	فنا
م	
ماتر اسپرش	احساس
مت	مذہب
متسر	مستی
مرتیو سنسار	عالمِ فانی
ممتا	دلبستگی
مُمکُشو	طالبِ نجات
منڑی	گوہر
منورتھ	مُدّعا

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
مُورتی	شکل
موردہا	اُم الدّماغ
مہابھُوت	عناصرِ بسیط
مہاتما	بُزرگ
مہاواکیہ	اسمِ اعظم
ن	
ناساگر دھارنا	پاس انفاس
ناشں	زوال
نِتیہ	ہمیشہ
نِردیش	حکمِ ازل
نِرمل	صافی
نِروان	فقدان
نِروید	استغنا

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
نِشٹھا	تلمت
نُشٹھِک	اصلی
نشچے	یقین
نِشکرم	مغفرت

و

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
واسنا	آرزو
واسودیو	مُحیطِ کُل
وِبھکت	مُنقسِم
وَشں	قابو
وِشے	لذات
ورتما	جادہ
وِکار	تغیّر
وِویک	تمئیز
ویاپک	مُحیط
ویتھا	درد
وید	الہام
ولشوانز	حرارتِ غریزی
ویراگ	ترکِ تمنا
ویوسائی	ارادہ تمند

ہ

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
ہِت	سودمند
ہِردے	قلب
ہتیو	دلیل

ی

الفاظ سنسکرت	اصطلاح صوفیہ
یگیہ	ریاض

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
یُگ	دور	یونی	نسل
یوگیشور	عارفِ کامل	+	+

الفاظِ تقابُل

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
آبھاس	عکس	اَجہ	اَزَلی
پورش	شخص	اَمر	اَبَدی
ابھاو	عدم	آشا	اُمید
بھاو	وجود	بھیے	بیم
آدی	ابتدا	اگنی جیوتی	جلال
انت	انتہا	چندر جیوتی	جمال
ادویت	وحدت	الپ	جزو
دویت	شرک	سرو	کُل
آچار	ذِکر	اِندری	حواس
وِچار	فِکر	اِندریارتھ	محسوسات

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
اویکت	نہاں	پربھوہ	منبع
ویکت	عیاں	پرلیہ	مخزن
ایکانت	خَلوت	پران	نفوس
سروتر	جَلوت	من	عقول
بَند	قید	پرتھک بھاو	کثرت
موکش	نجات	ایکتو	وحدت
بھوگ	نفس پروری	پرتھوی	فرش
تیاگ	نفس کُشی	انترکش	عرش
بیج	دانہ	پرکرتی	صفات
برِکش	شجر	پورش	ذات
برہم ودیا	حق شناسی	پرورتی	اختیار
ادھیاتم ودیا	خودشناسی	نورتی	ترک
پاپ	عذاب	پَروکش	غائب
پُن	ثواب	اپروکش	حاضر

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
پنڈ	عالمِ صغیر	چَر	مُتحرِّک
برہمانڈ	عالمِ کبیر	اچَر	ساکِن
تیاگ	ہجر	دیوتا	مَلک
شانتی	وصال	اسُر	شیطان
تیاگی	تارِک	دیُوی	عُلوی
یوگی	واصِل	آسُری	سِفلی
تیج	جلال	دیہہ	جسم
پرکاش	فروغ	دیہی	جان
جیوتی	نُور	راتری	شب
وبھوتی	جلوہ	دِوس	روز
جیون	حیات	راشی	بروج
مَرَن	ممات	نکشتر	منازل
جیون مُکت	نبی	راگ	شوق
ودیہہ مُکت	وَلی	دوِیش	نفرت

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
رُوپ	فرع	سکت	پابند
سرُوپ	اصل	اسکت	بری
ساکار	تشبیہ	سُکھ	راحت
نِراکار	تنزیہ	دُکھ	کُلفت
سادھن	طریقت	سِمرتی	منقولات
سِدھی	کمال	شُرتی	معقولات
سانکھیہ	حقیقت	سنکلپ	نیّت
یوگ	معرفت	وِکلپ	وہم
ست	حق	سنیاس	جذبہ
اَست	باطل	یوگ	سلُوک
ستھاور	بیجان	سورگ	بہشت
جنگم	جاندار	نرک	دوزخ
سرگ	ازل	سوکرت	نیکی
پرلیہ	محشر	دُشکرت	بدی

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
شریر	تن	مایا	حجابِ ازلی
جیو	رُوح	برہم	روشن بالذات
ششیہ	مُرید	وِدِہی	اثبات
گرُو	مُرشد	نشیدھ	نفی
شَم	ضبطِ دل	ویبھچار	کذب
دم	ضبطِ حواس	سداچار	صدق
کشر	حادث	دیوہار	مجاز
اکشر	قدیم	پرمارتھ	حقیقت
گیان	عرفان	وِراٹ	ظہور
وِگیان	اشراق	ہرنیہ گربھ	بطون
گیان اندری	حواسِ علمی	ہانی	زِیاں
کرم اندری	حواسِ افعالی	لابھ	سُود
لوک	دیر	✣	✣
وید	حرم	✣	✣

الفاظ ثلاثہ

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
پراربدھ کرم	مشیت	جیو	بندہ
سنچت کرم	تقدیر	ایشور	خدا
کریہ مان	تدبیر	برہم	ذاتِ پاک
بھوت	ماضی	درشٹا	ناظر
بھوشت	مستقبل	درشن	نظر
ورتمان	حال	درشیہ	منظور
بھوت آکاش	خلہ	دیش	مکان
من آکاش	دِل	کال	زماں
چِد آکاش	قلب	نمت	علتِ غائی
توم پد	جُزویت	رشی	زاہد
تت پد	کُلیت	مُنی	عابد
اَس پد	ہمہ تیت	سنت	عارف

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
ست	عینِ حق	کرتا	فاعل
چیت	عینِ علم	کرم	فعل
آنند	عینِ سرور	کاریہ	مفعول
ستھول	کثیف	کرم	امر
سوکشم	لطیف	وِکرم	نہی
کارن	الطف	اکرم	بریت از افعال
ستوگن	صفتِ قیومی	مرتیہ لوک	عالمِ فانی
رجوگن	صفتِ ایجاد	پتر لوک	عالمِ روحانی
تموگن	صفتِ فنا	دیولوک	عالمِ جاودانی

الفاظ مربع

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
ادھی بھوت	ناسوت	برہمن	عالم
ادھی دیو	ملکوت	کشتری	حاکم
ادھیاتم	جبروت	ویش	تاجر
ادھی یگ	لاہوت	شودر	خادم

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
بھومی	جمادات	کام	خواہش
اوشدھی	نباتات	کرودھ	غصہ
پرانی	حیوانات	موہ	اُلفت
منشیہ	اِنسان	لوبھ	حِرص
پُورب	شرق	مَن	دِل
پچھم	غرب	بُدھی	عقل
اُتّر	شمال	چِت	خیال
دکشن	جنوب	اہنکار	پندار
جاگرت	بیداری	✣	✣
سوپن	خواب	✣	✣
سشُپتی	غفلت	✣	✣
تُریہ	ہوش	✣	✣

الفاظِ مخمّس

الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت	اصطلاحِ صوفیہ
انّہ مئی کوش	حجابِ مادّی	شروتر	سامعہ
پران مئی کوش	حجابِ نفسی	سپرش	لامسہ
منو مئی کوش	حجابِ خودی	چکشو	باصرہ
وگیان مئی کوش	حجابِ وہمی	رسنا	ذائقہ
گیان مئی کوش	حجابِ علمی	گھران	شامّہ
پران	نفَس سرد	کہم	خلہ
ایان	نفَس گرم	وات	باد
دیان	نفَس مرطوب	انل	آتش
اودان	نفس یابس	آپہ	آب
سمان	نفس پاک	بھومی	خاک

اصطلاحِ صوفیہ	الفاظِ سنسکرت
دست	ہست
پا	پاو
زبان	جوہا
مُقامِ بول	لِنگ
مُقامِ براز	گدُا

الفاظ مُسدّس

علمِ مُباحثہ	نیائے شاستر
علمِ مناظرہ	میمانسا
علمِ معقولات	ویسے شک
علمِ مجاہدہ	پاتنجل
علمِ مکاشفہ	سانکھیہ
علمِ توحید	ویدانت

الفاظِ ہفتگانہ

اصطلاح صوفیہ	الفاظ سنسکرت
وجود	بُہو
نَفَس	بُہوہ
توجُّہ	سوہ
اِشراق	مَہہ
عِرفان	جَنہ
عِشق	تَپہ
وِصال	سَتیم



دل کی پرکار سے نیرنگِ جہاں کا نقشہ
کھینچنے کے لئے ہم صورتِ انساں آئے

اِنسان کا وجود ساری کائنات کا خلاصہ ہے اس لئے اِنسان کا یہ دعویٰ کہ وہ اشرف المخلوق ہے پایۂ ثبوت رکھتا ہے۔ عارفانِ روشن ضمیر کہتے آئے ہیں کہ اِنسان اور عالم کے درمیان کامل مشابہت ہے چنانچہ اُنہوں نے ایک کو عالمِ صغیر اور دوسرے کو عالمِ کبیر نامزد کیا ہے۔ ہندی اصطلاح میں وہ پنڈ اور برہمانڈ کہلاتے ہیں اور ان کی مطابقت مشاہدۂ باطنی سے تصدیق ہوتی ہے۔ چونکہ یہ اصول اپنی جامعیت سے شریمد بھگوت گیتا کے متبرک صحیفہ پر یکساں حاوی ہے۔ مؤلف نے اِس منظوم ترجمے میں ہر ادھیائے یعنی باب سے پہلے ایک تصویر پیش کی ہے جو کسی خاص بیرونی منظر اور اندرونی کیفیت کے مابین دِلکش مطابقت دکھاتی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین تشبیہ و تنزیہ کی یکجائی ملاحظہ کر کے اِس صحیفہ کے حُسنِ معنیٰ سے لطف اُٹھائیں گے اور ساتھ ہی اُن میں وسیع النظری پیدا ہوگی۔ یہ صحیفہ اٹھارہ باب پر منقسم ہے اور اس کے ہر باب کا اگلے باب سے رابطۂ خیال ہے جو شائقین کو غور کرنے

پر معلوم ہو سکتا ہے۔ اکثر احباب نے مؤلف سے ان تصاویر کی تشریح چاہی ہے اس لئے وہ تعمیلِ ارشاد میں اِن کے معنی و مقصد پر حتی المقدور روشنی ڈالتا ہے۔

تصویر نمبر ا پندارِ خودی محسُوسات کے دفتر میں جُملہ احساس اہلکار کی حیثیت سے اپنی تحقیقات دِل کے روبرو پیش کرتے ہیں جس پر وہ بطور حاکم خوش یا ناراض ہو کر مُناسب احکام جاری کرتا ہے۔عقل بھی بحیثیت مُنصف اس کو صحیح یا غلط قرار دیتی ہے۔غرضکہ اس طرح دفتر کا کام باقاعدہ چلتا ہے۔ بالفرض اِن عہدہ داروں میں سے کوئی مستعفی ہو جائے اور اپنا فرضِ منصبی چھوڑ دے تو دفتر کے آئین میں ضرور فرق آ جائیگا۔ یہ مثال تو تمہید کے طور پر حواس دل اور عقل کے باہمی تعلقات واضح کرنے کے لئے دی گئی ہے ناظرین اب نفسِ مضمون پر توجہ فرمائیں۔

نیرنگیِ عالم حواس کے ذریعہ سے اپنے اثرات جنہیں شوق و نفرت کہتے ہیں دِل تک پہنچاتی ہے اور وہ دِل ان اثرات کے بموجب مختلف افعال کا محرّک بنتا ہے تاکہ اِنسان کو تکلیفات سے بچا کر راحت کی زندگی بسر کرائے۔جب تک دل کا رجوع حواس کی جانب موجود ہے،

یہ اثرات برابر پیدا ہوتے ہیں مگر جس وقت اُس کی توجہ پاسِ انفاس کے وِردسے بے تعلّقی میں بدل جاتی ہے اثرات کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور اطمینان کی صُورت نظر آتی ہے۔ اِس کیفیّت کا نام سکونِ دل ہے۔

نیرنگِ جہاں کا جو نقشہ دِل نے دیکھا تھا اُسے عقل بھی مُلاحظہ کرتی ہے اور ایسا کرنے سے دوئی کا پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ جاتا ہے۔ اس پردے کا نام امتیازی طاقت ہے۔ جس وقت شغلِ شمسی کے فیض سے لاعلمی کا حجاب دُور ہو جاتا ہے، آفتابِ حقیقت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ شاغِل کی اِس حالت کا نام صفائے قلب ہے۔ شائقین کو اِس موقع پر اتنا جاننا ضروری ہے کہ سکونِ دل کے برخلاف وہ حالتِ اضطراب ہے جس میں انسان کا دل شوق و نفرت کے زیرِ اثر رہتا ہے اور صفائے قلب کے برعکس وہ جہلِ بسیط ہے جس کی وجہ سے عقل میں امتیازی وصف پیدا ہو کر انسان کو پابندِ شرک کرتا ہے۔

نظامِ قُدرت میں ظاہری اور باطنی جلوے پہلُو بہ پہلُو واقع ہیں اس لئے مُتقدّمین نے اپنی تصانیف میں اس نظریہ کا بیان کرتے ہوئے علم کو روشنی اور جہل کو تاریکی سے تعبیر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ

علم و جہل کا غیب ہیں اور روشنی و تاریکی کا شہود میں یکساں مظاہرہ ہے. اُن کے کلام سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوتی ہے کہ نظامِ شمسی میں سورج اور چاند کو جو اہمیت حاصل ہے وہ وجودِ انسانی میں عقل اور دل کو میسّر ہے. اس اُصول کے مطابق سورج گرہن کے وقت جو تاریکی روئے زمین پر طاری ہوتی ہے وہ ایک جہل میں گرفتار عقل کے مصداق ہے اور چاند گرہن کے وقت جو سایہ زمین پر پڑتا ہے وہ ایک مُضطرب دل کی مثال پیش کرتا ہے. عقل و دل کے سامنے جہل و اضطراب کا حجاب حائل دکھانا اِس تصویر کا مقصد ہے.

تصویر نمبر ۲- حدُوث و قِدم

نظامِ شمسی میں آفتاب حکومت کرتا ہے کہ وہ حجم میں سب اجرامِ فلکی سے بڑا ہونے کے باعث اُنہیں گردش دیتا ہے اور اپنی ذاتی روشنی سے اُن میں دِن اور رات کا تغیّر پیدا کرتا ہے بالفاظِ دیگر تمام سیّارے اُس کی کششِ اِتّصال و اپنی کششِ انفصال سے خلے میں باقاعدہ چلتے رہتے ہیں اور اُس کی روشنی کی بدولت اپنی نیرنگی دکھاتے ہیں.

آفتاب میں زمانۂ ماضی و مستقبل کا دخل نہیں ہے کہ وہاں شب و روز

کے نہ ہونے سے ایک جال کی صورت قائم ہے اور نور کی یکجائی میں وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اہلِ دانش نے اس نیّرِ اعظم کو ذاتِ بے نشاں کا نشان مانا ہے کہ اس سے ماہتاب اور دیگر سیارے نور اقتباس کرتے ہیں۔ وہی ذاتِ پاک شمس و قمر کو ظاہری روشنی اور عقل و دل کو باطنی روشنی عطا کرتی ہے اس لئے ان دونوں مظاہروں میں پوری مطابقت ہے۔ آفتاب کی شعاعیں خلے سے گزر کر کل اجرام فلکی تک پہنچتی ہیں جو کثیف مادے سے بنے ہوئے ہیں اور جن کا نصف حصہ اس کے مقابل اور دیگر نصف حصہ پیچھے چھپا رہتا ہے۔ اس طور پر اُن میں اُفق اور شفق کی شکل سے تقسیم بالمناصفہ ہمیشہ موجود ہے اہلِ ہند نے انہیں اوشا اور مترا نامزد کیا ہے اور ان کے بوڑھے کو سدا جوان بیان کر کے قدم کی مثال پیش کی ہے نیز اُن ستاروں سے جو اپنے محوروں پر گردش کرتے ہوئے دن اور رات کے تغیّر سے اثر پذیر ہیں حدوث کی مثال دی ہے۔ اس تصویر میں ظاہری و باطنی مناظر حسبِ ذیل دکھائے گئے ہیں:۔

(۱) آفتاب جو اپنی ذاتی روشنی اور مرکزی قیام سے ذاتِ برتر و لاتعیّن

کا نمائندہ ہے۔

(۲) روزِ روشن جس سے ذاتِ حق بے زوال۔ قدیم اور نوری ثابت ہوتی ہے۔

(۳) شبِ تار کا نظارہ جو صفاتی تعینات کے باطل اور ہیچ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اس تصویر کا بنیادی اصول علمِ ذات ہے جس کی روشنی میں حق و باطل کی شناخت کیجاتی ہے۔

تصویر نمبر ۲۔ جزو کل

سورج چاند اور زمین کے احاطہ کو بحیثیت مجموعی ترلوکی یعنی عالمِ سہ گانہ کہتے ہیں۔ یہاں سورج مرکز بن کر قائم ہے اور اس کے گرد چاند اور زمین گردش کرتے ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اور بے شمار سیاروں کو سورج گردش دیتا ہے۔ مگر اس تصویر میں صرف عالمِ سہ گانہ کی کیفیت مثال کے طور پر ظاہر کیگئی ہے۔ وہ حجم میں سب سے بڑا اور بذاتِ خود روشن ہے اس لیے نظامِ شمسی کے کل اجرام کو اپنی طاقتِ کشش سے گردش دیتا ہے اور اپنی تمازت سے ہر ذرّے کے جزو کل میں حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہ تحریک انسان کے وجود میں کارپرداز ہونے پر

ایسے افعال کی شکل اختیار کرتی ہے جو اُصول قُدرت کے مطابق ہیں اور جن پر کاربند ہونا انسان کا فرض ہے۔ ایسی صورت میں جتنے افعال زُعم خودی سے سرزد ہوتے ہیں وہ انسان کی اصلی آزادی میں رخنہ ڈالتے ہیں دیگر الفاظ میں یوں کہنا چاہئیے کہ انسان جن فعلوں کو اختیاری سمجھتا ہے وہ دراصل جبرِ قُدرت ہیں پس اُس کی برتیت اسی میں ہے کہ وہ ایسے جبریہ منظر کو چشمِ حقیقت سے دیکھتا ہوا اسے تعینات کی پابندی قرار دے اور روحانیت کو اس سے پاک و برتر یقین کرے علمِ ذات کو اعمال پر ترجیح دینا یعنی اپنی ہستی کو شوق و نفرت کے اثرات سے بالاتر ماننا اِس کی طریقت ہے۔

آفتاب کے گرد کُرۂ زمین ایک دائرہ بناتا ہوا چلتا ہے اور اپنا راستہ سال بھر میں طے کرتا ہے۔ مُتقدّمین نے اس دائرہ کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا ہے جو شمسی بارہ مہینوں کے مُطابق ہیں۔ اِنہیں راشیاں یعنی بُروج کہتے ہیں۔ اسی طرح چاند بھی کُرۂ زمین کے گرد چکّر لگاتا ہے اور اپنا دورہ ایک قمری ماہ میں پورا کرتا ہے۔ اہلِ نجوم نے اِس دائرے کی تقسیم ستائیس حِصّوں پر کی ہے جن میں سے ہر ایک حِصّہ کو وہ تقریباً شب و روز کے عرصہ میں طے کر لیتا ہے۔ اِنہیں نکشتر یعنی منازل

کہتے ہیں۔ راشی اور نکشتر کے دائرے ایک سطح میں واقع نہیں ہیں بلکہ ایک کی سطح دوسرے کی سطح پر عمود کی شکل میں واقع ہے۔ چنانچہ سورج چاند اور زمین کے درمیان خطوط کھینچنے سے ایک ذہنی مثلث بنتا ہے جس کی شکل ہر وقت بدلتی رہتی ہے اور جو ان کُرّوں کے باہمی تعلقات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ تصویر اُس طاقتِ کشش کو عیاں کرتی ہے جو کائنات میں جزو کُل کے درمیان موجود ہے۔ جبر و اختیار کا مسئلہ اس کی مدد سے حل ہو جاتا ہے۔

تصویر نمبر ۴۔ اسرارِ حقیقت

آفتاب اپنی روشنی کُرّہ زمین پر ڈالتا ہے اور اُس کے مختلف حصّوں کو وقتاً فوقتاً مختلف درجوں کی حرارت پہنچاتا ہے اس لئے رُوئے زمین پر موسم بدلتے ہیں۔ گرمی پڑتی ہے۔ بارش ہوتی ہے۔ غلّہ پیدا ہوتا ہے اور جملہ حیوانات کی زندگی میں انقلاب آتا ہے یہ مظاہرہ اُس سطح پر ہوتا ہے جس کا راشیوں سے تعلّق ہے۔ وجودِ انساں میں بھی ایسا ہی تماشہ نظر آتا ہے کہ وہاں آفتاب ذات علمی روشنی سے عقل دل اور حواس کو منوّر کرتا ہے اور اپنی عملی طاقت

سے اُنہیں حرکت دیتا ہے۔ فلسفہ کی زبان میں ایسی روشنی و تحریک کو علم و عمل کہتے ہیں۔ فطرتِ انساں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا سر چشمہ ذات ہے اور اعمال کا صفات۔ ذات و صفات کی عُقدہ کُشائی سے بشر صفات پر فتح پاتا ہے اور ذات میں وصل ہو جاتا ہے۔ اسکی طریقت ترکِ خودی ہے جس کی برکت سے انسان کی رسائی حقیقت کی منزل تک ہو جاتی ہے۔ ترکِ خودی کو حق شناسی کا ذریعہ ثابت کرنا اس تصویر کا مقصد ہے۔

تصویر نمبر ۵۔ رموزِ معرفت

ماہتاب نکشتروں کے دائرے میں گردش کرتا ہوا اپنی سرد کرنوں سے روئے زمین کا غایزہ تیار کرتا ہے یعنی سمندروں میں جزر و مد پیدا کرتا ہے، نباتات کو تازگی بخشتا ہے اور حیوانات میں افزائشِ نسل کا باعث ہوتا ہے جیسے پندرہ دن تک وہ اپنی رویت میں ترقی کرتا ہُوا ہلال سے بدر ہو جاتا ہے اور دوسرے پندرہ دن میں گھٹتا ہُوا بدر سے ہلال رہجاتا ہے ویسے ہی دلِ انسان جُزویّت سے کُلّیت کی طرف رجوع کرتا ہوا معراج پر پہنچتا ہے اور پھر کُلّیت سے جُزویّت کی

جانب متوجہ ہو کر نزول کے مدارج طے کرتا ہے۔ عارفوں نے پہلے نظارے کو جلالی اور دوسرے کو جمالی بیان کیا ہے۔ ماہتاب اپنی مختلف اشکال دکھانے پر بھی ایسے تغیرات سے بے اثر رہتا ہے کہ اُس کا نصف حصہ ہمیشہ آفتاب سے نور اقتباس کرتا ہے۔ اسی طرح ذاتِ پاک جزو کُل اور حق و باطل کو نمود دیتی ہوئی ایسے تعیّنات سے بالاتر ہے۔ یہ تصویر ترکِ تمنّا کے اصول کو خود شناسی کا وسیلہ ثابت کرتی ہے۔

تصویر نمبر ۶ صفائے قلب

علم کی تکمیل کے لیے عمل درکار ہے چنانچہ مذکورہ بالا تصاویر میں انسان کی اندرونی کیفیات کو علمی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے بعد اس تصویر میں اُن پر عملی طریقت سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ درحقیقت جملہ احساس و معلومات کا محرّک پران یعنی نفَس ہے جو قالب عُنصری میں ہر وقت اپنا کام کرتا ہے اور اپنے جُداگانہ افعال کے لحاظ سے پانچ قسم کا مانا جاتا ہے (تفسیر کے واسطے فرہنگِ اصطلاحات مُلاحظہ ہو) دماغ۔ گلو۔ سینہ۔ ناف اور مُقعد اُس کے مخصوص مرکز ہیں جہاں سے وہ پانچ شکلوں میں عمل پیرا ہے۔ عوام کو صرف بالا و پائیں انفاس کا علم ہوتا ہے۔ البتہ شاغل اُس کی

مختلف حرکات کو اپنے اپنے مرکز سے شروع ہوتے تمیز کرتا ہے۔
نفَس بصورت ہوا کثیف اور بے حرکت ہے مگر وہ قدرتِ کاملہ
کی کشش سے لطیف و متحرک بنتا ہے۔ واضح ہو کہ ہر قسم کا نفَس
اپنے مقام پر غالب اور دیگر انفاس کے مقامات پر مغلوب رہتا ہے اور
انکا مجموعہ اشتراکِ باہمد گر سے ایک دامِ عمل بچھاتا ہے جس میں مُرغِ
دل گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسے پران مئی کوشش یعنی حجاب نفسی کہتے ہیں۔
اس سے بریت حاصل کرنا سکونِ دل ہے۔ اس تصویر کی درمیانی
شکل میں ان واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
(۲) صفت سہ گانہ کی طاقت سے انفاسِ پنجگانہ جسم کے کارخانہ
کو چلاتے ہیں اور روح ان کے افعال کا مشاہدہ کرتی ہے۔ بالفاظِ
دیگر علمِ ذات کی روشنی میں صفات اپنا شعبدہ دکھاتی ہیں اور روح
اس شعبدے کو دیکھتی ہے۔ اِس منظر فطرت کا نام وگیان مئی کوش
یعنی حجابِ علمی ہے اور اس کا دور ہو جانا صفائے قلب کہلاتا ہے۔
دائیں جانب کی شکل میں اِس حقیقت کا مختصر انکشاف ہے۔
(۳) بائیں جانب جو شکل نظر آتی ہے وہ شغل کے درجۂ کمال پر

دلالت کرتی ہے کہ وہاں نفس کے دام سے دِل کو رہائی اور صفاتی تعیّنات سے عقل کو بریّت حاصل ہے۔ شاغل کو اِس منزل پر پہنچکر وہ کیفِ وصال نصیب ہوتا ہے جو قیل وقال سے باہر ہے اور جس کی کوئی مثال نہیں۔ یہ تصویر مجاہدۂ باطنی یعنی ضبطِ حواس کی ضرورت ثابت کرتی ہے۔

تصویر نمبر ۷ ۔ کرشمۂ صفات

اِس میں اُن تجلیات کا مُرقّع ہے جن کا مشاہدہ شغل کی تکمیل پر موقوف ہے۔ اس میں پانچ عناصرِ کثیف یعنی خاک، آب، آتش، باد، اور خلہ اور تین لطیف قوّتیں یعنی دل، عقل، اور پندار کا ادراک ہوتا ہے اس کے بعد وہ ہستئ الطف جسے رُوح کہا کرتے ہیں عین الیقین ہوتی ہے۔ دراصل اِن اجزا کی ترکیب سے انسان اور کائنات دونوں کی تخلیق ہے۔ صُوفیہ کرام نے ایسے نظامِ ہستی کو سات طبقاتِ ارضی اور نو طبقاتِ فلکی سے تعبیر کیا ہے۔ دونوں تقسیموں میں اُصُولاً کوئی فرق نہیں ہے کہ صفتِ سہ گانہ کے ترکیبی اختلاف کو اہلِ عرفان نے مُختلف نقطۂ نظر سے مُلاحظہ کیا ہے۔ ناظرین اب اس تصویر کے بیان پر غور فرمائیں۔

اِس میں اندرونی سات دائرے تقسیم شُدہ اور بیرونی دو دایرے بلا تقسیم موجود ہیں۔ نیز تقسیم شُدہ دایروں میں بارہ خطُوط نے چوراسی خانے بنائے ہیں۔ سب کے اندر عُنصر خاک کا کُرّہ ہے جس پر کُویر یعنی خاک کا مُوکل حُکمران ہے۔ اس عُنصر کا خاصّہ بُو ہے اور اس کی ادراک کرنیوالی قوت شامّہ۔ اس کے باہر جو دوسرا کُرّہ نظر آتا ہے وہ آبی ہے۔ اس کا مُوکل ماہتاب ہے۔ برُودت اس کا خاصّہ اور قوت ذائقہ اس کی مُدرِک ہے۔ تیسرا کُرّہ آتشی ہے جس کے مالک کو آفتاب کہتے ہیں۔ اس عنصر کا خاصّہ روشنی ہے اور قوتِ باصرہ اس کی شہادت دیتی ہے۔ چوتھا کُرّہ ہوائی ہے جس کے کارکُن کو مَرُوت یعنی مُوکلِ باد کہتے ہیں۔ اس کُرّے سے حرکت پیدا ہوتی ہے اور قُوّتِ لامسہ اس کا احساس کرتی ہے۔ پانچواں کُرّہ خلہ کا ہے جس کا حاکم رودر یعنی مُوکلِ خلہ مانا جاتا ہے۔ اِس عُنصر کی خاصیت آوازہ پیدا کرنا ہے اور قُوّتِ سامعہ سے اس کا تعلّق ہے۔

یہاں تک علمِ طبیعات کا بیان ہوا اب علمِ مابعد الطبیعات کی تفسیر کی جاتی ہے۔ چھٹا کُرّہ دِل کی قیام گاہ ہے جس پر اندر یعنی مُوکلِ جذبات مالک و قابض ہے۔ اضطراب اس کی فضا کا نام ہے۔ ساتواں عقل کا مسکن

ہے جہاں واسودیو منتظم کی حیثیت سے حق و باطل کا امتیاز کرتا ہے۔
آٹھواں کُرّہ اُس ازلی حجاب کا ہے جس کی وجہ سے علمِ ذات تعیُّنات کا پابند معلُوم ہوتا ہے۔ اس کے حُکمران کو مایا یعنی حجابِ اوّلیں کہتے ہیں۔ ایسے طلسم کا توڑنا صرف مُراقبہ سے ممکن ہے۔ نواں کُرّہ محویت کا ہے جو آبِ حیات سے ہمیشہ لبریز ہے۔ یہاں ذاتِ پاک عین ہستی عین علم اور عین سُرور کی تثلیث میں آشکارا ہے۔

مندرجۂ بالا نقوش اُس صفحۂ بسیط پر نُمایاں ہیں جس کو شُمار میں دسواں کہہ سکتے ہیں اس کا کوئی رنگ نہیں ہے یا یُوں کہئے کہ سفید رنگ ہے اور تمام رنگوں کی پیدایش اسی رنگ سے ہوتی ہے چُنانچہ سب رنگوں کے ملانے پر یہ رنگ پھر نمودار ہو جاتا ہے۔ اِس اُصول کے بموجب ایک صُفحہ بیرنگ کا اِستارہ اُس ذاتِ پاک پر ہے جو نام و نشان اور حال و قال سے برتر مانی جاتی ہے۔

ناظرین سے اتنا اور کہنا ضروری ہے کہ پہلے تین کُرّے مادی۔ دوسرے تین کُرّے ارادی اور تیسرے تین کُرّے علمی کہلاتے ہیں۔ غرضکہ نظامِ ہستی کے بموجب تثلیث کے اندر تثلیث موجود ہے دسواں منظر ان تثلیثوں سے

پاک و منزہ ہے۔

بارہ خطوط سے سات طبقوں میں جو چوراسی خانے بن گئے ہیں اُنکی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے:۔

تین کا عدد زمانہ کی تقسیم ماضی، حال، و مستقبل پر دکھاتا ہے اور چار کا عدد سطح کی تقسیم زاویہ قائمہ سے کرتا ہے۔ ان دونوں تقسیموں کو مدِنظر رکھکر اہلِ نجوم نے بارہ راشیاں یعنی بُروج قائم کیئے ہیں۔ درحقیقت یہ زمان و مکان مثل تار و پود کے ہیں جن کے باف سے سات طبقوں میں چوراسی خانے مثل پارچہ کے تیار ہوئے ہیں جن پانچ عنصروں کا اوپر بیان ہوا وہ مادّی اور بے حرکت ہونے کے باعث صفروں سے تعبیر کیے جاتے ہیں۔ اعداد پر صفروں کے ایزاد کرنے سے علمِ ہندسہ کے مُطابق رقم دس گُنی ہوتی جاتی ہے۔ متقدّمین نے اس اصُول پر کاربند ہو کر چوراسی لاکھ قسموں میں مخلُوقات کا شُمار کیا ہے۔ حجابِ صفاتی کا راز ظاہر کرنے کے لئے یہ تصویر نہایت آسان اور مؤثر ذریعہ ہے اور مشاہدۂ باطنی میں اس کا انکشاف ہے۔

تصویر نمبر ۸۔ جلوۂ ذات

آٹھویں تصویر ساتویں تصویر کے برعکس ہے، کہ اُس کا موضوع صفات کو حجابِ ذات

ثابت کرنا تھا اور اس کا مقصد صفات کو جلوہ ذات دکھانا ہے۔ بالفاظِ دیگر اُس میں علم حقیقت کی تشریح تھی اور اِس سے علم معرفت، آشکارا ہوتا ہے۔ حق شناسی ظہور سے تعلّق رکھتی ہے اور خود شناسی بطون سے۔ اس لیے ان دونوں تصویروں میں کُرّوں کی ترتیب مُتضاد ہے یعنی تصویر نمبر ۷ میں جو صفحۂ بسیط سارے کُرّوں کے باہر موجود تھا وہ آٹھویں تصویر میں سب کُروں کے اندر مرکز بن گیا ہے۔ اُس کا نواں کُرّہ اِس تصویر کا دُوسرا کُرّہ ہے۔ علیٰ ہٰذا۔ جُزویت میں کُلّیت کا دیدار یکسوئی خیال سے ہُوا کرتا ہے۔ چُنانچہ اس تصویر کا بُنیادی اصُول تصوّر یعنی مراقبہ ہے۔

تصویر نمبر ۹ نُورٌ علیٰ نُور

یہ شبیہہ دو حصّوں پر منقسم ہے جنہیں جُزو کُل کہتے ہیں۔ ذاتِ پاک ہر دو تعیّنات سے بالاتر ہے اور وہ بے نام و نشان کہلاتی ہے۔ جُزو کُل میں جتنے مناظر واقع ہیں وہ نہ صرف آپس میں الحاق رکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے نمُود پاتے ہیں۔ مثلاً خاکی کُرّہ نے زمین کی شکل اختیار کی ہے۔ طبقۂ باردہ سے ماہتاب وجود میں آیا ہے۔ اور آتشی طبقہ کو آفتاب کی

صورت میں ظاہر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ان واقعات پر نظر کر کے گاتیری یعنی شغلِ طاؤسی کی طریقت انسانوں کی بہتری کے واسطے عارفانِ گزشتہ نے رائج کی۔ جز کو کل میں محو کرنا اور ذاتِ پاک کو ایسے الحاق سے بالاتر یقین کرنا اس کا اصول ہے۔ اس شغل کی برکت سے رازِ ہستی تمام و کمال کھلتا ہے اور سرورِ ابدی میسر ہوتا ہے۔ جب کوئی شاغلِ روحانی ترقی کرتا ہوا اس منزل پر پہنچتا ہے تو اسے موحد کہتے ہیں کہ اس کی نظر میں جزو کل کا طلسم شکست ہو گیا ہے۔ اس تصویر کی بنیاد محویت پر قائم ہے۔

تصویر نمبر ۱۰۔ فروغِ جمال

موحد چشمِ باطن سے دیکھتا ہے کہ ذات پاک کے نور سے ذرہ ذرہ معمور ہے اور جس قدر خوبصورتی قوت اور کمال جا بجا نظر آتے ہیں وہ اسی کے حسن کا فروغ ہیں۔ اس تصویر کا خاص تعلق آٹھویں تصویر سے ہے کہ اس میں جزو کا مشاہدہ تھا اور یہاں اجزا کی کثرت کا دیدار ہے۔ صفتِ جمال کی توضیح اس تصویر کا مطلب ہے۔

تصویر نمبر ۱۱۔ شانِ جلال

یہ مرقع ایسے جذبۂ وحدانیت کا ہے

کہ جو کثرت کو وحدت میں اور صورت کو معنی میں ناپید کر دیتا ہے۔ اسکا خاص رابطہ تصویر نمبر ۷ سے ہے کہ وہاں موجودات کا سراپا کھینچا گیا تھا۔ اور یہاں ان کا فقدان دکھایا جاتا ہے۔ مجذوب اپنی نگاہِ معتبر سے حق کو عیاں دیکھتا ہے اور ماسوا کو وہم و گمان سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اس کے یقین میں جملہ ہستیاں باطل ہیں اور ذاتِ واحد برحق ہے۔ عقل محدود اس نکتہ کے سمجھنے سے قاصر ہے مگر علمِ لامحدود اسے دریافت کرلیتا ہے مجذوب دُنیا سے بے خبر ہو کر دیدارِ ذات میں محو رہتا ہے۔ یہ تصویر فنا کی طریقت پر روشنی ڈالتی ہے۔

تصویر نمبر ۱۲۔ حُسنِ ازل

حُسن و عشق کا راز و نیاز واشگاف کرنا اِس تصویر کا موضوع ہے حُسن میں دلکشی اور عشق میں جذبہ فطرتی جوہر ہیں اور یہ دونوں لازم ملزُوم ہیں حُسنِ یکتا ساری کائنات میں جلوہ گر ہے اسلیے جملہ طریقتوں کا ماحصل عشقِ بے پردہ ہے۔ علم و عمل کی امداد سے بھی طالبِ صادق کی رسائی اِس منزل تک ہوتی ہے لیکن اُسے راستے میں دُشواری اور توقّف پیش آتے ہیں۔ عشق ہر صورت میں وصالِ یار کا آسان و بہترین

ذریعہ ہے۔ واضح ہو کہ حُسنِ خود آرا اپنا جلوہ دیکھنے کے لیے گوناگوں شکلوں
میں نہاں ہو کر آپ ہی اُسکا تلاشی بن گیا ہے۔ چُنانچہ اُس کا پہلا حجاب ستوگُن یعنی
صفتِ قیومی ہے جس سے علمی تثلیث عالم۔ علم اور معلوم کی صُورت میں ظاہر
ہے دوسرا حجاب رجوگُن یعنی صفت ایجاد مانی جاتی ہے کہ یہ ارادتی تثلیث کی شکل
اختیار کر کے چار قوتہائے باطنی عقل، دل، خیال اور زعم خودی کو پیدا کرتی ہے
تیسرا حجاب تموگُن یعنی صفتِ فنا ہے جو پنج عناصر یعنی خلہ، باد، آتش، آب
اور خاک کی حیثیت سے رُوبکار ہے۔ حُسنِ ازل نے ان مناظرِ فطرت میں
اس لئے نزول فرمایا ہے کہ چشمِ مشتاق اُس کے بے شمار جلوے مُلاحظہ
کر سکے اور دلِ مہجور اُن سے لُطف اُٹھاتا ہوا مجاز سے حقیقت کی طرف قدم
بڑھائے۔ عشق حقیقی کی ناقص شکل کو عشقِ مجازی کہتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ وہ
تعینات سے بری اور یہ تعینات کا پابند ہے۔ اشغال و عرفان کے ذرائع
پر طریقت عشق کو اس لئے سبقت حاصل ہے کہ اِس میں شمع طلب کے روشن
ہوتے ہی بیم و امید کی تاریکی دُور ہو جاتی ہے اور طالبِ صادق فنا کی راہ جلد تمام طے
کر کے وصالِ ذات کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اِس تصویر کا نقطۂ نظر عشق ہے
جسے روحانی ترقی کا نہایت آسان وسیلہ سمجھنا چاہیئے۔

تصویر نمبر ۱۳ غیب و شہود

روایت چلی آئی ہے کہ آکاش سے گنگا شوجی کے مستک پر اُتری پھر اُن کے کاندھے اور جسم پر سے گزرتی ہوئی سمندر میں داخل ہوئی اور شوجی اپنے کمر کے گرد باگمبر لپیٹے رہتے ہیں اور اپنے ہاتھ میں ایک ترسُول رکھتے ہیں۔ تصویر نمبر ۱۳ میں ایسی صُورت کو ملاحظہ کیجئے۔ دراصل یہ علمِ عرفان کا سراپا ہے جو ہندی عارفوں نے عوام کی واقفیت کی غرض سے باندھا ہے۔ ناظرین "فلسفہ بھگوت گیتا پر ایک نظر" میں اسکی تشریح پر بخُوبی غور کر سکتے ہیں۔ اِس موقع پر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس اصُول کی اہمیت نے ہندوستان میں شیومت کا نفاذ کیا ہے۔

اِس تصویر میں ہندوستان کا نقشہ بھی موجود ہے۔ دیکھئے کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے تو اس کا پانی برف کی صُورت میں مُنجمد ہو جاتا ہے، اور وہاں سے گنگا جی اور دیگر ندیاں برآمد ہو کر کچھ تو پنجاب کے راستہ سے مغربی بحر میں داخل ہوتی ہیں اور کچھ براہ بنگال گزر کر مشرقی بحر میں اپنی ہستی معدُوم کر دیتی ہیں۔ نیز وسطِ ہند میں کوہ بندھیاچل ایک ٹیکے کی طرح واقع ہے یہ وہ ملک ہے جہاں علوم و فنون نے تاریخی زمانہ کی ابتدا میں نشو و نُما پائی

اور جمادات نباتات اور حیوانات نے اپنے خزانے نوعِ انسان کی بہبودی کیلئے کھولدئے

اِن واقعات کی روشنی میں مذکورہ بالا روایت کے معنی پر غور کرنا لطف سے خالی نہیں

ہے۔ عاقلان را اشارہ کافیست۔ اس غیبی تصویر سے علمی تثلیث کا راز آشکار ہوتا ہے

تصویر نمبر ۱۴ نظامِ قدرت اس میں عملی تثلیث کا مفصل بیان ہے یعنی نظامِ قدرت میں نو طاقتیں اپنا اپنا کام کر رہی ہیں

چنانچہ اہلِ ہند نے انہیں نو درگا موسوم کیا ہے۔ شارکا کرۂ خاکی۔ راگیا کرۂ آبی

جوالا کرۂ آتشی۔ چنڈی کرۂ ہوائی۔ کالکا وسعتِ خلہ۔ بھوانی کنتورِ دل بسرسوتی حیطۂ

عقل اور ساوتری دائرہ پندار پر حکومت کرتی ہے۔ نویں اور سب سے اعلیٰ طاقت کا

نام اُماہے جو رُوحانیت کی مالک ہے۔ یہ نو طاقتیں صفتِ سہ گانہ کے باہمی ترکیب اور

کمی بیشی سے وجود میں آئی ہیں۔ اِس مسئلہ کی بموجب ہندوستان کے مختلف حصوں میں شاکت مت

کا نفاذ ہوا۔ اس تصویر میں شکتی یعنی ارادتِ ازلی کا منظر دکھایا گیا ہے۔

تصویر نمبر ۱۵۔ رُوحِ بشر زبان سنسکرت میں نباتات کو "ادھارتمس" یعنی

اپنی غذا زمین سے حاصل کرنیوالی کہتے ہیں۔ اسکے برخلاف انسان "اُردھتمس" کہلاتا ہے

اسلئے کہ اسے جسم کے بالا حصے یعنی دہن سے غذا ملتی ہے۔ ایسی صورت میں درخت اور انسان

کا طرزِ نشوونما متضاد ہے۔ درخت میں تنہ۔ شاخ۔ برگ۔ غنچہ و ثمر کا پھیلاؤ اوپر کی جانب

ہوتا ہے جسمِ انسان کی تقسیم میں گردن، شانہ، ہاتھ اور پاؤں کا رُخ نیچے کی طرف ہے۔ اُسکے احساسِ باطنی پر غور کیا جائے تو وہ بھی اُلٹے درخت کی مانند معلوم ہوتے ہیں جسمیں مایا یعنی قدرتِ کاملہ تنہ کی مثال ہے۔ صفات سہ گانہ شاخ کی صورتیں ظاہر ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی بے شمار برگ کی طرح نمایاں ہیں۔ لذاتِ نفسی مثلِ غنچہ کے شگفتہ ہیں۔ جملہ اعمال اس درخت کی جڑیں بنکر اُس کو چاروں طرف سے گھیرے ہیں۔ مکافاتِ عمل بمنزلہ ثمر کے ہیں جو پیدا ہوکر چندے بالیدگی پاتے ہیں اور انجام کار معدوم ہو جاتے ہیں۔ اِن واقعات کی بنا پر حضرتِ انسان کو اُلٹے درخت سے مشابہت دینا عارفانِ ہند کی رُوحانیت اور شاعری تخیل کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ جمادات میں کشش اتصال۔ نباتات میں طاقتِ بالیدگی۔ حیوانات میں حرارت غریزی اور انسان میں ہوش و خرد خصوصیات ہیں۔ آخرالذکر ہستی کو سب پر شرف حاصل ہے کہ وہ عالم کی تصویر آئینۂ دل میں اُتار سکتی ہے اور اُسکے معنی پر غور و خوض کرنے سے خودشناسی کی حد تک پہنچ سکتی ہے یہ تصویر ذاتِ پاک اور رُوح بشر کی احدیت جتاتی ہے۔ ہندی فلسفہ میں اس مسئلہ کو جیو برہم کی ایکتا کہتے ہیں۔

تصویر نمبر ۱۶ عقول انسان کے قوائے باطنی میں عقل۔ دل۔ خیال اور پندار شامل ہیں اور یہ ہندی فلسفہ میں بحیثیتِ مجموعی انتہہ کرن کہلاتے ہیں۔ انکا رُجحان نیکی یا بدی کی طرف فطرتاً ہے۔ نیک اعمالی روحانی ترقی اور مغفرت کا راستہ ہے۔ بد اعمالی

تنزّل اور پابندی کا موجب ہے۔ ان قوائے باطنی کا صحیح نشو و نما شریعت کی پیروی پر منحصر ہے۔ اسلئے رُوحانی ترقی کا پہلا زینہ شریعت قرار دیگئی ہے اور اس زینہ کو توڑنا قانونِ قدرت کی مخالفت ہے۔ ہندی علماء نے برھماجی کے چار مُنھ بتائے ہیں اور انسے نوعِ انسانی کی رہنمائی کیلئے چار ویدوں کا انکشاف بیان کیا ہے اس روایت کے معنی پر مندرجہ بالا واقعات سے روشنی پڑتی ہے۔ ہندوستان میں ویدک دھرم اسی اُصول پر مبنی ہے۔ یہ تصویر انسانی خصلتوں کا منظر پیش کرتی ہے۔

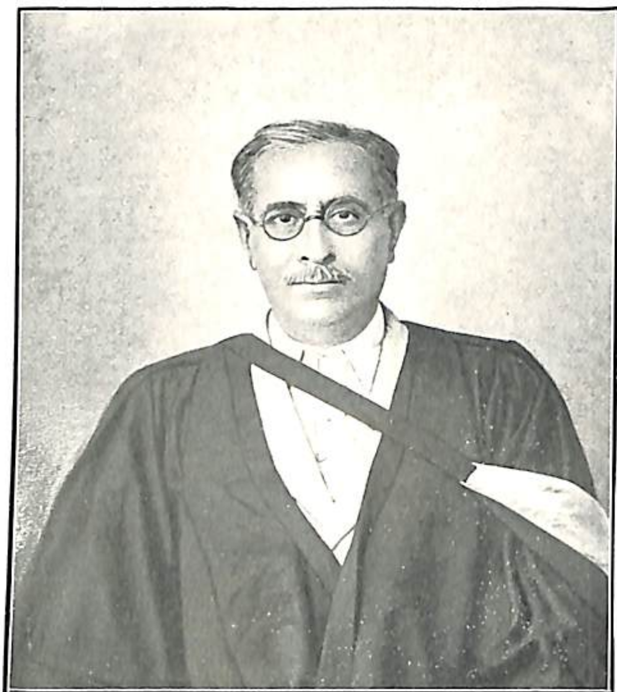
تصویر نمبر ۱۷۔ نفوس انسان میں اُن علمی طاقتوں کے علاوہ جن کا ذکر تصویر نمبر ۱۶ کے بیان میں آیا ہے پانچ قوتہائے افعالی موجود ہیں۔ نفس ان کا محرّک ہے اور انکے استعمال کا نام عملی زندگی ہے جو پانچ نقطہ خیال سے دیکھی جا سکتی ہے۔ اوّل پرستش۔ دوم خورد و نوش سوم کسبِ معاش۔ چہارم پرہیزگاری۔ پنجم ایثار نفسی۔ ان سب کو ملاکر طریقت کہتے ہیں۔ نیک سیرت انسان جملہ اعمال کو اختیاری مانتا ہے۔ مجذوب انہیں جبرِ قدرت جانتا ہے اور سالک جبر و اختیار دونوں کو جلوۂ ذات تسلیم کرتا ہے اور اپنے فرائض ادا کرتا ہوا مطمئن رہتا ہے۔ ایسی اعلیٰ زندگی کا راز مرید کو کسی مُرشدِ کامل سے دریافت ہوتا ہے۔ اسلئے مُرشد کی بزرگی کا اعتراف ضروری ہے ہندی عُلمانے ایسے مُرشد کی تصویر گنیش کی مورتی میں اُتاری ہے اور عقیدتمندوں کو اسکی تعظیم سب سے مقدم بتائی ہے۔ یہ تصویر دکھلاتی ہے کہ مُرشد کی ہدایت سے مُرید کا زعم خودی (اہنکار)

اسم اعظم (اونکار) میں محو ہوتا ہے، ازاں بعد اس پر رازِ ہستی آشکار ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقی ارادت اس تصویر کا اصول ہے۔

تصویر نمبر ۱۸۔ بند و نجات

تمام مراحل طے کرنے پر انسان کی زندگی کے دو اہم پہلو نظر آتے ہیں جنکا نام جذب و سلوک ہے۔ مجذوب خودی کو ترک کر کے رسم دنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور ہندی زبان میں اُسے سنیاسی کہتے ہیں۔ سالک ایسے ترک کا بھی ترک کر دیتا ہے یعنی وہ فرائض زندگی ادا کرنے کو سُرورِ ابدی کا ہارج نہیں مانتا۔ اُسکے چشمِ فیض سے اہلِ دنیا کی رہنمائی اور رُوحانی ترقّی ہوتی ہے اور وہ گرہستی کا لقب پاتا ہے۔ دونوں طریقوں کا مقصد حصُول نجات ہے تاہم دوسری طریقت جسے راہِ سلوک کہتے ہیں آسان اور بہترین مانی جاتی ہے اس تصویر میں ایک جانب تو جوگن دکھائی گئی ہے جو اپنے ہاتھوں میں ڈنڈا اور کمنڈل لئے ہے اور تجرید کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ دوسری جانب گرہستی عورت کی تصویر ہے جس کے ایک ہاتھ میں زمین کی گیند اور دوسرے ہاتھ میں پھُولوں کی چھڑی ہے اس کی پوشاک بارونق ہے اور وہ زیورات سے مزّین ہے۔ کیفِ نجات دونوں کا نصب العین ہے

—— (*) ——



دینا ناتھ مجروحؔ دہلوی بی۔ اے

سوز اور ساز میں مصروف ہیں پروانہ و شمع
بزمِ فانی کا نظارہ ہے مقدر اپنا



دیباچہ منظوم

بصیرت کی نظر سے حق و باطل دیکھتے جاؤ
خدائی اور خودی کی حدِ فاصل دیکھتے جاؤ

اُدھر ہے شانِ یکتائی اِدھر سامانِ نیرنگی
برابر وحدت و کثرت کی محفل دیکھتے جاؤ

اگر تجھ دیکھنا منظور ہے چشمانِ باطن سے
صفا کا آئینہ رکھ کر مقابل دیکھتے جاؤ

بشر کی ہستیٔ موہوم کو اس بحرِ عالم میں
حباب آسا علیحدہ اور شامل دیکھتے جاؤ

ازل سے نطقِ انساں میں ہے حرف و صوت کی ترکیب
مرکب لفظ میں معنی کو داخل دیکھتے جاؤ

وفورِ عشق کا انجام باہم بے حجابی ہے
نگاہِ قیس سے لیلےٰ کا محمل دیکھتے جاؤ

رموزِ باطنی کے لطف سے محروم واعظ کی
طبیعت گلشنِ رضواں پہ مائل دیکھتے جاؤ

تماشا گاہِ عالم میں غرضمندوں کی نظروں کے
مُقابل پردہ پندار حائل دیکھتے جاؤ
غمِ دُنیا و مافیہا سے حاصل کر کے یک سُوئی
دلِ بے مُدّعا میں جذب کامل دیکھتے جاؤ
رضائے ناخُدا پر چھوڑ کر کشتی تلاطُم میں
توکُلّ کی نگہ سے سُوئے ساحل دیکھتے جاؤ
بُزرگانِ سلف کا شاہراہِ دین و دُنیا میں
نشانِ نقشِ پا منزل بہ منزل دیکھتے جاؤ
انانیّت جُدا کر کے بنی آدم کی خِلقت میں
خمیر آب و باد و آتش و گِل دیکھتے جاؤ
محاسب بن کے نیکی و بدی کا لوحِ ہستی پر
حساب عُمر کی باقی و فاضل دیکھتے جاؤ
کبھی تو عکسِ محبُوب حقیقی رُو برُو ہو گا
نگاہِ شوق سے آئینۂ دِل دیکھتے جاؤ
یہ مانا ساری دُنیا سیر گاہِ حُسن ہے مُعجز
جو جلوہ ہے نگاہِ دل کے قابل دیکھتے جاؤ

مُعجز دہلوی،

جلوۂ جہاں نما

نورٌ علیٰ نور

معراج

عبودیت

۹-

فنا

بقا

اودھیا	نفی	تثلیث	منزل	طریقت	اودھیا	اثبات	تثلیث	منزل	طریقت
۸	—	عملی	جلوۂ ذات	تصوّر	۱۰	+	عملی	فروغِ جمال	سلوک
۷	—		کرشمۂ صفات	مشاہدہ	۱۱	+		شانِ جلال	جذب
۶	—		صفائے قلب	شغل	۱۲	+		حسنِ ازل	عشق
۵	—	ارادی	رموزِ معرفت	ترکِ تمنا	۱۳	+	ارادی	غیب و شہود	عرفان
۴	—		اسرارِ حقیقت	ترکِ خودی	۱۴	+		نظامِ قدرت	اشراق
۳	—		جزو و کل	جبر و اختیار	۱۵	+		روحِ بشر	تجرید
۲	—	ادبی	حدوث و قدم	تمیزِ حق و ملل	۱۶	+	ادبی	عقول	فکر
۱	—		پندارِ خودی	پابندیٔ افعال	۱۷	+		نفوس	ذکر

۱۸ +

توحید

نجات نزول

شریمد بھگوت گیتا کے جملہ اصول اور بیانات کا باہمی تعلق سمجھنے کے لئے ناظرین نقشہ صفحہ ۳ ملاحظہ کریں اور اس پر مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کرتے ہوئے غور فرمائیں۔ یقین ہے کہ ایسے مطالعہ سے انہیں کچھ لطف حاصل ہوگا۔

(۱) نظام ہستی دائرے کی شکل میں آشکارا ہے

(۲) اس دائرے کے دو حصے ہیں جنہیں فنا اور بقا کہتے ہیں۔

(۳) ہر حصہ میں تثلیث موجود ہے۔ علمی۔ ارادی اور مادی۔

(۴) ہر ایک تثلیث تین منازل پر منقسم ہے جنکے نام اس نقشہ میں لکھے ہوئے ہیں۔

(۵) اس طور پر ہر نصف دائرے میں نو منزلیں شامل ہیں یعنی کُل دائرے میں اٹھارہ منزلیں واقع ہیں۔

(۶) فانی نصف دائرے میں طرزِ عمل منفی ہے اور اسکا ماحصل معراج باقی نصف دائرے میں مثبت طریقہ رائج ہے اور اسمیں نزول کا راز پوشیدہ۔

(۷) محویت اور توحید کی دراصل ایک ہی منزل ہے۔ نجات اور

نورعلیٰ نور بالمعنی واحد ہیں۔

(۸) اٹھارہ منازل میں نو مدارج نفی اور اثبات کے اعتبار سے جاگزیں ہیں جیسا کہ ذیل کے اعداد کی ترتیب سے واضح ہے

۱ + ۱۷ = ۲ + ۱۶ = ۳ + ۱۵ = ۴ + ۱۴ = ۵ + ۱۳ =

۶ + ۱۲ = ۷ + ۱۱ = ۸ + ۱۰ = ۹ + ۹ = ۱۸ ز پندارِ خودی

اور نفوس میں پہلی منزل کا بیان ہے حدوث و قدم اور عقول دوسری منزل کی تفصیل ہے علیٰ ہذا۔ ہر منزل کے دونو رُخ مقابل ہیں

(۹) دائرہ کے اندر رہنا کا اُصول تمام نقوش پر حاوی ہے اور اُسکی قیمت صفر ہے۔ بقا وہ مرکز ہے جسکے گرد یہ دائرہ کھنچا ہے۔ اس مرکز کی قیمت ایک کا عدد ہے صفر اور ایک کا عدد ملکر دس ہو جاتے ہیں۔ یہ جلوۂ جہاں نما کا راز ہے۔

(۱۰) ہستی بحت وہ صفحہ بسیط ہے جس پر مرکز دائرہ اور جملہ نقوش نمایاں ہیں اور جو تعینات سے پاک رہ کر بے نام و نشاں ہے۔

فلسفہ بھگوت گیتا پر ایک نظر

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
(۱)	پندارِ خودی	پابندیٔ افعال	انسان میں جہل و اضطراب کی حالت کو پابندیٔ افعال کہتے ہیں یعنی جبتک اُسکی عقل پر خودی کا پردہ پڑا ہے اور اُسکا دل بیم و اُمید میں گرفتار ہے۔ وہ عِلم ذات کی آزادی سے محرُوم رہتا ہے۔ اس نُقص کو رفع کرنیکے لئے جسم و جاں کی حقیقت کا انکشاف جسے تمیز حق و باطِل کہتے ہیں لازمی ہے۔
(۲)	حدوث و قدم	تمیز حق و باطِل	جان بے زوال۔ مُحیط۔ قائم بالذات علیم۔ قدیم اور واحد ہے۔ اجسام کثیر فانی اور باطِل ہیں اسلئے مرگ و زیست اور ماضی و مُستقبل کا اندیشہ لاحاصِل ہے

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
البتہ حقیقتِ حال پر توجّہ کرنا واجب ہے احسام کو کثیر اور مُنقسمہ دیکھکر جانِ واحد کے مُنقسمہ ہونیکا دہوکہ نہ کھانا چاہیئے۔ ایسی طلسمی صورت کا باعث جسم و جان کا ایک عجیب الحاق ہے جسے خودی کہتے ہیں اور جسکی موجودگی میں رنج و راحت گرمی و سردی وغیرہ جسم کے فناپذیر اثرات جان پر عائد ہو جاتے ہیں۔ اِن اثرات سے مخلصی کا ذریعہ علمِ ذات ہے کہ اسکی برکت سے انسان باقی و فانی میں تمیز کرتا ہوا اطمینان سے زندگی گذارتا ہے اور ارتکابِ فعل سے بے لوث رہکر سُرورِ ابدی حاصل کرتا ہے علمِ ذات کی دو شاہراہ ہیں جنہیں سے			

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			کسی ایک راہ پر چلنا بلحاظِ قابلیت طالب کو لازم ہے انکا نام ترکِ خودی اور ترکِ تمنّا ہے بالفاظ دیگر انہیں سنیاس اور یوگ کہتے ہیں۔
(۳۱)	جُزو کُل	جبر و اختیار	ہر دو طریقت کے عامل کو یہ جان لینا چاہیئے کہ تمام افعال کا صدور صفات سے ہے۔ اسلئے انسان ارتکابِ فعل پر مجبور ہے۔ وہ ایک لمحہ بھی فعل سے خالی نہیں رہ سکتا ایسی صورت میں ترکِ افعال ناممکن ہے لیکن افعال سے تعلق کا ترک اُسکے امکان میں ہے اور یہ ضروری اور کافی ہے پس جو افعال اختیاری سمجھکر کیے جاتے ہیں اُن سے دلی تعلّق نرکھنا ترکِ فعل کی مراد ہے۔

نمبر اوبھیا	منزل	طریقت	نشانات
			دیگر الفاظ میں جتنے افعال جبرِ قدرت سے یا اُسکی متابعت میں سرزد ہوتے ہیں۔ وہ انسان کی آزادی اور اطمینان کا وسیلہ ہیں اور اس طرزِ معاشرت کا نام ادائے فرض ہے برخلاف اسکے اختیاری افعال انسان کو پابند اوصاف کرتے ہیں اور علمِ ذات سے محروم رکھتے ہیں۔
(۴)	اسرارِ حقیقت	ترکِ خودی	اوصاف اور افعال ایک صفاتی شعبدہ ہیں مگر ذات اِن تعیّنات سے بالاتر اور مصدرِ علم و سُرور ہے۔ صفاتی تعیّنات کی بموجب انسانی طبائع کی خلقت ہے یعنی انسانوں میں قابلیت کے مدارج اوصاف اور افعال کی تفریق پر مبنی ہیں چُنانچہ اِن مدارج کے لحاظ سے روحانی ترقّی کیلئے

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
اعلیٰ اور ادنیٰ دو طریقے ہیں جنکا پیشتر ذکر ہو چکا ہے۔ صانع قدرت نے جس کسی کو اعلیٰ اوصاف عطا کئے ہیں اُسکے واسطے ترکِ تمنا آسان اور بہتر طریقہ ہے لیکن جس بشر کا دل زعمِ خودی سے تیرہ اور مضطرب ہے اُسکی بہبود کیلئے ترکِ خودی کی طریقت لازمی ہے تاکہ اُسے صفائے قلب حاصل ہو اور وہ علمِ ذات کے باریک رموز سمجھ سکے۔ اعلیٰ قابلیت کیواسطے علمی ذریعہ موزوں اور کافی ہے۔ ادنیٰ قابلیت کیلئے عملی طریقت پر کاربند ہونا واجب اور ضروری ہے جو لوگ بیم و اُمید ترک کرتے ہیں وہ عملی طریقت کے پیرو مانے جاتے ہیں۔ جنکا اصول شوق و نفرت ترک کرنا ہے وہ عامل کہلاتے ہیں۔			

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
نظام ہستی میں مادّی ارادی اور علمی تین تثلیث موجود ہیں جن پر یہ ہر دو طریقت یکساں حاوی ہیں۔ ثلاثہ کو توحید میں محو کرنا حقیقت کا درجہ کہلاتا ہے۔ توحید کا جلوہ تثلیث میں مشاہدہ کرنا معرفت ہے۔ جو کوئی علم حقیقت میں درجۂ کمال پر پہنچتا ہی اُسے مجذوب کہتے ہیں اور جو رموزِ معرفت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ سالکِ نامزد ہوتا ہے۔ ایسی بزرگ ہستیوں سے جتنے افعال لازمی وقوع میں آتے ہیں اُن کا وجود عدم کے برابر ہو جاتا ہے۔ افعال میں ترکِ افعال اور ترکِ افعال میں افعال کا مشاہدہ اسی کیفیت کا بیان ہے اور حیاتِ انسانی بسر کرنیکا یہ سب سے اعلیٰ اصول ہے۔ لیکن اس	ترکِ تمنّا	رموزِ معرفت	(۵)

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اودھیا
نصب العین پر قیام کیلئے مزاولت درکار ہے۔ چنانچہ صاحبانِ باکمال علم ذات سے مستفیض ہوکر بھی بھرکٹی دھیان یعنے شغل شمسی پر توجہ رکھتے ہیں کہ اس عمل پر کاربند ہونیسے انکی عقل سلیم کو حواس گمراہ نہیں کرسکتے۔ جن کی فہم اتنی رسا نہیں انکے لئے ابتدا میں ضبط حواس سے دل کی کثافت دور کرنا لازم ہے۔ اس طریقت کو ناساگر دھارنا یعنی پاسِ انفاس کہتے ہیں اور اسکے فیض سے خودی کا پردہ ہٹ جانے پر شاغل کی نظر جزو سے کُل تک پہنچتی ہے یا یوں کہیئے کہ اسکا دل جہل و اضطراب سے پاک ہوکر مشاہدہ باطنی کے قابل ہوجاتا ہے	شغل	صفائے قلب	(۶)

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			مادی تثلیث سے رہائی کا یہی ذریعہ ہے۔
(۷)	کرشمۂ صفات	مشاہدہ	قلبِ مصفّا میں کرشمۂ صفات نظر آتا ہے اور عقل روشن ہو جاتی ہے یعنی شاغل کو نظامِ عالم میں خاک۔ آب آتش۔ باد۔ خلہ۔ دل۔ عقل اور پندار ان آٹھ طبقوں کی موجودگی اور اُن کے اشتمال سے تمام افعال کا صُدور عین الیقین ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جُملہ اوصاف اور افعال کا مخزن واحد نظر آتا ہے جسے قُدرتِ کاملہ کہتے ہیں۔ یہ حقیقت کی منزل ہے اور اسمیں قیام کرنیوالے کو ارادسی تثلیث سے بریت میسّر ہوتی ہے
(۸)	جلوۂ ذات	تصوّر	ذات کرشمۂ صفات سے بالاتر اور افعال سے بے لوث ہے تاہم وہ ایسی الحاق

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			کیوجہ سے حادث و قدیم اور جزو کل معلوم ہوتی ہے۔ بنظر کلیت صفات کو لطیف وکثیف عناصر کا وہ مجموعہ جاننا چاہیئے جسکو فنا نہیں ہے اور وہی بشکل جزویت حادث ہوکر عقول ونفوس کہلاتی ہے۔ کرم یعنی فعل ان چاروں صورتوں پر حاوی ہوکر انہیں پیدائش قیام اور فنا کا انقلاب ظاہر کرتا ہے چنانچہ اِسکی وجہ سے ذاتِ پاک کا علم خالص حدوث و قدم میں پنہاں اور اُسکا نور جزو کل میں پوشیدہ ہوجاتا ہے۔ ایسے حجاب کے دور کرنیکا وسیلہ دھیان یعنی تصوّر ہے جوکہ علم ثلاثہ کو توحید میں مبدّل کردیتا ہے عارفانِ سابق نے اس طریقت کو گایتری

نمبر اوصیا	منزل	طریقت	نشانات
			منتر یعنی شغلِ طاؤسی موسوم کیا ہے جسپر کاربند ہونیسے علمی تثلیث کا خاتمہ ہو جاتا ہے یعنی علم کو محویت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔
(۹)	نورعلی نور	محویت	محویت کے جذبے میں عارف کا وصال ہستیٔ بحت سے ہوتا ہے جوکہ باقی و فانی سے افضل اور قیاس وفکر سے برتر ہے اور بے نام ونشاں کہلاتی ہے۔ حواس دل اور عقل اِسکے ادراک سے عاجز و قاصر ہیں۔ ارتقائے علم وعمل کی یہ وہ انتہا ہے جہاں قیل وقال کا دخل نہیں۔
(۱۰)	فروغ جمال	سلوک	عارف جو دیدار ذات میں محو اور سکونِ دل سے بہرہ ور ہے سالِک کہلاتا ہے اُسکی نگاہ میں ذرّہ ذرّہ نورِ معرفت سے روشن ہے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اسی شہودی کیفیت کا نام فروغِ جمال ہے۔ یہ کثرت میں وحدت کو جلوہ گر دیکھنا ہے علمِ خود شناسی اسکے مترادف ہے اور ہمہ از وست کا مسئلہ اسپر صادق آتا ہے۔
(۱۱)	شانِ جلال	جذب	شانِ جلال وکلیّت کا نظارہ ہے جسمیں جزویت کا خیال فنا ہو جاتا ہے اور جسکا مشاہدہ کرنیوالا مجذوب کہلاتا ہے کثرت کا وحدت میں فقدان ایسے جذبِ کامل کا نتیجہ ہے۔ حق شناسی اسکے مترادف ہے اور ہمہ اوست کے مسئلہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ مجذوب دنیا و مافیہا سے بیغرض ہو کر کیفِ مستی میں جلوہ یکتا دیکھتا ہے۔
(۱۲)	حسنِ ازل	عشق	لیکن سالک ان دونوں سے غافل نہیں ہوتا

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
۱			وہ دل بیار و دست بکار رہتا ہے۔ مندرجۂ بالا فنا کی طریقت میں شغل فکر اور تصوّر تین نشانات ہیں جن سے مجذوب کو گذرنا ہوتا ہے۔ شغل کی مُراد حواس کا ضبط بذریعہ دل ہے۔ فکر کے معنی تمیز حق و باطل ہے۔ تصوّر یکسوئی خیال سے ذات کا دیدار ہے۔ اِن میں شغل پر فکر کو اور فکر پر تصوّر کو فضیلت ہے مگر طالبِ رُستگاری کیلئے راہِ سلوک سیدھی اور آسان ہے کہ اسمیں عشقِ حقیقی کی برکت سے جُزو کُل کا حجاب جلد رفع ہو جاتا ہے اور حُسنِ ازل کا دیدار ہی دیدار رہ جاتا ہے۔ شری کرشن بھگوان نے اس طریقت کو شرفِ قبولیت دیا ہے اور اسکے پیرو کو

نمبر او دھیا	منزل	طریقت	
			موحدِ بتایا ہے۔
۱۳	غیب و شہود	عرفان	نظام عالم میں غیب اور شہود دو نقطۂ نگاہ ہیں چنانچہ شہود میں عملی تثلیث کارکن ہے اور غیب میں علمی تثلیث موجود ہے اس علمی تثلیث کے بموجب جسم و جاں صفات و ذات اور علیم و علم کا امتیاز ہے۔ جسم و جان کے ادراک کا نام رُوح منفرد ہے۔ صفات وذات کا مُبصِر روح اعظم کہلاتا ہے۔ علیم وعلم کا شاہد نور علی نور ہے۔ بالفاظِ دیگر جسم و جان کے الحاق میں جزویت کی نمود ہے۔ صفات وذات کے تعلق سے عالم کا شہود ہے۔ علیم اور علم کے آئینہ میں ہستیٔ بحت کا پرتو ہے

نشانات	طریقت	منزل	نمبر زادھیا
ایسے طلسم ماسوا کو توڑ کر عارف ذات کا دیدار حاصل کرتا ہے۔			
یہ طلسم صفتِ سہ گانہ کی شکل اختیار کر کے جزو کُل کی ایجاد قیام اور فنا کا سبب ہے۔ بلحاظ کُلیّت یہ عالم اُسکا شُعبدہ ہے اور بنظر جُزویت وہ عقول و نفوس میں آشکار ہے اور بشر کو پابندِ افعال دکہاتا ہے۔ یہ تینوں صفتیں جُزو کُل میں ہمیشہ موجود ہیں البتہ اُن کے تناسُب میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے جکی وجہ سے کسی ایک صفت کا دیگر دو صفتوں پر غلبہ ہوا کرتا ہے۔ صفتِ قیومی کے غلبہ کی شناخت عقلِ سلیم اور سکونِ دل سے ہے	اشراق	نظامِ قدرت	۱۴

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			صفت ایجاد کے غلبہ کی علامت اضطراب وتدبیر ہیں۔ صفتِ فنا کے غلبہ کی پہچان غفلت اور کاہلی سی ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا صفتِ قیومی کا نتیجہ نیک اعمالی صفت ایجاد کا ثمرہ محنت اور مشقت اور صفت فنا کا انجام جہالت اور افعالِ بیہودہ ہیں۔ اہلِ دانش تمام افعال کو ایک صفاتی کرشمہ اور ذات کو اُن سے مبّرا اور بے لوث جانتے ہیں اسلئے وہ اعمال سے آزاد اور علم باطن میں مسرور رہتے ہیں۔ ذات وصفات کے الحاق سے جو ارادے کی تثلیث نمودار ہے اسکا یوں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
۱۵	روحِ بشر	تجرید	ہستیِ بحت کی منزل ذات و صفات کی منزلوں سے بالاتر ہے تاہم اُس کے لافانی ظہور کا نام ایشور یعنی رُوحِ اعظم ہے اور حادث جلوے کو جیو یعنی روحِ مُنفرد کہتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر نورِ علی نور آئینۂ کُلیت میں آشکارا ہو کر خالق مشہور ہے اور آئینۂ جزویت میں رُونما ہو کر مخلوق کہلاتا ہے۔ یہ دونوں مظاہر ذاتی مانے جاتے ہیں۔ اسی ذات بے نام و نشان نے صفات کے لطیف طبقہ میں نہاں ہو کر ہرنیہ گربھ یعنی عالمِ غیب کا نام پایا ہے اور صفات کے کثیف طبقہ میں عیاں ہو کر وراٹ یعنی عالمِ شہود کا نشان قایم کیا ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			در اصل یہ غیب و شہود بمنزلہ تخم و شجر کے ہیں اور اِن دونوں تعیّنات سے جمادات نباتات اور حیوانات کی زندگی والبستہ ہے۔ چنانچہ رُوح اعظم جمادات میں بصورتِ سکون نباتات میں بشکلِ بالیدگی اور حیوانات میں بطور حرارتِ غریزی کارپرداز ہے اور اس اعتبار سے مخلوقات کو خاکی آبی اور آتشی کہا جاسکتا ہے۔ حیوانات کی دو قسمیں ہیں مُطلق اور ناطق۔ جنمیں عقل و حافظہ کی کمی و بیشی ہے رُوحِ اعظم کے نزول کا بیان کلّیت کے اُصول پر ہُوا۔ اب جزویت کی بنا پر یوں تشریح کیجاتی ہے کہ عالم غیب سے

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اودھیا
دل اور حواس کا نشو و نما ہوتا ہے اور عالمِ شہود سے قالب کی پیدائش ہے رُوحِ اعظم اور رُوحِ مُنفردان دونوں کی شاہد ہستی بحت ہے جو کہ غیب و شہود حدوث و قدم اور جُزو کُل سے بے نیاز اور عینِ علم و سُرُور ہے درحقیقت رُوحِ اعظم اور رُوحِ بشر میں کوئی غیریت نہیں ہے غیریت معلوم ہونیکی وجہ خودی اور پندار ہیں جو کہ صفات سے پیدا ہو کر جُزو کُل کو مختلف دکھاتے ہیں اور لاتعیّن کو پابندِ تعیّن ظاہر کرتے ہیں۔ اس نکتہ کی تفسیر یوں کرنی چاہیئے کہ ہستی بحت کا عینِ علم ازلی حجاب میں سہ گانہ ہو کر عالِم علم اور معلوم کی صورت اختیار کرتا ہے			

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اوصیا
اور باعتبار غیب علم ذات اور بلحاظ شہود علم صفات نامزد ہوتا ہے۔ اسی طور پر ہستی محبت کا شعور غالب عاشق عشق اور معشوق بنکر قدامت کی شکل میں حقیقی اور حدوث کی صورت میں مجازی کہلاتا ہے۔ ہستی محبت کا سکون ناظر نظر اور منظور ہو کر بصورت کل جبر قدرت اور بشکل جزو فعل اختیاری ہے اسلیے ہستی محبت میں وصل ہونیکا وسیلہ تجرید ہے جسکے فیض سے خودی اور پندار ہر دو حجاب دور ہو جاتے ہیں۔			
صفات سہ گانہ کے الحاق سے روح بشر دو طرح کے تعینات میں پابند ہے جنہیں عقول و نفوس کہتے ہیں۔	فکر	عقول	۱۶

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
اُنیں سے عقول کا اشارہ فطرتِ انسان پر ہے جو اُسے اپنے والدین سے ورثہ میں ملتی ہے اور صحبت کے اثر سے ترقی و تنزّل پاتی ہے۔ یہ خواہ نیک خواہ بد ہُوا کرتی ہے اسی کو انتہ کرن یعنی قوائے باطنی کہا گیا ہے۔ اسمیں عقل۔ دل۔ خودی اور تصوّر شامل ہیں اور انکی بموجب ہر انسان کا چار حالتوں میں قیام ہے جو بیداری۔ خواب۔ غفلت اور ہوش کے نام سے مشہور ہیں۔ نیک خصال دُنیا کو فانی سمجھکر عقبیٰ کیطرف رجوع کرتے ہیں بدخصال دُنیا کے فانی ہونے سے بے خبر اُسی کے دلدادہ رہتے ہیں اور آخرت کا خیال			

نمبراودھیا	منزل	طریقت	نشانات
			نہیں کرتے۔ اول الذکر مادّے میں غیر فانی رُوح کا نزول مانتے ہیں اسلئے وہ روحانی ترقّی کی جانب توجّہ کرتے ہیں دوسری قسم کے لوگ مادّے کو بطور خود قایم سمجھتے ہیں اور اسکا کوئی مُسبّب نہیں مانتے اسلئے وہ طالبِ رُستگاری نہیں ہوتے۔ نیک نفس کو آزادی نصیب ہوسکتی ہے لیکن بدمست کی تقدیر میں پابندی کا سلسلہ ہے۔ ایسے صورتیں شریعت کے احکام کی تعمیل واجب ہے۔
۱۷	نفوس	ذِکر	رُوح بشر کا دوسرا تعیّن نفوس ہے جو کثیف مانا گیا ہے۔ اسکی وجہ سے انسان کی طرزِ معاشرت میں اختلافات ہیں جنکی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے۔

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اوّل اعتقاد ہے جو ہر انسان میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے اور جسے وہ اپنی دانست میں صحیح مانتا ہے مگر صحیح اعتقاد وہی کہا جا سکتا ہے جو حق و باطل کی تمیز سے پیدا ہو کر راحتِ ابدی عطا کرتا ہے۔ علمی نقطۂ نظر سے جسکا جیسا اعتقاد ہے ویسا ہی اُسکا بشریت میں درجہ ہے دیندار ملائک پرستی کرتے ہیں اور عُلوی صفات کے مُعتقد رہتے ہیں۔ اہل دُنیا شیطان جنّات وغیرہ سفلی قوّتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں۔ جاہل لوگ بھوت پریت جیسے متوفّیان کی پُوجا کرتے ہیں اور اُن پر عقیدہ

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
رکھتے ہیں۔ انکے علاوہ ایسے بشر بھی ہیں جو بے اعتقادی کے جذبے میں شریعت سے مخالفت کرتے ہیں اور جنکا مقصد خود کو ایذا پہنچانا اور مکرو پندار سے شہرت حاصل کرنا ہے۔ وہ گمراہ اور ذلیل ہیں۔ دوسرا سوال غذا کا ہے جسکی تین قسمیں مانی جاتی ہیں۔ اعلیٰ۔ اوسط۔ اور ادنیٰ۔ جو غذا خوش ذائقہ۔ مرغن مقوی اور مفرح ہو اور جس سے عمر۔ تولید۔ طاقت۔ تندرستی۔ آسودگی اور خوشی بڑھتی ہو وہ اعلیٰ قسم کی ہے۔ جو غذا کھاتے ہوئے کڑوی۔ کھٹی۔ زیادہ نمکین۔ گرم۔ چرپری اور روکھی معلوم			

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
ہوتی ہے اور بعد میں جلن تکلیف رنج اور بیماری پیدا کرتی ہے اُسکا متوسّط درجہ ہے۔ باسی۔ بدذائقہ۔ بُودار جھوٹی اور ناپاک غذا ادنیٰ درجہ کی مانی گئی ہے۔ ہر قسم کی غذا کا خاص اثر انسان کی نفس پر ہوتا ہے اسلئے اسمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ تیسرا سوال مشاغل کا ہے جنسے حیاتِ انسانی تین طرح پر وابستہ ہے انکی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ جتنے کام بیم و اُمید سے قطع نظر کرکے یعنی فرض سمجھکر کئے جاتے ہیں اُنکا اعلیٰ درجے میں شمار ہے۔ جتنے افعال مطلب براری کیلئے یا بے اعتقادی کیحالت میں انسان سے سرزد ہوتے ہیں			

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			وہ اوسط درجے کے کہلاتے ہیں. جو فعل ناجائز ہے اور بیقاعدگی سے کیا جاتا ہے وہ ادنیٰ قسم کا ہے۔ جُملہ اعمال کے اثرات انسان کے دل پر پڑتے ہیں اسلئے اُنمیں تمیز درکار ہے۔ چوتھا سوال پرہیزگاری کا ہے جسکی تین قسمیں جسم۔ زبان اور دل کے اعتبار سے قرار دی گئی ہیں۔ دیوتا برہمن گُرو اور اہلِ فن کو تعظیم دینا پاک وصاف رہنا۔ نیکی کرنا۔ کسی کو ایذا نہ پہنچانا اور اہلِ کمال کی صُحبت اختیار کرنا زُہدِ جسمانی کہلاتا ہے۔ صُلح آمیز۔ راست شیریں اور مُفید گفتگو کرنا اور کُتبِ علوم کا درس دینا زُہدِ زبانی کی تعریف ہے۔

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اودھیا
اطمینان رکھنا۔ حلم وصبر سے کام لینا حواس کو قابو میں رکھنا اور صفائی باطن کیلئے کوشش کرنا زُہد قلبی ہے۔ ہر قسم کا زُہد جو بے تمنائی سے کیا جاتا ہے اعلیٰ درجہ کا ہے۔ جسقدر زُہد ناموری۔ افتخار اور عزّت کیواسطے مکاری سے کیا جاتا ہے اُسکا متوسّط درجہ ہے۔ خود کو تکلیف دیکر اورونکو تکلیف پہنچانیکے لئے جاہلانہ زُہد پر کاربند ہونا ادنےٰ حیثیت رکھتا ہے۔ پانچواں سوال خیرات کا ہے اور یہ تین طرح پر کیجاتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کی خیرات وہ ہے جو معاوضہ کی اُمّید نرکھکر موقع وقت اور استحقاق کا لحاظ کرکے اور			

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			اپنا فرض سمجھکر کیجاتی ہے۔ جتنی خیرات معاوضہ کی اُمید پر یا مجبوری کیحالت میں دیجاتی ہے اسکا درمیانی درجہ ہے جس خیرات میں موقع اور وقت کا لحاظ نہیں کیا جاتا اور جو غیر مستحق کو توہین اور تضحیک کیساتھ دیجاتی ہے وہ سب سے کمتر درجہ کی ہے۔ اعتقاد زہد اور غذا کا تعلق انسانکی شخصیت سے ہے جسمیں دل حواس اور جسم شامل ہیں۔ وہی خیرات کے ذریعہ سے بنی نوعِ انسان اور دیگر مخلوق کی بہبودی میں ساعی ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی صورتیں عنصری وجود کا قرضہ قدرت کو ادا کرتا ہے۔ اہل دانش نے انکو پنج کوش یعنی حجابِ پنجگانہ بیان کیا ہے جنکی وجہ سے

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			علمِ ذات پوشیدہ ہو جاتا ہے چنانچہ اُس کے آشکارا کرنے کے لئے دل کی کثافت دُور کرنا لازمی ہے اور یہ دل کی کثافت تب ہی دور ہوتی ہے جب انسان بدی سے اجتناب کر کے نیکی کے طرف رجُوع کرتا ہے۔ اس لئے شریعت رُوحانی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ نیک خصال جملہ فعلوں کو اختیاری سمجھتے ہوئے شریعت کے طریق پر چلتے ہیں۔ مجذوب اُنکو جبرِ قدرت مانتا ہوا اُن سے دلی تعلق نہیں رکھتا۔ یہ کُلیّت کی نظر اور حقیقت کی جلوہ گاہ ہے۔

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اوصیا
سالک کا علم ہستی ان دونوں منازل سے بالاتر اور ثمرۂ اعمال سے بے اثر رہتا ہے ۔ اُسکی نگاہ میں جزو و کل ہر دو صفاتی شعبدے ہیں اور جتنے افعال اُس سے سرزد ہوتے ہیں اُنہیں وہ خاصہ طبعیٰ کا ظہور جانتا ہے ۔ رموز معرفت کا یہ اعلیٰ نکتہ قابل غور ہے ۔			
مجذوب صدور افعال کو علم ذات کا حجاب مانتا ہے اسلئے وہ ترکِ خودی کے اصُول پر کاربند ہوتا ہے ۔ سالک جملہ افعالِ فطرتی میں ذات کا جلوہ دیکھتا ہے ۔ اسلئے اُسے ترک و اخذ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ۔	توحید	نجات	۱۸

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
وہ دلِ بے مُدّعا اور نظرِ مساوات رکھتا ہُوا موحّد کہلاتا ہے۔ ہستیٔ بحت نے علم و عمل کے اعتبار سے دو تثلیث آشکارا کی ہیں جن کی تفسیر رُوحِ بشر کے بیان میں آچکی ہے اور اس موقع پر اعادہ کی محتاج نہیں ہے۔ علمی تثلیث افعال سے بے تعلّق ہے عملی تثلیث میں افعال کا صدُور ہے۔ علمی تثلیث بمنزلہ شخص کے ہے اور عملی تثلیث بمنزلہ عکس کے اور یہ دونوں جزو کُل پر حاوی ہیں۔ علمی تثلیث میں علم کی سہ گانگی ہے جسکی رُوحِ بشر کے بیان میں			

نشانات	طریقت	منزل	نمبر اودھیا
تفسیر ہو چکی ہے۔ عملی تثلیث میں ہر فعل کے پانچ اسباب ہیں جن کے نام عُنصر۔ قوّت۔ آلہ ظرف اور خودی ہیں۔ بہشت کے اُمیدوار جُملہ فعلوں کو اختیاری مانتے ہیں اسلئے اُن کا علم عملی تثلیث کے دائرے میں رہتا ہے۔ طالبانِ نجات افعال کو جبریہ مانتے ہوئے عملی تثلیث سے بریّت حاصل کرتے ہیں اور عملی تثلیث کے ناظر ہو جاتے ہیں۔ واصلانِ ذات اختیاری اور جبریہ ہر دو قسم کے فعلوں کو مساوات کا درجہ دیتے ہیں			

نشانات	طریقت	منزل	نمبر ادھیا
اس لئے اُن کا علم خالص جملہ تعینات سے بے لوث ہو جاتا ہے اور وہ ہر دو تثلیث کے شاہد رہتے ہیں۔ اوصاف اور افعال کے امتزاج سے نوعِ انسان کے چار فرقے بن گئے ہیں۔ برہمن۔ کشتری ویش اور شودر۔ ہر فرقہ کے لئے اُس کی قابلیت کے بموجب خاص طرزِ عمل موضوع ہوا ہے اور جس فرقے کے واسطے جو طرزِ عمل فطرتی ہے اُس پر کاربند ہونا اُسکا فرض ہے کہ ادائے فرض نجات کا وسیلہ ہے۔			

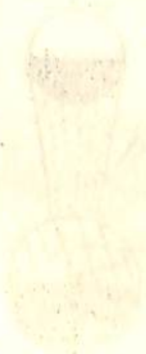
نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			نوع انسان کی یہ تقسیم قانون قُدرت کے بموجب ہے اسلئے کوئی مُلک ان چاروں سے خالی نہیں۔ قدرت نے جِن حضرات کو علم خودشناسی اور اُسکی تلقین کا جوہر عطا کیا ہے وہ رہنُمائے حق اور پیشوائے مذہب ہیں جِن کو اس سے شُجاعت اور حکمرانی کا حوصلہ ملا ہے وہ حُکّام اور والیان مُلک مانے جاتے ہیں جن میں تجارت اور کاشتکاری کی لیاقت موجود ہے وہ مُلک کے گذارے اور ترقی کا ذریعہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جنہیں مندرجہ بالا اوصاف مُیسّر نہیں لیکن خلق کی خدمت کا

نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			مادّہ حاصل ہو وہ اپنے پیشے سے دیگر فرقوں کی امداد کرتے ہیں ایسے چار فرقوں کے بغیر دُنیوی کاروبار اور ضروریات کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے چُنانچہ ویدِ مُقدّس نے اس تقسیم کو ایک شاعرانہ تشبیہ سے بیان کیا ہے جسمیں ان چار فرقوں کا ایک جسم قرار دیکر ہر فرقے کو اُسکے منصب کے لحاظ سے خاص عضو بتایا ہے برہمن کو چہرہ اسلئے کہا ہے کہ جسم کی پہچان چہرے سے ہوتی ہے نیز اُسمیں زبان کارفرما ہے جو تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رکھ سکتی ہے۔ کشتری کو بازو اس بنا پر قرار دیا ہے کہ شجاعت اور طاقت کا اظہار بازو سے ہوتا ہے۔ ویش کو ران سے تعبیر کرنیکی یہ وجہ ہے کہ چہرہ اور بازو کا دارومدار ران پر ہے یعنی برہمن اور کشتری کے فرائض منصبی کا ادا ہونا اُسکی کوشش و کامیابی پر منحصر ہے۔ شودر کو پاؤں ماننے کی دلیل ہے کہ دیگر اعضا کا

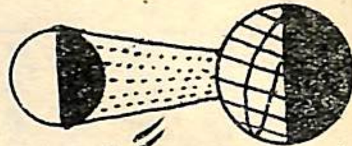
نمبر ادھیا	منزل	طریقت	نشانات
			قیام پاؤں پر ہے اور اُسکی مدد سے وہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔ ان چار فرقونکی مُتّفقہ کوشش میں انسانی ترقّی کا راز مُضمر ہے۔ در اصل جتنے افعال جُزویت کے نقطۂ نگاہ سے اختیاری نظر آتے ہیں وہ کُلّیت کے اعتبار سے جبریہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی صُورت میں طالبانِ نجات کو واجب ہے کہ وہ زعم خودی کو ادائے فرض میں محو کر کے رازِ حقیقت سے واقف ہو جائیں اور پندارِ ہستی کا حجاب دور کر کے آفتاب معرفت کا دیدار حاصل کریں۔ بالمعنی یہ ایک کیفِ وصال ہے جسمیں فانی اور باقی کا امتیاز معدُوم ہو جاتا ہے اور انسان کو مرگ و زیست کے علائق سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔ اسی کا نام نجات ہے اور یہی شری کرشن بھگوان کا اعلیٰ مقام ہے۔

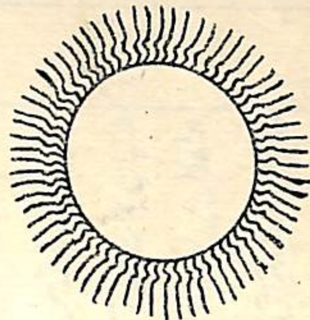


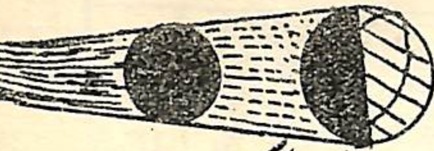




تصویر پندارِ خودی نمبر ۱







خونِ اُلفت جوش زن ہے چھوٹی پڑتی ہے کماں ؛ دل دھڑکتا ہے مری آنکھوں میں بھرتا ہے جہاں

شریمد بھگوت گیتا

پہلی ادھیا در بیان پندارِ خودی

راجہ دھرتراشٹر

سوال

(۱)

سرزمینِ کورو چھیتر کا مجھے قصہ سُنا
جب ہوا سنجے ہمارا پانڈو سے سامنا

جواب (۲) سنجے

دیکھتے ہی پانڈو کی فوج کو آراستہ
راجہ دریودھن نے چھیڑا درونسی یوں تذکرہ

(۳)

لشکرِ عدّار کو ان پانڈو کے دیکھئے
منتظم ہیں جس کے دانشمند شاگرد آپ کے

(۴)

بھیم اور ارجن کے ہمسر ہیں اُدھر اتنے جواں
یویودھان ویراٹ دروپد کا مُعزّز خانداں

(۵)

دھرشٹ کیتو کاشی راج اور چیکتانِ صف شکن
شیبو کنتی بھوج پرجت نام آور تیغ زن

(۶)

اُتمّوجا صاحبِ ہمّت یدھا مینو جری
دروپد و سوبھدرہ کے کنبوں کے سب مہا رتھی

(۷)

جو دلاور میرے لشکر میں بہت مشہور ہیں
اُن کے اسمائے گرامی ذیل میں مذکور ہیں

(۸)

آپ بھیشم سمتنجے۔ کرپاچاری اور کرن
اشو تھاما۔ سومدت عالی خرد راجہ وکرن

(۹)

اور بہت سی جاں نثاری کے ہنر میں طاق ہیں
اسلحہ ورزو فنونِ جنگ میں مشّاق ہیں

(۱۰)

میری اعلےٰ فوجکا بھیشم سپہ لار ہے
بھیم اونکی پست ہمّت فوج کا سردار ہے

(۱۱)

جو سپاہی آج صف آرا ہیں میری فوج کے
اُنکو بھیشم کی دل وجاں سے حفاظت چاہیئے

(۱۲)

بُوڑھے بھیشم نے اب اُس کا دل بڑھانے کیلئے
سنکھ کا نعرہ سُنایا مثل غرّانِ شیر کے

(۱۳)

جھانجھ نقّارے بِگُل ناقوس و دف بجنے لگے
دفعتًا وہ دونوں لشکر شور وغل سی گونج اُٹھے

(۱۴)

بعد ازاں سبزوں کے عالیشان رتھ میں ہو سوار
کرشن وارجن نے بجائے سنکھ اپنے بار بار

(۱۵)

نام جنکا پانچ جن اور دیو دت مشہور تھا
اک طرف بجنے لگا پونڈر بہادر بھیم کا

(۱۶)

خوب گونجے نکل اور سہدیو کی پشپک سگھوش
بس گیا کانوں میں ناقوس یدھشٹر کا خروش

(۱۷)

حوصلے والا شکھنڈی شیر بازو کاشی راج
ساتکی دیراٹ اور درشٹ دمن آتش مزاج

(۱۸)

دروپد و سو بھدر کے کنبہ کے چھوٹے اور بڑے
اپنے اپنے سنکھ کو دم کر کے گرجانے لگے

(۱۹)

شور و غوغا سُن کے کورو کا جگر پھٹنے لگا
دفعتاً ارض و سما میں تہلکا سا مچگیا

(۲۰)

دیکھکر بہرِ مقابل فوجِ کورو کا پرا
ہاتھ میں لیکر کماں جب کشتِ خوں بونے لگا

(۲۱)

کرشن سے اے مہرباں اُسوقت ارجن نے کہا
وسط میں فوجوں کے میرے رتھ کو ٹھہرا دو ذرا

(۲۲)

تاکہ مُجھکو علم ہو وہ کون ہیں زور آزما
جن سے ہو گا رزمگہ میں آج میرا سامنا

(۲۳)

کاش اُن طاقتوروں کو اک نظر میں دیکھ لوں
کورُوں کی فتح کا جنکو سمایا ہے جنوں

(۲۴)

کرشن اتنی بات سُنکر اے شہ والا گہر
دونوں فوجوں کے مُقابل اُسکے رتھ کو روک کر

(۲۵)

درون بھیشم اور سرداروں کے صف کی سامنے
بولے اے ارجن وہ فوجِ کوروان ہی دیکھ لے

(۲۶)

اُس نے دوڑا کر نگہ دیکھا کہ عزّو اقربا
باپ بیٹے پوتے سمبندھی گرو اور آشنا

(۲۷)

دونوں جانب بیمحابہ مُستعد ہیں جنگ پر
اور وہ اپنے گھر کی ساری صورتیں پہچانکر

(۲۸)

جذبۂ دل سے پریشاں ہو کے یوں کہنے لگا
دیکھکر اے کرشن اپنوں کا ارادہ جنگ کا

(۲۹)

میرے بازو ٹوٹتے ہیں خشک ہوتا ہی دہن
رونگٹے ہوتے کھڑے ہیں تھرتھراتا ہی بدن

(۳۰)

خونِ الفت جوش زن ہی چھوٹی پڑتی ہی کماں
دل دھڑکتا ہے مری آنکھوںمیں پھرتا ہی جہاں

(۳۱)

کرشن آثارِ مخالف صاف آتے ہین نظر
فائدہ حاصل نہو گا اقربا کو مار کر

(۳۲)

مجھکو تو خواہش نہیں سامانِ فتح و عیش کی
ہیچ ہیں میری نظر میں مال و جاہ و زندگی

(۳۳)

سلطنت کے ٹھاٹھ جن کیواسطے درکار تھے
وہ کھڑے ہیں ہاتھ دھو کر اپنی جان و مال سے

(۳۴)

باپ - دادا - بیٹے - پوتے اقربا ماموں گرد
سالے اور سسرے ہیں دونوں لشکروں میں جنگجو

(۳۵)

مارنا انکا نہیں منظور مرنا ہے قبول
مجھکو دنیا اور عقبیٰ کا نہیں شوقِ حصول

(۳۶)

کوروں کی جان لینے کا یہی ہوگا ثواب
اپنی گردن پر رہیگا رشتہ داروں کا عذاب

(۳۷)

بھائیوں کو قتل کرنا ہے سراسر ناروا
جب نہوں اپنے یگانے زندگی کا لطف کیا

(۳۸)

ہائے ان لالچ کے اندھوں کو نہیں آتا نظر
اقربا کے مارنے اور دل دکھانے کا ضرر

(۳۹)

کیوں نہ ہم اتنی سمجھ ہوتے. بُرائی سنے بچیں
صاف ظاہر ہے تباہی بھائیوں کی قتل میں

(۴۰)

باعثِ ترکِ رسومِ نیک ہے قتلِ ذکور
بدشعاری سے بپا ہوتے ہیں نازیبا فتور

(۴۱)

بیحیائی سے بگڑتا ہے گھرانوں کا چلن
خیرگی کے فعل سے آپس میں ملتے ہیں ورن

(۴۲)

نرک میں جاتا ہے مخلوط النّسب کا خانداں
پنڈ و جل ملنے نہیں مٹتا ہے تیر و کانشاں

(۴۳)

ایسے بدفعلوں کا ثمرہ ناخلف اولاد ہے
ایسی قوم اور خانداں کی حیثیت برباد ہے

(۴۴)

جس گھرانے کی خوش اعمالی میں آتا ہے فتور
لوگ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جاتا ہے ضرور

(۴۵)

حیف میں دھبّہ لگاؤں اپنے نام و ننگ پر
اپنی بہبودی کی سوچوں بھائیوں کو مار کر

(۴۶)

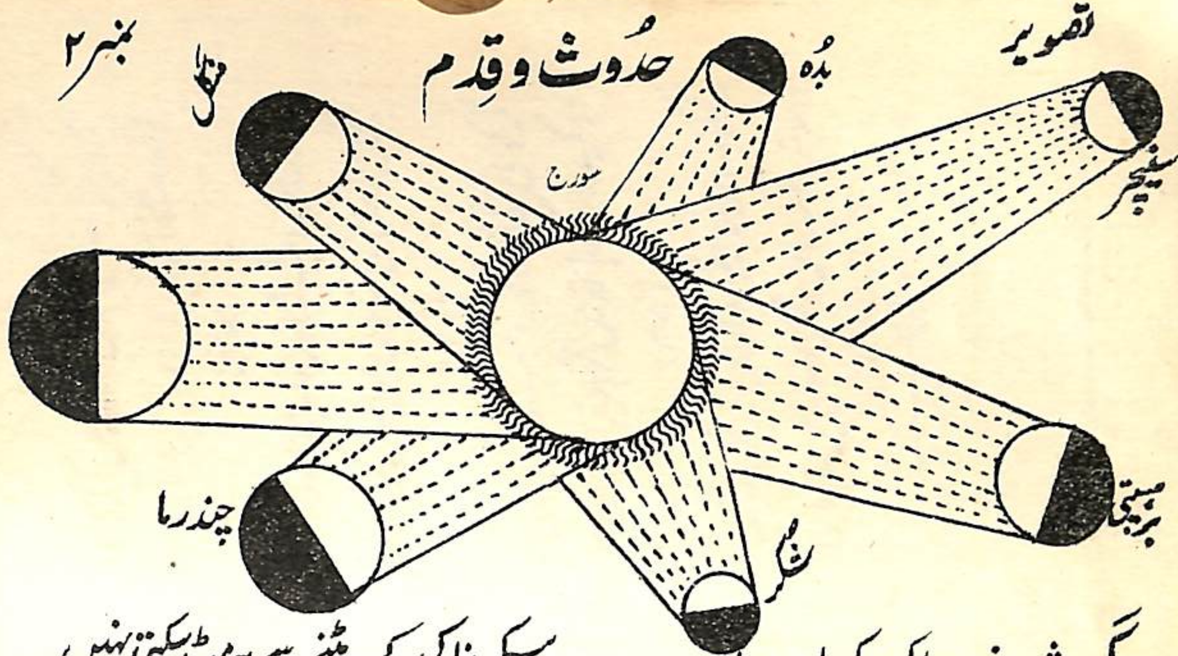
گر کوئی سفّاک کور و میرے تن اور روح کو
دو کرے اِک ہاتھ میں مجھ پر بڑا احسان ہو

(۴۷)

کہکے یہ الفاظ ارجُن رتھ میں داخل ہو گیا
ڈالکر تیر و کماں افسوس میں ڈوبا ہوا







گردشِ ارض و سما کی اسکو پابندی نہیں
پیکرِ خاکی کے مِٹنے سے یہ مِٹ سکتی نہیں

دوسری ادھیا

دربیان حدوث و قدم

(۱)

بیقرار افسردہ دل اور آبدیدہ دیکھکر
کرشن اُس مغمومِ ارجن کے ہوئے یوں راہبر

غمگین

ہدایت شری بھگوان

(۲)

جنگ کے میداں میں آکر کیوں ڈرا جاتا ہے تو
راستی بیہودہ اور شہرت کا بنتا ہے عدو

(۳)

نامناسب ہی مخنّث کا عمل اے نیکنام
کاہلی اور بزدلی کو چھوڑ لے ہمّت سے کام

نامرد



سوال ارجن

(۴)

درون اور بھیشم کیجانب کیسے پھینکوں تیر میں
کرشن وہ دو نو بزرگ و واجب التعظیم ہیں

(۵)

کاش ایسے کاملوں کے قتل کا باعث نہوں
بھیک کے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ میں بھرتا رہوں
کاش میں اس زندگی کے عیش کا طالب نہوں
اپنے ہاتھوں سے بہا کر لالچی گروؤں کا خون

(۶)

کیا خبر ہو کون غالب آخرش طرفین میں
فتح ہم پائیں گے یا وہ زیر کر لیں گے ہمیں
زندگی شایاں نہیں ہے ہمکو جنکی موت پر
وہ کھڑے ہیں سامنے جنگ و جدل کی ٹھانکر

(۷)

جوشِ ہمدردی سے میری عقل میں آیا فتور
آتشِ دل کے اثر سے اُڑ گیا رنگِ شعور
التجا ہے آپ سے راسخ ہدایت کیجئے
تابعِ فرماں کو ظلِّ عاطفت میں لیجئے

(۸)

میں کبھی دم بھر نہ چھوٹوں گا غمِ جانکاہ سے
خواہ تینوں عالموں پر حکم حاصل ہو مجھے

(۹)

کرشن سے ارجن خلاصہ اپنی اِس تقریر کا
جنگ نامنظور ہے یہ کہہ کے چپکا ہو گیا

(۱۰)

دیکھکر ارجن کو غمگین ہنستے ہنستے کرشن نے
سامنے اُن لشکروں کے ذیل کے جملے کہے

جواب شری بھگوان

(۱۱)

فکرِ باطل پر تجھے یہ گفتگو زیبا نہیں ⁂
حق پرستوں کو حیات و موت کی پروا نہیں ⁂

(۱۲)

تو ہیں اور یہ تا جو رفانی نہ تھے پہلے کبھی
اور نہ ہم سب رہینگے ملکِ عدم ہونگے کبھی

(۱۳)

عُنصری قالب میں آکر جاں کرتی ہے حیاں
جسطرح بچپن جوانی اور پیری کے نشان
اِس طرح یہ اور بھی جسم نئیں کرتی ہے نزول
لیکن اِس کے دام میں آتے نہیں اہلِ حصول

(۱۴)

رنج و راحت سردی و گرمی کا باعث ہیں حواس
آتے جاتے ہیں مُبدّل ہیں نہ کر انسے ہراس

(۱۵)

اِن کے پنجے سے نکلنے کی جو کرتے ہیں سعی
اِس جہاں میں اُن کا حِصّہ ہے سُرورِ دائمی

(۱۶)

حق فنا سے پاک ہے باطِل نہیں رکھتا وجود
عارفوں نے خوب کھولا عقدۂ بود و نبود

(۱۷)

ذرّے ذرّے میں درخشاں ہے شعاعِ ذوالجلال
غیر ممکن ہے کسی تدبیر سے اُس کا زوال

(۱۸)

گو فنا ہے جسم کو لیکن بقا ہے جان کو
یہ اضافی شے نہیں تو جنگ سے بیخوف ہو

(۱۹)

اِس کا جینا اور مرنا مان لیتے ہیں غبی
زندگی اور مرگ سے یہ درحقیقت ہے بری

(۲۰)

یہ کبھی پیدا نہیں ہوتی فنا ہوتی نہیں
جسم میں آتی نہیں آ کر جُدا ہوتی نہیں

(۲۱)

گردشِ ارض و سما کی اِسکو پابندی نہیں
پیکرِ خاکی کے مِٹنے سے یہ مِٹ سکتی نہیں
مرگ و پیدایش بدتر مانتا ہی جو اِسے
غیر کو آزار دیگا وہ بشر کِس واسطے

(۲۲)

آدمی جیسے پُرانے کپڑے دیتا ہی اُتار
اور پہنتا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار
جان بھی اپنے پُرانے قالبوں کو چھوڑ کر
ڈالتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر

(۲۳)

آگ میں جلتی نہیں تلوار سے کِٹتی نہیں
سیل میں گلتی نہیں طُوفان میں گھٹتی نہیں

(۲۴)

اُس کا جلنا کٹنا گلنا خشک ہونا ہے محال
یہ ہے ساکن خود بخود قائم محیط و لازوال

(۲۵)

آنکھ سے اوجھل ہے پروازِ تخیّل سے بلند
معصیت سے پاک پھر تو کس لئے ہی فکر مند

(۲۶)

جو تو اِسکی مرگ و پیدائش مسلسل مان لے
پھر بھی اے ارجن تجھے بیدل نہ ہونا چاہیئے

(۲۷)

خاتمہ سب کا عدم ہے اور عدم سے بود ہے
آدمی کا بھاگنا تقدیر سے بے سود ہے

(۲۸)

غیب ہے ہر ایک شئے کی ابتدا اور انتہا
وسط میں کُل شعبدہ ہے دور کر بیم و رجا

(۲۹)

کوئی تو حیران ہے اسکا کرشمہ دیکھکر
تذکرہ کرتا ہے استعجاب سے کوئی بشر
سوچنے لگتا ہے کوئی سنکے اسکی کیفیت
پر کسی کی بھی نہیں معلوم اسکی اصلیت

(۳۰)

جان کل جسموں میں رہتی ہے حوادث سے بری
اسلئے بیکار ہے دنیا کا فکر زندگی

(۳۱)

فرض کے پورا نکرنیکا برا انجام ہے
راستی پر جان نثاری چھتری کا کام ہے

(۳۲)

کھل گیا ہے راستہ جنت کا تیرے واسطے
سر کٹاتے ہیں سپاہی خوبی تقدیر سے

(۳۳)

جو تو راہِ حق پہ چلنے سے کرے گا اجتناب
تیری گردن پر رہیگا دین و دُنیا کا عذاب

(۳۴)

تیری بدنامی زبانِ خلق پر رہجائیگی
موت سے بدتر ہے ذلّت صاحبِ توقیر کی

(۳۵)

"ڈر کے بھاگا جنگ سے ارجن" کہینگے سورما
جن پہ تیرا رعب ہے اُنسے ہی تو شرمائیگا

(۳۶)

دشمنوں کو خوب موقع چھیڑ کا مِلجائیگا
دِل شکن الفاظ سُنکر تو بہت پچھتائیگا

(۳۷)

سلطنت ہاتھ آئیگی یا زندگی فردوس کی
اِسلئے ارجن دکھا میدان میں مردانگی

(۳۸)

رنج وراحت فائدہ نقصان ہار اور جیت کو
اپنے دِل سے دُور کر اور جنگ میں مشغول ہو

(۳۹)

اِس ہدایت پر عمل کر عزم و اِستقلال سے
بالیقین چھوٹ جائیگا اعمال کے جنجال سے

(۴۰)

اِسمیں کوشش رائگاں جاتی نہیں انسانکی
کاہشوں سے مغفرت تاثیر ہے عرفان کی

(۴۱)

یک زباں ہیں سارے عارف جنکے دِلکو ہی قرار
جاہلوں کے وسوسہ ہیں مُختلف اور بیشُمار

(۴۲)

طالبانِ عیشِ جنّت عقل سے نا آشنا
یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا

(۴۳)

زندگی کا ماحصل ہے عشرت و تن پروری
دُنیوی افکار میں مصروفیت ہے زندگی

(۴۴)

جنکو اپنی خواہشونکی پرورش منظور ہے
معرفت کا راستہ اُنکی سمجھ سے دُور ہے

(۴۵)

وید کے علم سہ گانہ سے تو اپنا دِل ہٹا
بے غرض ہو باصفا ہو دیکھ جلوہ ذات کا

(۴۶)

مُدعا ہے چاہ و چشمہ کا جو رفعِ تشنگی
سارے ویدونکا ثمر ہے علم و کیفِ باطنی

(۴۷)

فعل سے دلبستگی واجب نہیں تیرے لئے
فرض کی تکمیل کر خواہش صلہ کی چھوڑ دے

(۴۸)

ثمرۂ اعمال سے دِل کا تعلّق دور کر
مُستعد ہو پاک نیّت سے ادائے فرض پر
کامیابی اور ناکامی کو یکساں جان نے
عارفوں کی زندگی کٹتی ہے اِطمینان سے

(۴۹)

نیک و بد اَعمال سے افضل ہے علم باطنی
بیخودی میں مست رہ پروا نکر انجام کی

(۵۰)

ترک کر دیتا ہے عارف ثمرۂ اعمال کو
اُونکو اَدنےٰ جان لے اور طالبِ اشراق ہو

(۵۱)

اہلِ دانش رشتۂ بیم و تمنّا توڑ کر
دِل سے رہتے ہیں سکونت منزلِ جاوید پر

(۵۲)

جب تو نادانی کی دَلدَل سے رہائی پائیگا
نقشِ باطل تیری لَوحِ قلب سے مٹجائیگا

(۵۳)

جب دلِ بیتاب کو تیرے قرار آجائیگا
عقل گُم ہو جائیگی دیدار ہوگا ذات کا

سوال ارجن

(۵۴)

عارفِ کامل کی کیا پہچان ہے بتلائیے
اُسکے قول و فعل کا نقشہ مُجھے دِکھلائیے

جواب شری بھگوان

---

(۵۵)

اُسکی ثابت عقل ہے جو ذات میں مسرُور ہے
جِسکے دِل سے ہر دو عالم کی تمنّا دُور ہے

بھامیان

(۵۶)

ہے وہ عارِف جسکو غُصّہ شوق اور نفرت نہیں
رنج میں کُلفت نہیں آرام سے اُلفت نہیں

(۵۷)

شادی و غم میں نہیں جسکو مسرّت اور ملال
سب سے جو بے لوث ہے وہ آدمی ہی باکمال

(۵۸)

اپنے اعضا کو چُھپا لیتا ہے کچھوا جسطرح
بچنے اِحساس سے بچتا ہے عارِف اِسطرح

(۵۹)

ضبط سے آتے ہیں قابو میں حواس اِنسانکے
شوق بھی مِٹتا ہے اُنکا ذات کے دیدار سے

(۶۰)

کھینچتے ہیں شاغلوں کے دِلکو بھی مفسد حواس
بس میں آجاتے ہیں اُنکے اچھّے اچھے خوشناس

(۶۱)

اُنکو تو مغلوب کر طالِب ہُو میری دِید کا
عارِفِ کامِل ہے وہ جسنے اِنھیں بس میں کیا

(۶۲)

آدمی کو جب خیال آتا ہے محسُوسات کا
شوق خواہش اور طیش اپنا دِکھاتے ہیں مزا

(۶۳)

طیش کا ثمرہ ہے غفلت سہو غفلت کا مآل
سہُو سے ہوتی ہے تیرہ عقل آتا ہے زوال

(۶۴)

حِسّ و محسُوسات کے زنگِ دُوئی سے بے اثر
باطنِ صُوفی میں ہوتی ہے مسّرت جلوہ گر

(۶۵)

دُور ہو جاتی ہیں کیفِ وصل میں سب کاہشات
فہم اہلِ کیف کی جلدی سے پاتی ہے ثبات

(۶۶)

علمِ باطن سے وہ بے بہرہ ہی جو شاغل نھیں
اُسکو اطمینان اور آسودگی حاصل نھیں

(۶۷)

جب معیشت کیطرف جاتا ہے دِل انسانکا
کشتئ دانش پہ ہوتا ہے سماں طوفان کا

(۶۸)

اِسلئے ارجن اُسے عارف سمجھنا چاہئے
اپنے دِل پر ہو جو حاوی ترکِ محسوسات سے

(۶۹)

عارفوں کا روزِ روشن جاہلونکی رات ہے
جاہلونکا روزِ روشن عارفونکی رات ہے

(۷۰)

جیسے دریا آکے مِلجاتے ہیں ساکن بحر میں
محو ہو جاتی ہیں جِسکے دِل میں ساری خواہشیں

(ق)

زندگی آرام سے کٹتی ہے ایسے شخص کی
طالبِ دُنیا کی قِسمت میں نہیں آسودگی

(۷۱)

بے تمنّا ہو کے پندارِ خودی کو چھوڑ کر
فعلِ بے خواہش سے اِطمینان پاتا ہی بشر

(۷۲)

مشعلِ عرفاں سے اُرجنؔ جِہل ہوتا ہی فنا
کالبُد سے کوچ یہ عارف کی منزل ہی بقا



گمان - خیال

تیسری اُدھیاَّ
دربیانِ جُزو کُل

سَوالِ ارجُن

(۱)

آپ دیتے ہیں فضیلت عِلم کو اعمال پر
ساتھ ہی کہتے ہیں مجھسے بیجا یہ جنگ کر

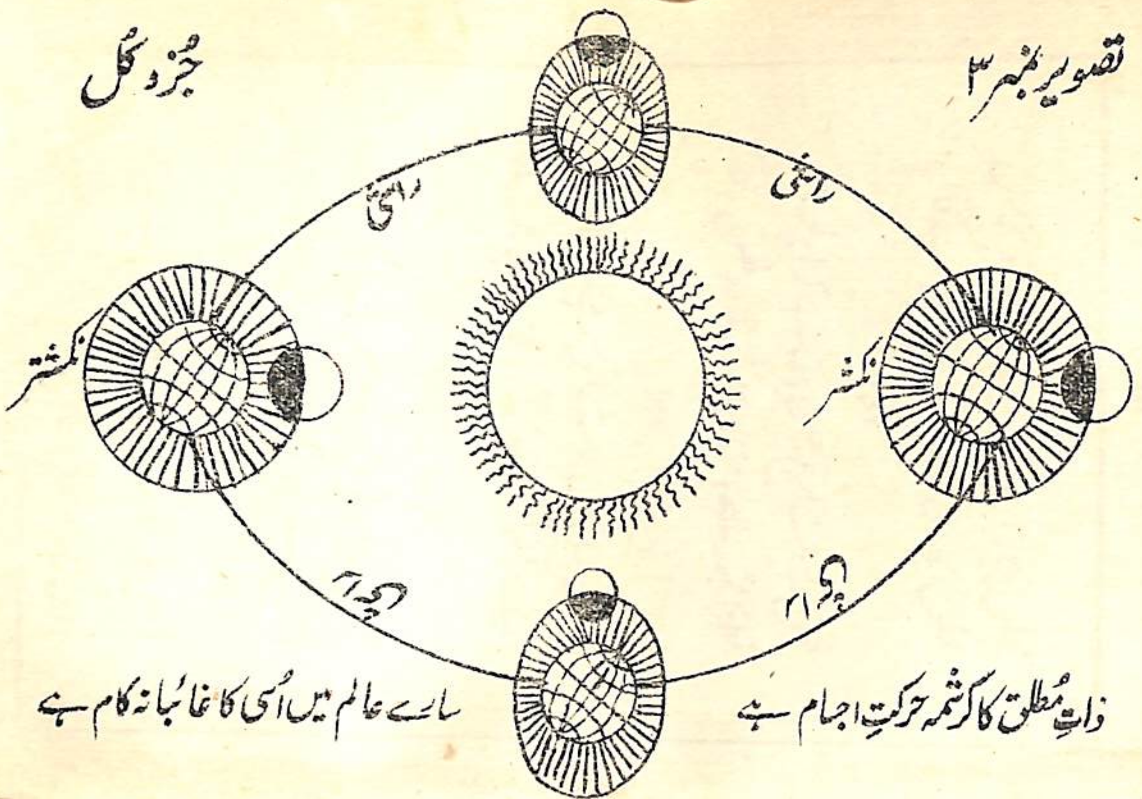
(۲)

عقل میری گُم ہوئی سُنکر یہ جُملے آپ کے
مجھکو بہبودی کا سیدھا راستہ دِکھلائیے

جواب شری بھگوان

(۳)

دو طرح کی زندگی مینے بتائی ہے اَبھی
عالمونکی ایک ہے تو عارِفوں کی دوسری



ذاتِ مُطلق کا کرشمہ حرکتِ اجسام ہے
سارے عالم میں اُسی کا غائبانہ کام ہے



(۴)

محض بیکار آدمی کی زیست ہے امرِ محال
محض بیکاری سے کوسوں دور ہے کسبِ کمال

(۵)

فعل سے فارغ نہیں ہوتا ہے کوئی لمحہ بھر
فطرتاً مجبور ہے انساں صدورِ فعل پر

(۶)

ضبط بیرونی میں جو شائق ہے محسوسات کا
ایسے ناقص فہم کو گمراہ کہنا ہے بجا!

(۷)

جس نے اپنے دل کے بس میں کر لئی ساری کوہیں
ارتکابِ فعل میں آزاد ہے وہ خود شناس

(۸)

فرض پورا اگر کہ بیکاری سے افضل کار ہے
آدمی کی زندگانی بے عمل دشوار ہے

(۹)

حلقۂ اعمال ہے دُنیا فرائض کے سِوا
اِسلئے تو کام کر لیکن نہ اُسمیں دِل لگا ،،

(۱۰)

با فرائض خلق پیدا کرکے خالق نے کہا
فرض ادا کرتے رہو اِسمیں تمھارا ہے بھلا

(۱۱)

دیوتاؤنکو مناؤ تاکہ وہ حامی بنیں
کامیابی باہمی تحریک سے ہوگی تمھیں

(۱۲)

پھل ملیگا دیوتاؤنکی جو تُم سیوا کرو
چور ہے جو آپ کھاجاتا ہے اُنکے مال کو

(۱۳)

بے گنہ ہے آبِ حیواں جسنے وحدت کا پیا
جامِ خود بینی جو پیتا ہے وہ پاتا ہے سزا

(۱۴)

زِندگی غلّہ سے ہے بارش سے غلّہ کا وجود
ابخرہ آتِش سے ہے حرکت سے آتش کا نمود

(۱۵)

ذاتِ مُطلق کا کرشمہ حرکتِ اجسام ہے
سارے عالم میں اُسی کا غائبانہ کام ہے

(۱۶)

چرخ قدرت کی نفیں کرتا جو ناداں پیروی
ہیچ ہے اُس نفس پرور کا اُصولِ زندگی

(۱۷)

جسکے باطِن میں سمایا عشق و علم و کیفِ ذات
اُسنے زنجیرِ عمل کو توڑکر پائی نجات

(۱۸)

فِعل کرنے یا نکرنے کی اُسے پروا نہیں
لذّتِ دُنیا کی جانِب اُسکا دِل جاتا نہیں

(۱۹)

کام پورا کر تو لیکن اُسمیں آ غشتہ نہو
راحتِ دل ہے میسّر بے تمنّا شخص کو

(۲۰)

سَلطنت کرتے ہوے راجہ جنکؔ تامُکت تھے
رسمِ دُنیا کے مُطابِق فعل واجب ہے تجھے

(۲۱)

اِک معزّز شخص کی تقلید کرتے ہیں سبھی
خاص کا جیسا عمل ہو عام کرتے ہیں وہی

(۲۲)

ہر سہ عالم میں نہیں میرا حُصولِ مُدّعا
پھر بھی اے ارجُن میں اپنا فرض کرتا ہُوں ادا

(۲۳)

ہُوشیاری سے نہ لُوں میں کام اے ارجُن اگر
چلتے جائینگے ہمیشہ لوگ میری راہ پر

(۲۴)

میری بیکاری سے دُنیا بد عمل ہو جائیگی
نسل اور اخلاق کا رہزن مجھے ٹھہرائیگی

(۲۵)

مُرتکب ہوتا ہے جاہل شخصیت سے فعل کا
عارفِ آزادہ رَو کرتا ہے دُنیا کا بھلا

(۲۶)

ریاضت کش

باخبر مُرتاض نیک افعال کی ترغیب دے
عاملِ کم فہم کو اُنسے نہ برگشتہ کرے

(۲۷)

فِطرتی اوصاف سے ہوتا ہے فِعلوں کا صُدُور
مردمِ خود بیں سمجھتا ہے اُنھیں اپنا ظہُور

(۲۸)

جِسنے سب فِعلوں کی پیدائش صفت سے جان لی
بے تعلُّق ہے وہ گردش سے صِفاتی چرخ کی

(۲۹)

فعل سے مانوس ہوتے ہیں پرستارِ صفات
راستہ کھوئے نہ اُنکا وقفِ اسرارِ ذات

(۳۰)

دِل سے تو میرے حوالے کر تمام فعال کو
بیخطر اور بے تمنّا جنگ میں مصروف ہو

(۳۱)

میری اِس تلقین پر جو بے تعصّب آدمی
دِل سے عامل ہیں میسّر ہے اُنھیں کو مخلصی

(۳۲)

جو تعصّب سے عمل کرتے نہیں اِس قول پر
جاہل و بدبخت ہیں علم و ہنر سے بے خبر

(۳۳)

وہ بھی ہیں پابندِ فطرت جنکا عارف نام ہے
بندۂ عادت ہے اِنساں ضبط کا کیا کام ہے

(۳۴)

شوق و نفرت خاصّہ ہے علمِ محسوسات کا
دو نوں دِل کے چور ہیں تو اُنکے قابو میں آ

(۳۵)

اپنے ادنیٰ فرض کی تکمیل ہے راہِ نجات
غیر کے اعلےٰ فرائض بھی ہیں پُر از کاہشات

رذال

سوالِ ارجن

(۳۶)

کس کی تحریک آدمی کو اُسکی مرضی کے خلاف
مورد عصیاں بناتی ہے بتا دو صاف صاف

رغبت دینا

ناجانی پاپ

جواب شری بھگوان

(۳۷)

شوق یا خبثہ کا موجب قدرتِ ایجاد ہے
خانۂ دل تُرکِ تازِ شوق سے برباد ہے

(۳۸)

آئینہ کو زنگ شعلہ کو چھپاتا ہے دھواں
حیرتّیے کو وہ نورِ جاں کو کرتا ہے نہاں

(۳۹)

جذبہ کی ہے عقل سے روزِ ازل سی دشمنی
آگ کی سیری جلانے سے نہیں ہوتی کبھی

(۴۰)

عقل و دل اور سب حواسِ باطنی ہیں اُسکا گھر
ڈالتا ہے پردۂ غفلت وہ ہر انساں پر

(۴۱)

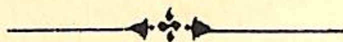
حظِّ نفسانی سے دل کو روک کر اے باشعور
مار اس موذی کو جو ہے دشمنِ علم و سرور

(۴۲)

عالمِ احساس سے برتر ہے دل کی کائنات
دل سے برتر عقل ہے اور عقل سی برتر ہے ذات

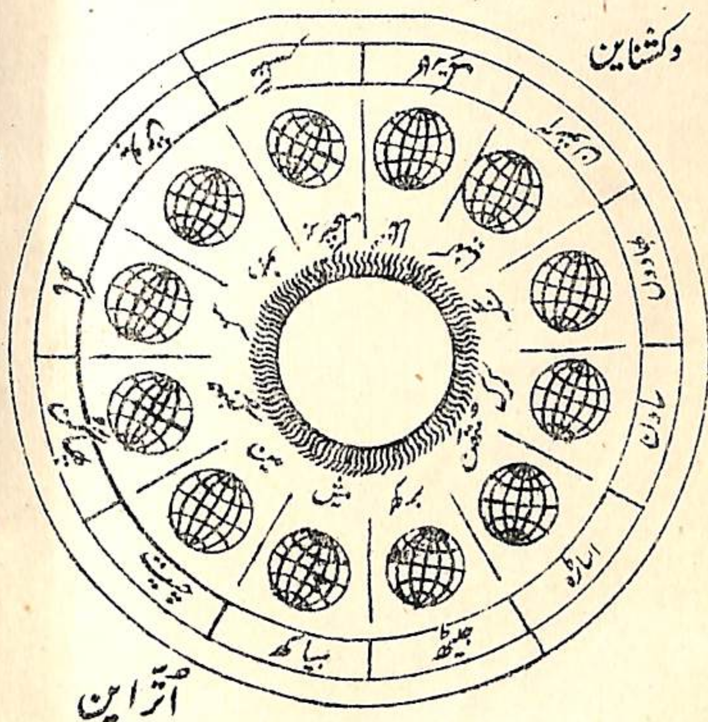
(۴۳)

ذات کے دیدار میں پندار کو معدوم کر
نفسِ امّارہ کی گردن قطع کر اے نامور





تصویر نمبر ۴ اسرارِ حقیقت



اُترائن

میری قدرت کے کرشمو نپر گیا جنکا خیال ۔ وہ تلاشِ سری برہمن مجھیں ہے انکا وصال

چوتھی ادھیا

در بیانِ اسرارِ حقیقت

(۱)

میں نے علمِ حق وِوسوت پر کیا تھا آشکار
یوں منو اور اکشوا کو ہوتے آئے رازدار

(۲)

راج رشیوں سے ہوا ظاہر جو علمِ باطنی
لوحِ محفوظ اب وہ مدت سے ہے اے مردِ جری

(۳)

کہہ سنایا میں نے اب تجھکو وہ رازِ سرمدی
جان لے اے یارِ ہمدم اِسکو اک سرِّ خفی

سوال ارجن

(۴)

پیشتر دُنیا میں آیا تھا وسّوت آپ سے
کِس طرح میں مان لوں اُسکو سِکھایا آپ نے

جواب شری بھگوان

(۵)

میرے اور تیرے کثیر اجسام پہلے ہو چُکے
تو ہے ناواقف مگر واقف ہوں میں اِس راز سے

(۶)

مالکِ ارض و سما ہوں برتر از خلق و فنا
اپنی قدرت سے مگر ہوتا ہوں میں جلوہ نُما

(۷)

جب کبھی گھٹتی ہے نیکی اور بڑھتی ہے بدی
میں عیاں ہوتا ہوں عالم میں بشکلِ عنصری

(۸)

وقت پر آتا ہوں میں انصاف کرنے کے لئے
قتلِ موذی اور بندہ پروری کیواسطے

(۹)

میری قدرت کے کرشموں پر گیا جنکا خیال
وہ تناسخ سے بری ہیں مجھ میں ہے اُنکا وصال

(۱۰)

میری ہستی میں سمائے طالبانِ باصفا
برقِ عرفان سے جلا کر خرمنِ بیم و رجا

(۱۱)

حسبِ نیّت سب کو میں دیتا ہوں فعلونکا ثمر
ساری دُنیا کر رہی ہے میری منزل کا سفر

(۱۲)

پوجتے ہیں دیوتاؤنکو غرض مند آدمی
ایسے فعلوں کا ثمر ہوتا ہے لیکن عارضی

(۱۳)

چار ورقوں میں صفت اور فعل کی تقسیم کی
میں نے لیکن میں رہا دائم علائق سے بری

(۱۴)

مجھ میں لوث افعال اور انکے نتائج کا نہیں
جو مرا محرم ہے وہ افعال میں پھنستا نہیں

۱۵

پہلے عارف کرتے آئے ہیں عمل اس علم پر
تو بھی کر یہ کام جسکو کر چکے وہ پیشتر

(۱۶)

امتیاز قید و آزادی میں عاجز ہیں عقیل
میں تجھے کاہش سے بچنے کی بتاتا ہوں سبیل

(۱۷)

ترک فعل و فعل نیک و فعل بد پہچان لے
منزل اعلیٰ ہے ترک فعل دل میں ٹھان لے

(۱۸)

لازم و ملزوم ہے ایجاب و ترکِ افعال کا
واصلِ حق ہے وہ عارف جس پہ یہ عقدہ کھلا

(۱۹)

آتشِ عرفاں میں سب افعال جسکے جلگئے
عارفوں کی منزلت دنیا میں حاصل ہے اُسے

(۲۰)

جو تمنّا دور کر کے ذات میں مسرور رہے
فعل سے برتر ہے لیکن فعل پر مجبور ہے

(۲۱)

جو علائق سے مبرّا ضبطِ دل سے شاد ہے
مورِدِ عصیاں نہیں افعال سے آزاد ہے

(۲۲)

جو موحّد بے غرض اور مست ہے ہر حال میں
فعل کے ہوتے وہ آلودہ نہیں افعال میں

(۲۳)

عِلمِ حق سے پاک باطن ہو گیا ہے جو بشر
اُس سے ہو سکتا نہیں افعالِ قُدرت کا اثر

(۲۴)

فعل و فاعل ظرف و آئنہ کُل جمالِ ذات ہے
ذات کی تسلیم کا ثمرہ وصالِ ذات ہے

(۲۵)

مانتا ہے کوئی تو قادر سے فعلوں کا وجود
کوئی فعلوں کو سمجھتا ہے ملائک کا شہود

(۲۶)

ضبط کی آتش میں کوئی سوخت کرتا ہے حواس
شوقِ محسوسات سے بچتا ہے کوئی خود شناس

(۲۷)

بعض شاغل جملہ فعلوں کو حواس اور سانس کے
خاک کر دیتے ہیں اپنی آتشِ تجرید سے

(۲۸)

کوئی عابد ہے کوئی زاہد کوئی فیّاض ہے
طالبِ علم کوئی تب کوئی ذکی مرتاض ہے

(۲۹)

حرکتِ انفاس کو بالا و پائیں روک کر
سوخت کر دیتا ہے کوئی حبسِ دم کی آگ پر

(۳۰)

کم خوری سے نفس کش کرتے ہیں خواہش کو ہلاک
جملہ شاغل شغل کی برکت سے ہو جاتے ہیں پاک

(۳۱)

شاغلوں کے قلب میں ہے وصل کا آبحیات
دین و دنیا میں نہیں اسکے سوا راہِ نجات

(۳۲)

وید نے ظاہر کیا جن مختلف اشغال کو
وہ عمل کی صورتیں ہیں انسے تو آزاد ہو

(۳۳)

کسبِ سرمایہ سے کسبِ علم افضل کام ہے
علم میں ارجن تمام اعمال کا انجام ہے

(۳۴)

خدمت و تعظیم سے جب تو کرے گا التجا
رہبرِ کامل تجھے دینگے سبق اُس علم کا

(۳۵)

جسکے باعث پنجۂ غفلت سی تو چھوٹ جائیگا
اپنے اندر بعد ازاں مجھ میں یہ عالم پائیگا

(۳۶)

خواہ تو ہو سب گنہگاروں سے بڑھکر شرمسار
کشتئ عرفاں میں ہو گا قلزمِ عصیاں سی پار

(۳۷)

خاک کر دیتی ہے آتش لکڑیونکی ڈال کو
آتشِ عرفاں جلا دیتی ہی کُل اعمال کو

(۳۸)

معرفت سے پاک تر دُنیا میں کوئی شئے نہیں
خُود بخود شاغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقیں

(۳۹)

طالبِ روشن ضمیر و صادق و پرہیزگار
علم کی تکمیل سے فی الفور پاتا ہے قرار

(۴۰)

جہل اور بے اعتقادی کا نتیجہ ہے فنا
دائمی راحت گنوا دیتا ہے بندہ وہم کا

(۴۱)

محو کر کے جملہ فعلوں کو سکونِ قلب میں
رفع کر کے علم باطن سے شکوک اور ظنیں

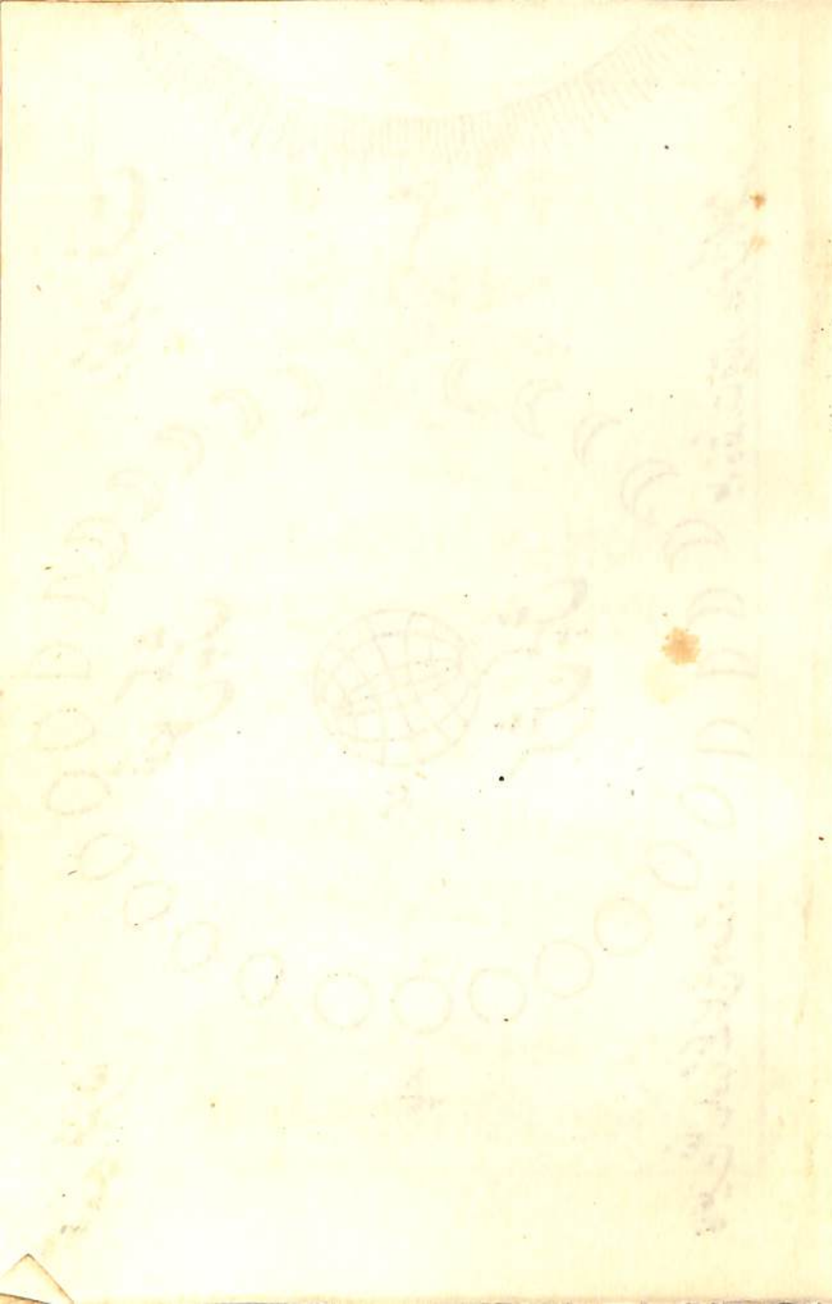
(ق)

جو سراپا ذات کے دیدار میں مسرور ہے
یاد رکھ اے رُخن مکافاتِ عمل سے دُور ہے بدلہ

(۴۲)

تیغِ عرفاں سے اَنانیت کی گردن قطع کر
مستعد ہو جا ادائے فرض پر اے نامور

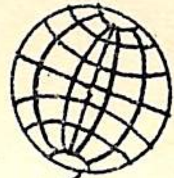
خودی



تصویر نمبر ۵

رموزِ معرفت

شُکل پکش



زمین

چاند

سورج

کرشن پکش

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور
جلوۂ قدرت ہی قادر سے نہیں اُنکا ظہور

پانچویں آدھیا

دربیانِ رموزِ معرفت



سوالِ ارجُن

(۱)

منظور کرنا

ترک و ایجابِ عمل دونوں بتائے آپ نے
اِن میں جو بہتر طریقہ ہے بیاں فرمائیے

جوابِ شری بھگوان

(۲)

گرچہ اِن دونوں طریقوں کا بخیر انجام ہے
ترک سے دُنیا میں ترکِ ترک افضل کام ہے

(۳)

جس نے رغبت اور نفرت چھوڑ دی تارک ہے وہ
بیخودی میں جسکو آزادی ملی سالِک ہے وہ

(۴)

مختلف جذب و سلوک آتا ہے احول کو نظر
ایک کی تکمیل سے ملتا ہے دونوں کا ثمر

(۵)

جس جگہ سالک پہونچتا ہے وہیں مجذوب بھی
چشمِ بینا میں ہے یکرنگی سلوک و جذب کی

(۶)

کیفِ تارک کے لئے درکار ہے ترکِ خودی
بے طلب سالک کو حاصل ہو سُرورِ بیخودی

(۷)

عارفِ روشن ضمیر و ماہرِ ضبطِ حواس
ذات کی تسلیم میں اعمال سے ہے بے ہراس

(۸)

کھاتے چلتے سانس لیتے سوتے سُنتے دیکھتے
اپنی پلکیں بند کرتے یا کھُلی رکھتے ہوئے

(۹)

بولتے چھوتے پکڑتے چھوڑتے اور سونگھتے
بے اثر عارف ہے کل افعال کی پاداش سے

(۱۰)

برگ نیلوفر ہے سیلابِ گنہ میں وہ بشر
جو ادا کرتا ہے اپنا فرض خواہش چھوڑ کر

(۱۱)

عارفِ آزاد بھی اپنے گذارے کے لئے
کام لیتا ہے دل و عقل و حواس و جسم سے

(۱۲)

بے طمع عارف کو حاصل ہے سکونِ دائمی
پاؤں میں جاہل کے پڑتی ہے طمع کی ہتکڑی

(۱۳)

روحِ انسان بے تعلق ہو کے سب افعال سے
ساکن ایسے شہر میں ہے نو ہیں جس کے راستے

(۱۴)

فاعلیت فعل اور اُنکے نتائج کا صدور
جلوۂ قُدرت ہے قادر سے نہیں اُنکا ظہور

(۱۵)

نیک و بد اوصاف سے گو روحِ انساں ہے بری
جہل پردہ ڈالتا ہے عقل پر انسان کی

(۱۶)

دُور ہو جاتا ہے جب نا واقفیت کا حجاب
عِلمِ باطن روشنی دیتا ہے مثلِ آفتاب

(۱۷)

پردۂ غفلت ہٹا کر اہلِ تسلیم و رضا
عالمِ فانی میں کر لیتے ہیں دیدارِ بقا

(۱۸)

فیل، کُتّا، گائے، چنڈال اور فاضل برہمن
مختلف اجسام میں اِک نورِ جاں ہے ضو فگن

(۱۹)

اہلِ استغنا کو عالم پر حکومت ہے نصیب
بے ہمہ و با ہمہ شاہد کی قربت ہے نصیب

(۲۰)

صابر و روشن دل عارف ہو کے واصل ذات میں
بے اثر رہتا ہے آرام اور تکلیفات میں

(۲۱)

ماسوا کو چھوڑ کر جس کو لگن ہے ذات کی
علمِ عرفاں میں اُسے ملتی ہے لافانی خوشی

(۲۲)

نفس کی لذّات ہیں تکلیف دہ اور بے ثبات
اسلئے عارف نہیں کرتا ہے اُنپر التفات

(۲۳)

حرص و غُصّہ روک کر قادر ہے جو جذبات پر
ذات میں واصل ہے ترکِ کالبد سے پیشتر

(۲۴)

جس کا دل معمور ہے علم و سُرور و نور سے
محویت میں راحتِ جاوید حاصل ہو اُسے

(۲۵)

عارفانِ پاک باطن بیگناہ و باثبات
فیض پہونچاتے ہوئے دُنیا کو پاتے ہیں نجات

(۲۶)

شوق و نفرت کی طرف سے جسنے روکا ہو خیال
ایسے حق بیں کو میسّر ہے سدا حق کا وصال

(۲۷)

ابرُووں کے وسط میں لاکر نظر اطراف سے
تولتا ہے جو نفس کو ناک سے چلتے ہوئے

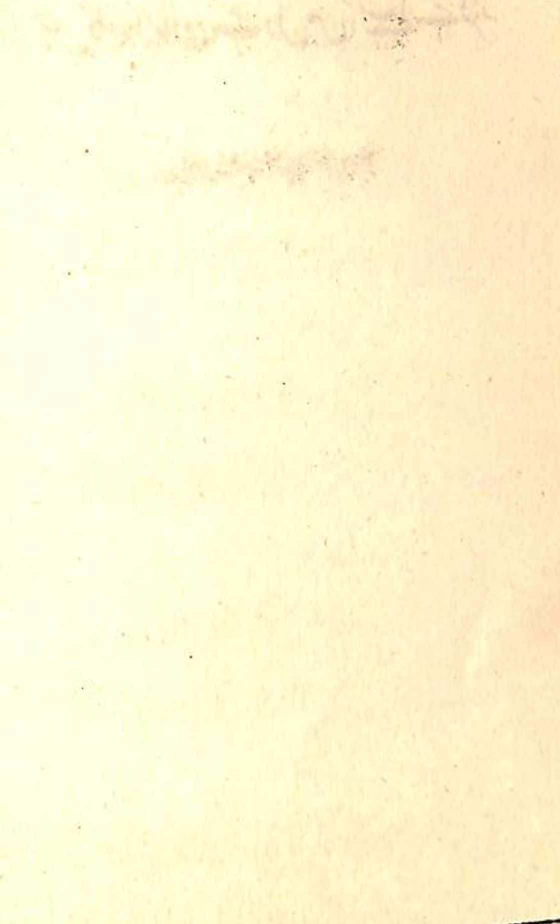
(۲۸)

دل حواس و عقل کر دیتا ہے نذرِ علمِ ذات
وہ علایق سے بری ہے اُسکی ہر دم ہو نجات

(۲۹)

میں ہوں سب شغلوں کا مخزن مالک پروردگار
جس کا یہ ایمان ہے دل میں اُسکے ہے قرار



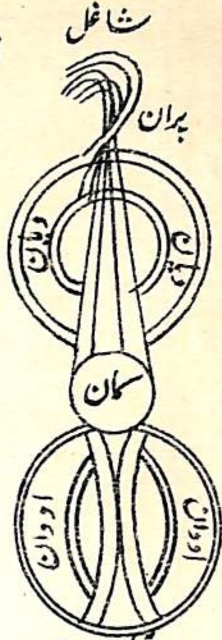


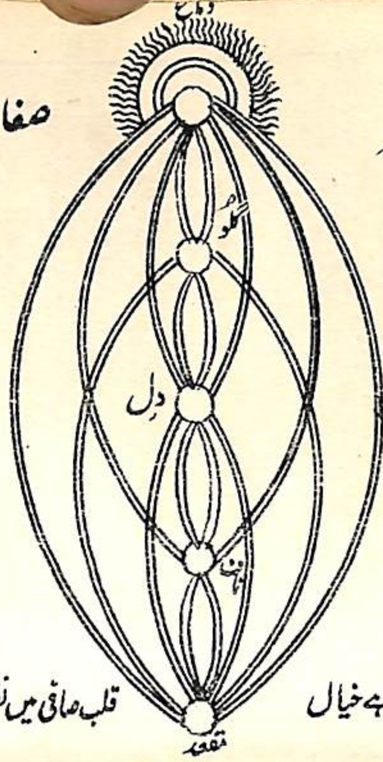


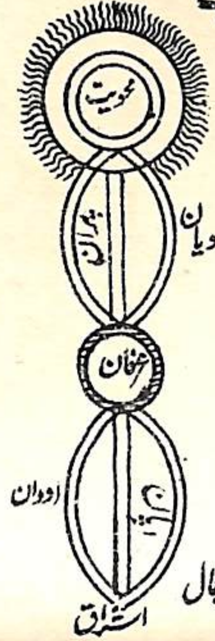




تصویر نمبر ۶ — صفائے قلب







شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال
قلب صافی میں نظر آتا ہے شاہد کا جمال

چھٹی آدھیائے

دربیانِ صفائے قلب

(۱)

تارکِ مسرور ہے بے واسطہ افعال سے
وہ نہیں تارک جو آدابِ شریعت چھوڑ دے

(۲)

ترک کہتے ہیں جسے وہ درحقیقت ہے وصال
کوئی واصل ہو نہیں سکتا بلا ترکِ خیال

(۳)

شوق جبتک ہے پسِ پردہ جمالِ یار ہے
ہٹ گیا پردہ تو پھر دیدار ہی دیدار ہے

(۴)

وسوسہ جب دل سے مٹ جاتا ہے آتی ہے نظر
جملہ نیرنگِ جہاں ہیں ذاتِ واحد جلوہ گر

(۵)

دل ہے اپنا دوست تاوقتیکہ بے پندار ہے
دشمن اپنا دل ہے جب افعال کا مختار ہے

(۶)

اپنے بس میں کرلیا جسنے اُسی کا دل ہے یار
جب یہ قابو میں نہیں آزار ہے اِسکا شعار

(۷)

جسکو اپنے دل پہ قبضہ اور اطمینان ہے
گرم و سرد و رنج و راحت میں اُسے عرفان ہے

(۸)

ہے وہ واصل جسکا دِل ہے مرکزِ علم و سُرور
بے تعلّق بے غرض بے نفس ہے مستِ حضور

(۹)

جان لیتا ہے مساوی سب کو مردِ باکمال
اُسکو کثرت میں نظر آتا ہے وحدت کا جمال

(۱۰)

بیٹھکر گوشہ میں تنہا۔ باندھ کر اپنا خیال
فارغ از بیم و رجا رہنے میں ہے رازِ کمال

(۱۱)

چاہیے مرگ چرم گاڑھا یا کُشا کا بندوبست
پاک مسکن میں بہت اونچی نہ نیچی ہو نشست

(۱۲)

لوحِ خاطر سے مٹا کر وسوسے اور خواہشیں
فرض انسانی ہے مشغولی صفائے قلب میں

(۱۳)

راست قائم کرکے اپنا جسم گردن اور سر
شاغل اپنی ناک کے بانسہ پہ ٹھیرائے نظر

(۱۴)

بیم اور امید سے جب قلب اُسکا پاک ہو
جلوۂ وحدت میں نورِ ذات کا ادراک ہو

(۱۵)

ضبطِ دل کا ورد جو انسان کرتا ہے مُدام
اُس کو باطن میں نظر آتا ہے جاناں کا مقام

(۱۶)

کم خوری ہے اور نہ کم خوابی ریاضت کا اصول
پرخوری سے ہے نہ پُرخوابی سے راحت کا حصول

(۱۷)

اعتدالِ خواب و خور تفریح و محنت چاہیئے
لازمی ہے اِرتکابِ فعل شاغل کیلئے

(۱۸)

ذات کے اِدراک میں ہو جائے جب ساکن خیال
اور دِل سے شوقِ لذّت دُور ہو تب ہی کمال

(۱۹)

ایسے شاغل کو نہیں ہلتا ذرا جسکا خیال
شمع کی لاجُنبِ روشن لو سے دیتے ہیں مثال

(٢٠)

شغل کے رشتہ سے جب مضبوط ہوتا ہے خیال
قلب صافی میں نظر آتا ہے شاہد کا جمال

(٢١)

عالمِ اشراق کی بے انتہا راحت وہاں
ذات کے دیدار میں افکار سے فرصت وہاں

(٢٢)

شغل سا اِک گوہرِ نایاب جس کو مل گیا
ہر بلائے ناگہاں سے اسکا چھٹکارا ہوا

(٢٣)

جب تعلّق قطع ہو جاتا ہے محسوسات کا
قلب کی اس کیفیت کو وصل کہنا ہے بجا

(٢٤)

دُنیوی لذّات سے دل کو ہٹانا چاہیئے
اور پھر دل سے پریشانی گنوانا چاہیئے

(۲۵)

جسم کی اُلفت کو شاغل رفتہ رفتہ چھوڑ دے
آرزوئے دیدِ حق میں چشمِ باطن وا کرے

(۲۶)

چار سو سے دل میں کوئی اضطراب آنے نہ دے
خلوتِ جاناں سے واپس شوق کو جانے نہ دے

(۲۷)

جب قرار آجائے اور دل سے طلب جاتی رہے
شغل کی تکمیل میں تب وصل کا عُقدہ کھُلے

(۲۸)

آبِ استغراق میں دُھلتے ہیں انساں کے گناہ
شغل کی راحت فزا منزل میں ملتی ہے پناہ

(۲۹)

جلوۂ کثرت ہے عارف کی نظر میں ایک سا
کُل کے اندر جُزو ہے اور جُزو میں کُل ہے چھُپا

(۳۰)

مجھکو سب میں سب کو مجھ میں جسنے دیکھا بر ملا
وہ نہیں مجھ سے جدا اور میں نہیں اُس سے جدا

(۳۱)

جانتا ہے جو موحّد میرا ہر شئے میں قیام
موردِ اعمال ہو کر مجھ میں واصل ہے مدام

(۳۲)

رنج و راحت میں جو رکھتا ہے نگہ توحید کی
بیشک ارجن شغل میں حاصل ہے اسکو پختگی

سوالِ ارجن

(۳۳)

آپ نے تو مجکو تسلیم و رضا تلقین کی
لیکن اپنا دل ہے متحرک یہ دِقّت آپڑی

(۳۴)

دل ہے سرکش مُفسد و عیّار اے عالی مقام
بادپائے بے عناں مُشکل سے لیتا ہے لگام

جوابِ شری بھگوان

(۳۵)

فطرتاً گو شوق و رم ہے مرکبِ دل کا شعار
بھُولتا ہے چوکڑی جب عشق کی پڑتی ہے مار

(۳۶)

ضبطِ دل پر مُنحصر ہے عِلم باطن کا حصول
دل ہے بے قابو تو کوشش اِسمیں ہوتی ہے فضول

سوالِ ارجُن

(۳۷)

شاغلِ ناکام جسکا ہے پراگندہ خیال
کیا بنے گا شغل میں حاصل ہونے سے کمال

(۳۸)

جو ہے دل میں مضطرب اور وصل سے ناآشنا
آپ اپنے نقص سے کیا ہو نہیں جاتا فنا

(۳۹)

یہ خلش دل کی مٹا دیں آپ کافی طور سے
کون بہتر آپ سے ہے رفع شک جو کر سکے

جوابِ شری بھگوان

(۴۰)

نیک ہے جسکا ارادہ وہ نہیں ہوتا فنا
دونوں عالم میں مسادی اسکا ہوتا ہے بھلا

(۴۱)

نیک کردار وں کی جو دنیا ہے پہنچیگا وہاں
اسکی نیکی ہوگی دولتمند نیکوں میں عیاں

(۴۲)

علمِ حق سینہ بسینہ منتقل ہو جائے گا
خانۂ عامل میں پیدائش کا ثمرہ پائیگا

(۴۳)

علمِ روحانی کو حاصل کرکے پہلے جسم کی
پھر کرے گا شغل کی تکمیل میں کوشش نئی

(۴۴)

شغلِ سابق کی مدد سے طالبِ نیکی شعار
بحرِ قدرت کے نکلجاتا ہے پار انجامِ کار

(۴۵)

قالبوں میں پاک ہو کر اور ہمت کوشش کیساتھ
عارفِ کامل کا اعلےٰ مرتبہ آتا ہے ہاتھ

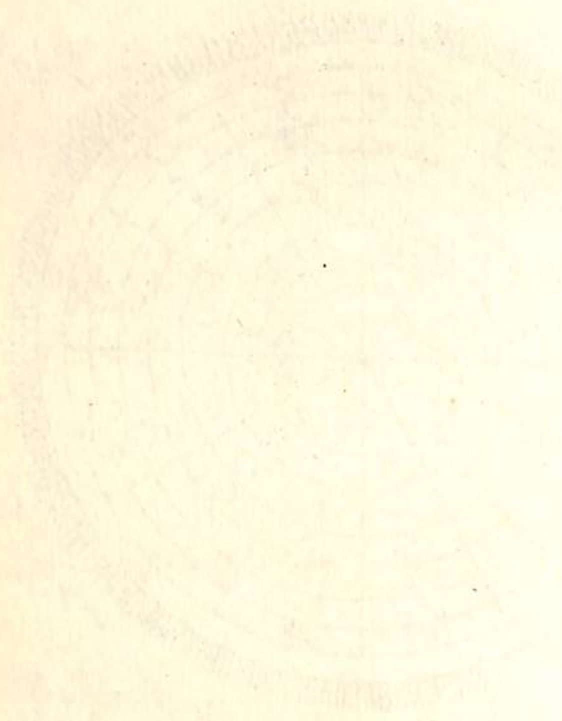
(۴۶)

زہد و خیرات و عمل پر سے فضیلت شغل کو
شغل کی خاطر تو نیت باندھکر تیار ہو

(۴۷)

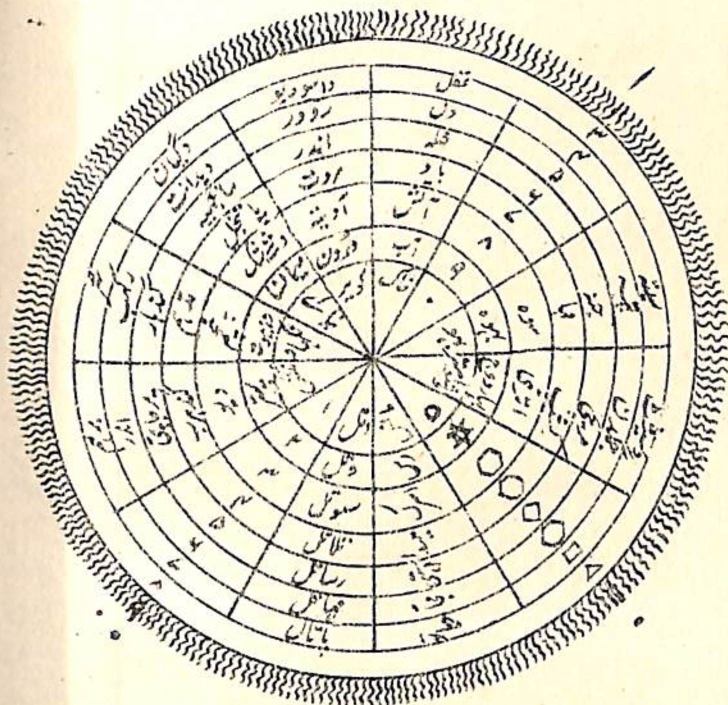
صدقِ دل اور پاکبازی سے جو مجھپر ہی فدا
شاغلوں میں اُسکا درجہ فی الحقیقت ہی بڑا





تصویر نمبر ۷

کرشمۂ صفات



خاک و آب و آتش و باد و خلا ادنیٰ صفات

جذبۂ دل عقل اور پندار ہیں اعلیٰ صفات

ساتواں دھبّا

دربیانِ کرشمۂ صفات

(۱)

دل سے گر طالب رہیگا تو مرے دیدار کا
شغل میں عینُ الیقیں ہو گا تجھے جلوہ مرا

(۲)

اِسکی اب تشریح سُن ار جُن یہ ہے علمِ صفات
اِسکے محرم کو مُیسّر ہے تو ہم سے نجات

(۳)

اسمیں ہے دُشوار کوشش شاذ و نادر ہے کمال
مُجھکو ویسا جاننا جیسا کہ میں ہوں ہے مُحال

(۴)

خاکؔ و آبؔ و آتشؔ و بادؔ و خلاؔ ادنیٰ صفات
جذبۂ دلؔ عقلؔ اور پندارؔ ہیں اعلیٰ صفات

(۵)

روح ہے قوّت نویں جس سے ہے عالم کا قیام
اِک مسبّب اور سبب ہیں آٹھ سُن ای نیکنام

(۶)

اِنسے کُل عالم کی پیدائیش ہے ارجن جان لے
مُجھکو مخزنِ آفرینش اور فنا کا مان لے

(۷)

جیسے موتی کی لڑی میں تار ہو اک درمیاں
اس طرح میں سب میں ساری ہو کے رہتا ہوں نہاں

(۸)

آب میں ہوں ذائقہ اور مہر و مہ میں روشنی
وید میں پرنو خلے میں صوتِ انساں میں نری

(۹)

بوئے خوش ہوں خاک میں آتش میں ہوں سوزِ نہاں
شغل ہوں میں شاغلوں میں اور جاندار و نمیں جاں

(۱۰)

جملہ مخلوقات کا ہوں میں ہی تخمِ بے زوال
عاقلوں میں عقل ہوں اہلِ حکومت میں جلال

(۱۱)

زور ہوں زور آوروں میں شوق و نفرت سے بری
پیکرِ انساں میں ہوں خواہش بنا بر راستی

(۱۲)

میرے باعث بود و ایجاد و فنا کا ہے نظام
میں مقیم اُنمیں نہیں ہوں مجھمیں ہے اُنکا قیام

(۱۳)

موجبِ غفلت ہیں دنیا میں یہی تینوں صفات
بے زوال اور اِنسے بالاتر ہے ارجن میری ذات

(۱۴)

بحرِ ظلماتِ صفاتی کو جو کرتے ہیں عبور
اُنکو ہوتا ہے میسر مجھسے ملنے کا شعور

(۱۵)

مجھکو پا سکتے نہیں نا اہل ظالم بد خصال
عقل سے نا آشنا۔ ناپاک ہے جنکا خیال

(۱۶)

یاد کرتے ہیں مجھے یہ چار بہرِ عافیت
غم رسیدہ طالبِ دنیا و دین و معرفت

(۱۷)

فوقیت رکھتا ہے اُن میں مردِ وحدت آشنا
اُسکا میں پیارا ہوں ارجنؑ اور وہ پیارا ہے مرا

(۱۸)

سب بھلے ہیں لیکن عارف ہے مری روح رواں
مجھ میں ملکر وہ مجھے پاتا ہے بے نام و نشاں

(۱۹)

طالبانِ حق میں افضل ہے موحّد کا شہود
سینکڑوں پشتوں میں ملتا ہے کہیں ایسا وجود

(۲۰)

جاہل اپنے جہل سے ہوتا ہے پابندِ رجا
ملتیں ہیں بے شمار اور دیوتا بے انتہا

(۲۱)

پوجتا ہے جب عقیدے سے مجھے جو آدمی
اُسکی نیّت کا شجر پاتا ہے مجھسے تازگی

(۲۲)

میرے جس مظہر پہ ٹھیراتا ہے انساں اعتقاد
اپنے اُس مظہر سے بر لاتا ہوں میں اُسکی مراد

(۲۳)

ہیچ ہے ایسی پرستش کا صلہ انجامِ کار
غیر ملتے غیر سے ہیں مجھسے میرے جاں نثار

(۲۴)

جہل ہے مجھ لا تعیّن میں تعیّن ماننا
زیرکی ہے مجھکو سب سے پاک و برتر جاننا

(۲۵)

مانعِ دیدار ہیں میری صفاتِ ظاہری
آفرینش اور فنا سے میں ہمیشہ ہوں بری

پیدائش

(۲۶)

حال ماضی اور مُستقبل پہ ہے میری نظر
کون ہو سکتا ہے میری ماہیّت سے باخبر

حقیقت

(۲۷)

شوق و نفرت کی نگاہوں میں ہے پوشیدہ دوئی
ڈالتی ہے ہر بشر کی عقل پر پردہ وہی

(۲۸)

جنہیں نیکی نے بدی کا تُخم زائل کر دیا
اُن کے لوحِ قلب سے نقشِ دورنگی مٹ گیا

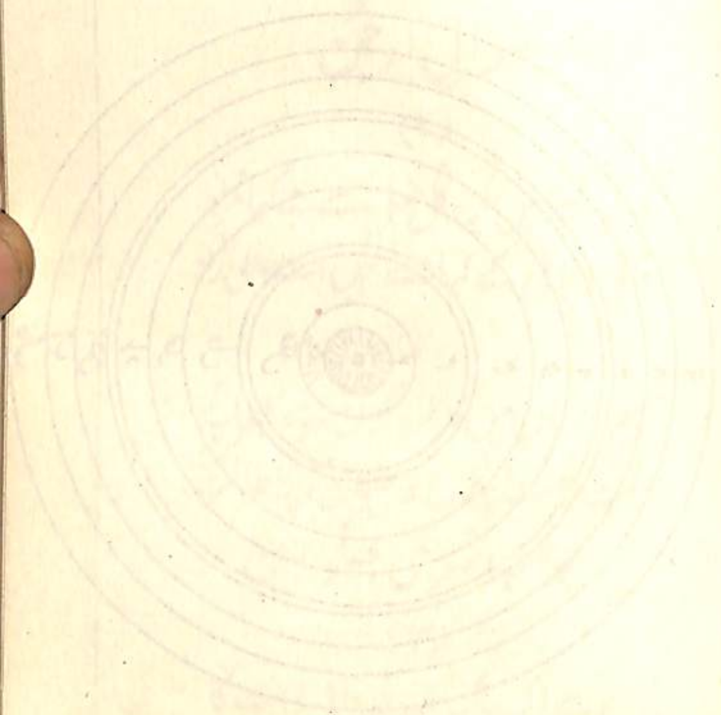
(۲۹)

مرگ و پیری سے جو بچنے کے لئے شاغل ہُوا
اُس بشر پر حُبِّ کُل اور فعل کا عُقدہ کھُلا

(۳۰)

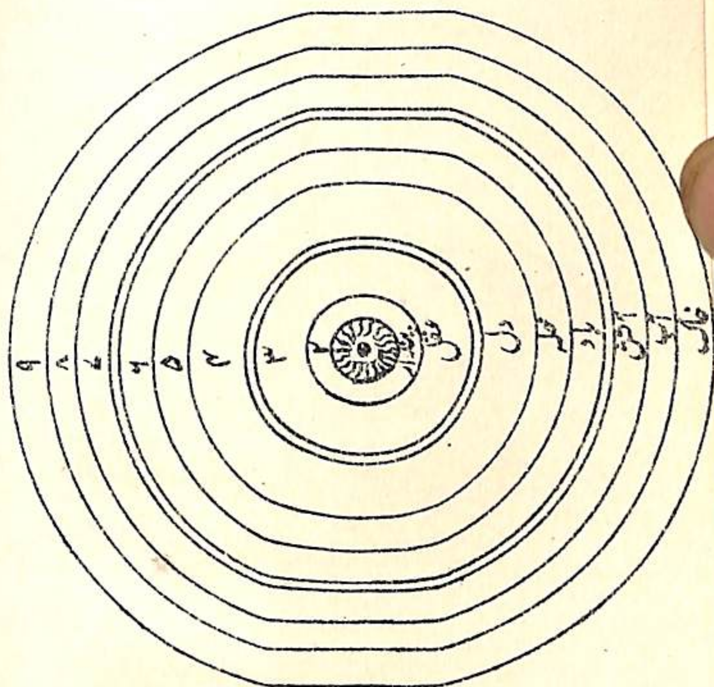
جز و کل میں میری ہستی سے جو واقف ہو گئے
وقتِ رحلت بیخودی میں دیکھ لیں گے وہ مجھے





تصویر نمبر ۹

جلوۂ ذات



رات کو ہوتی ہے غائب اور دِن کو آشکار

ساری موجودات یوں چکّر میں ہے بے اختیار

آٹھویں ادھیا

در بیانِ جلوۂ ذات

سوالِ ارجُن

(۱)

کِسکو کہتے ہیں جُزو کُل فعل سے ہے کیا مُراد
فانی و باقی کے کیا معنے ہیں اے عالی نژاد

(۲)

جسمِ انساں میں مُحرّک کون ہے سمجھائیے
وقتِ رحلت کسطرح دھیان آپکا طالب کرے

جواب شری بھگوان

(۳)

رُوح ہے اِک پاک جلوہ غیر فانی ذات کا
فعل کی اِشکال ہیں پیدائش و بود و فنا

(۴)

میرے قدرت کا کرشمہ ہے یہ انسانی وجود
جسکے سب فعلوں کا میں شاہد ہوں برتر از شہود

(۵)

وقتِ رحلت یاد میں میری جُھکا تا ہے جو سر
مجھ میں بیشک وُہ عمل ہو جاتا ہے قالب چھوڑ کر

(۶)

یہ سمجھ لے آخری دم جسکا جیسا ہو خیال
اپنی نیّت کے مطابق اُسکا ہوتا ہو وصال

(۷)

جنگ میں مشغول ہو اور مجھ میں اپنا دل لگا
غیریت سے تو گُذر کر میری ہستی پائے گا

(۸)

شغل سے یکسو ہوا کرتا ہے انساں کا خیال
جذبۂ وحدت میں ذاتِ حق سے ہوتا ہی وصال

(۹)

ہے وہ الطف ہستِ مطلق مالکِ غیب و حضور
جہل و تاریکی سے برتر عینِ علم و عینِ نور

(۱۰)

یاد کرتا ہے اُسے جو کوئی وقتِ انتقال
ہو کے جذبِ شوق سے روشن دل و ساکن خیال
ابروؤں کے وسط میں انفاس کو روکے ہوئے
بہرہ ور ہوتا ہے وہ کیفِ وصالِ ذات سے

(۱۱)

وید کے عالم بیاں کرتے ہیں جسکو بے زوال
شاغلانِ بے تمنّا جس میں پاتے ہیں وصال
جس کے طالب باندھ لیتے ہیں کمر تجسیمِ بِدیہ
ایسی ہستی کا سُن اے ارجُن بیانِ مختصر

(۱۲)

ظاہر و باطن میں اپنی خواہشوں کو روک کر
شغل کی ترکیب سے دم کو چڑھا کرتا ہے سر

(۱۳)

اسمِ اعظم اوم کا جو ذکر کرتا ہے مدام
کوچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام

(۱۴)

آخری دم تک برابر جس کو میرا دھیان ہے
مجھسے ملنا ایسے شاغل کے لئے آسان ہے

(۱۵)

مجھمیں واصل ہو گئے تکمیل سے جو شغل کی
دارِ فانی کو نہیں ہوتی ہے اُنکی واپسی

(۱۶)

غیر فانی ذات تک گردش میں رہتی ہیں مدام
وہ ہیں گردش سے مبرّا مجھمیں ہے جنکا قیام

(۱۷)

ذات کے ہر روز و ہر شب میں ہیں شامل جگ ہزار
اہلِ دانش جانتے ہیں معنئ لیل و نہار

(۱۸)

دِن نکلتے ہی عدم سے سب کا ہوتا ہے نمود
رات ہوتے ہی عدم کو لوٹتے ہیں کُل وجود

(۱۹)

رات کو ہوتے ہیں غائب اور دِن کو آشکار
ساری موجُودات یوں چکّر میں ہے بے اختیار

(۲۰)

اُنسے ہے بے لوث اِک ہستئ الطف لایزال
ساری دُنیا کی فنا پر بھی نہیں جسکا زوال

(۲۱)

عارضی ہے طالبوں کا ذاتِ مُطلق میں قیام
واپسی سے بے تعلّق ہے مرا اعلےٰ مقام

(۲۲)

عشق سے نزدیک ہے اُس پاک ہستی کا حضور
سب کے جو باطن میں ہے اور جس سے سبکا ہی ظہور

(۲۳)

مرگ کا جس طور پر انجام ہے ہجر و وصال
میں تجھے اب شاغلوں کا کہہ سُناتا ہوں وہ حال

(۲۴)

روزِ روشن میں شمالی رُخ ہو جب مہرِ جلال
جذب سے ہوتا ہے نورِ حق میں شاغل کا وصال

(۲۵)

ظلمتِ شب میں جنوبی رُخ ہو جب ماہِ جمال
بازگشتِ شاغلاں لازم ہے وقتِ انتقال

(۲۶)

روشن و تاریک دو ہیں شاہراہِ آخرت
یہ سبیلِ بازگشت اور وہ طریقِ مغفرت

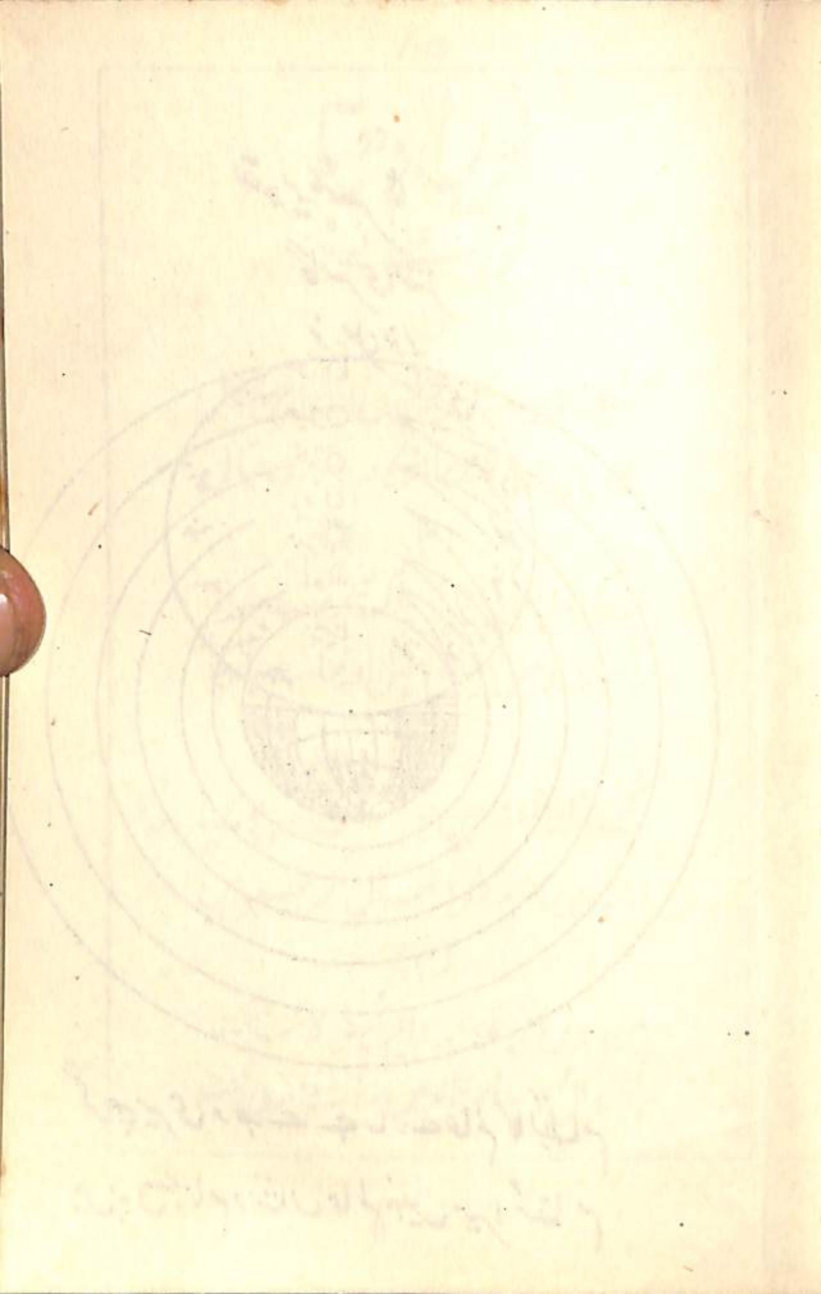
(۲۷)

اہلِ عرفان ایسے دھوکے میں نہیں آتے کبھی
اے دلاور عشق سے تو راہ لے عرفان کی

(۲۸)

زُہد و تقویٰ و سخاوت خوبیٔ علم و عمل
عالمِ اسباب میں ہیں حسبِ نیّت بابدل
ثمرۂ افعال سے کرتا ہے جو قطعِ نظر
جا پہنچتا ہے وہ عارف منزلِ جاوید پر

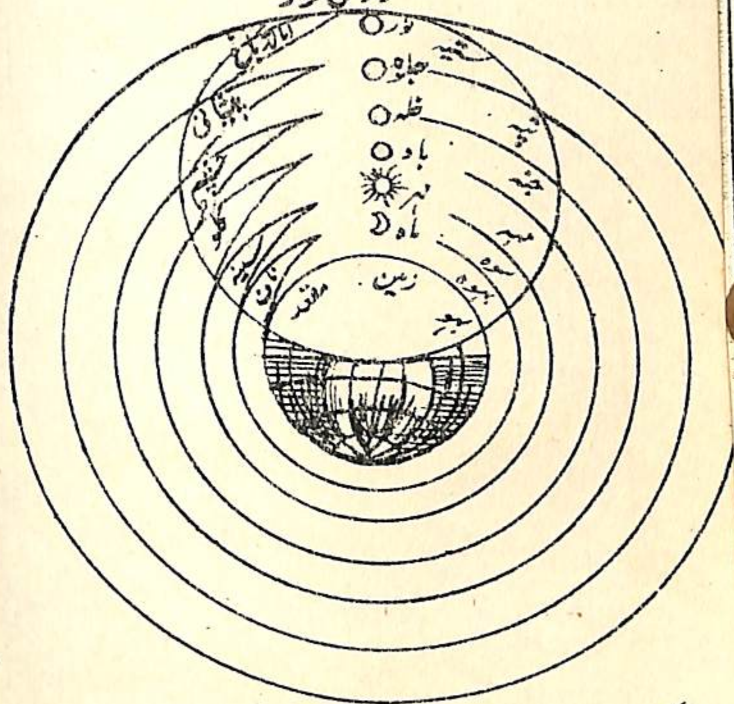




تصویر نمبر ۹

گائتری منتر

نور علی نور



گرچہ میری وجہ سے ہے سارے عالم کا نظام
میں ہوں بے نام و نشاں عالم نہیں میرا مقام

نویں اَدھیّا

نور علےٰ نور

(۱)

آشکارا اب کئے دیتا ہوں اے ارجُن وہ حال
جسمیں بیداری سے استحکام پاتا ہے خیال

(۲)

علم کی دُنیا میں افضل پاک و برتر ہے یہ راز
راست و عین الیقین سہل اور فنا سے بے نیاز

(۳)

مُجھسے ناواقف ہیں جو انسان وہ مہجور ہیں
واپسی پر مزرعۂ اعمال کو مجبور ہیں

(۴)

میں ہوں مخفی طور پر دایم محیطِ کائنات
مُجھسے کُل اجسام قایم ہیں نہ اُنسے میری ذات

(۵)

دیکھ میری قُدرتِ کامل کہ گو موجود ہے
بودِ عالم میری ہستی میں مگر نابود ہے
گرچہ میری وجہ سے ہی سارے عالم کا نظام
میں ہوں بے نام و نشاں عالم نہیں میرا مقام

(۶)

جیسے بادِ تُند ہر جائی خلے میں ہے مُدام
مُجھ میں موجود ات کا ہے ایسی صورت سے قیام

(۷)

میری قدرت سے ہی رنگِ عالمِ غیب و شہود
گاہ پیدا گاہ پنہاں گاہ بود و گہ نبود

(۸)

قادرِ مُطلق ہوں لیکن اپنی قُدرت سے ضرور
بار بار اس عالمِ فانی کو دیتا ہوں ظہور

(۹)

مجھپہ ہو سکتا نہیں افسونِ قدرت کا اثر جادو
اس لئے میں نبدشِ اعمال سے ہوں بیخطر

(۱۰)

میری قدرت کے لوازم میں ہیں حرکت اور قرار
اسطرح گردش میں ہے یہ عالمِ ناپائدار

(۱۱)

صاحب عالم ہوں ہیں گو جسمِ انساں میں مقیم
جو بشر نادان ہیں جنکے خوارق ہیں ذمیم

(۱۲) کرامات

جنمیں جھوٹی خواہشیں ہیں جنکے لاحاصل ہیں فعل
علمِ بمعنی ہے جنکا اور عقیدت جن کی جہل
وہ مری اعلیٰ حقیقت سے ہیں بالکل بےخبر
زندگی حرکاتِ شیطانی میں کرتے ہیں بسر

(۱۳)

جن کی فطرت میں عیاں ہوتی ہیں ملکوتی صفات
وہ سمجھتے ہیں کہ عالم آفریں ہی میری ذات

(۱۴)

عشق صادق سے ہے میری بندگی جنکا شعار
ہر نفس رہتے ہیں میری یاد میں وہ ہوشیار

(۱۵)

ایسے عارف بھی ہیں جنکا دل ہی وحدت آشنا
جنکی نظروں میں ہے یکساں جلوۂ کثرت نُما

(۱۶)

میں ہی کرتو میں ہی یگ ہوں میں ہی غلّہ میں ہی گھی
میں ہی آگ اور میں ہی منتر اور میں ہی آہوتی

(۱۷)

میں ہوں سب کا والد و مادر بُزرگ و پاسباں
میں ہوں تینوں ویدرگ سام و یجبر کارازداں

(۱۸)

جان لے مجھکو مقدّس اسمِ اعظم اونکار
منزلِ مقصود مالکِ شاہد و پروردگار
میں ہی ہوں ملجا و ماوا اور مربّی خلق کا
تخمِ لافانی کی صورت موجبِ خلق و فنا

(۱۹)

میں تپش ہوں اور بارش جاذبہ و بارده
زندگی و موت۔ علمِ ذات و فکرِ باطلہ

(۲۰)

وید کے جو معتقد کرتے ہیں پیکر سوم رس
نیک نیّت سے ریاضت اور جنّت کی ہوس
اُن کا فردوسِ بریں میں جا کے ہوتا ہے قیام
اور وہ ہوتے ہیں دلکش لذّتوں سے شادکام



(۲۱)

ختم ہو جاتا ہے جب ایسی ریاضت کا ثمر
اُن کا دُنیا کی طرف جنّت سے ہوتا ہی سفر
پیروانِ وید جنکا دل ہے پُر از مُدّعا
یوں تناسُخ میں رہا کرتے ہیں دائم مُبتلا

آواگون

(۲۲)

یاد کرتے ہیں مجھے جو لوگ با صدق و صفا
اُنکی امداد و حفاظت فرضِ اوّل ہے مرا

(۲۳)

جو عقیدتمند دل سے ہیں طلبگارِ صفات
وہ بھی میری بندگی کرتے ہیں گو بے علمِ ذات

(۲۴)

میں ہوں معبوُد اور مُجھسے ہے نتائج کا حصُول
وہ ذلیل و خوار ہیں سچّا نہیں جنکا اصُول

(۲۵)

نوری و ناری سے جا ملتے ہیں اُنکے خواستگار
مُردوں سے مُردہ پرست اور مُجھسے میرے جاں نثار

(۲۶)

خواہ نذرانہ ہو میرا پتر جل پھل خواہ پھُول
تُحفۂ اِخلاص کو میں دلسے کرتا ہوں قبول

(۲۷)

فاعلیّت مُجھسے تو منسوب کر ہر فعل کی
دھرم یگ تپ دان اور بھوجن ہیں اصلِ زندگی

(۲۸)

محو ہوں گے جب نگاہِ علم میں بیم و رجا
قیدِ افعالی سے چھٹکارا تجھے ملجائے گا
لوحِ خاطر سے تری نقشِ خودی مٹجائیگا
ماسوا کے ترک سے تو میری ہستی پائیگا

(۲۹)

میں ہوں یکساں سب میں یعنی شوق و نفرت سے بری
اُنمیں میں ہوں مجھمیں وہ جنکو محبّت ہی مری

(۳۰)

جان کر دیتا ہے جو قُربان میرے نام پر
نیک ہے بدکار بھی مِلتا ہے نیّت کا ثمر

(۳۱)

نیک اعمالی میں جلدی سے وہ پاتا ہی قرار
یہ سمجھ لے میرا طالب ہے فنا سے رُستگار

(۳۲)

فرقۂ نسوانِ ناقص عقل و ویش و شُدر سب
سایۂ رحمت میں اعلےٰ منزلت پاتے ہیں جب

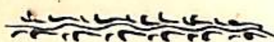
(۳۳)

نیک خصلت برہمن اور باصداقت چھتّری
کیا تعجّب ہے اگر ہوں راز دارِ سرمدی

بے ثباتِ عالم ہے اور مفقود ہے عیشِ دوام
اتنے نکتہ کو سمجھکر یاد کر میری مُدام

(۳۴)

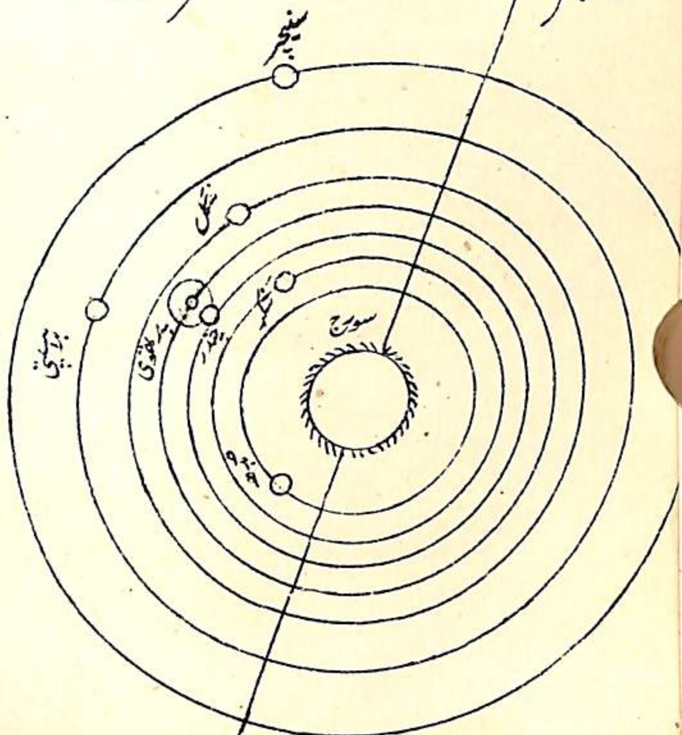
مُجھ میں اپنا دل لگا اور مُجھکو سچّا مان لے
میری خاطر کر ریاضت مُجھکو مالک جان لے
نقدِ ہستی کر مجُھے تفویض تو ہو جا فنا
مُجھ میں واصل ہوگا میرے قول پر ایمان لا





فروغ جمال

تصویر نمبر ۱۰



جسمیں طاقت خوبی وتکمیل ہے یہ جان لے   اسکی پیدائش ہے اک شمہ سے تیرے نور کے

دسویں اَدھیّا

دربیان فروغِ جمال شری بھگوان

(۱)

رازِ مخفی سُن لے مُجھسے ارجُن اب بارِ دگر
مُجھکو اسے پیارے تری بہبُود ہے مدِّنظر

(۲)

مہرشی اور دیوتاؤں کی ہے مُجھسے ابتدا
اسلئے میری حقیقت سے ہیں وہ ناآشنا

(۳)

میں ازل سے ہوں ابد تک مالکِ کون و مکاں
معصیت سے پاک و بالاتر ہے میرا رازداں

گناہ

(۴)

علم - دانش - ہوشیاری ضبطِ دل - رنج و خوشی
بُردباری راستبازی نفسِ امّارہ کُشی
خوف - بیخوفی - سکوں - زعمِ خودی - ترکِ خودی
نیک و بدخواہی قناعت رحم اور دریادلی

صبر
خیال

(۵)

مُختلف خاصیّتوں کا طبعِ انساں میں ظہُور
جانتے ہیں مُجھسے جنکو جاننے کا ہے شعُور

(۶)

میری اعلےٰ طاقتیں چاروں منو ساتوں رشی
ہیں قدیمی جنسے پیدائش ہے مخلوقات کی

(۷)

قدرت اور جلووں نکا میرے علمِ کامل ہی جنھیں
دیکھتے ہیں وہ مجھے بیشک سکونِ قلب میں

(۸)

سب کا میں آغاز ہوں اور مجھسے ہی سب کا ظہور
یہ سمجھکر یاد کرتے ہیں مری اہلِ شعور

(۹)

جو عقیدتمند مجھپر ہیں دل و جاں سے فِدا
جنکو دایم مشغلہ ہے میرے ذکر و فکر کا

(۱۰)

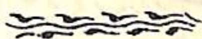
دِل سے میری بندگی کرتے ہیں جو صبح و مسا
میں برائے وصل اُنکو علم کرتا ہوں عطا

(۱۱)

تیرگیٔ عقل اُنکی بہتری کیواسطے
دُور کر دیتا ہوں عِلم معرفت کی شمع سے



سوالِ ارجُن



(۱۲)

ذاتِ حق عالم کا مخزن اور سب سے پاک تر
حیرت انگیز اشرف و اوّل محیط و بے ضرر

(۱۳)

مانتے تھے آپکو ویاس اور نارد مہرشی
دیول و آسیت فرماتے ہیں ایسا آپ بھی

(۱۴)

کرشن میں تسلیم کرتا ہوں ہدایت آپ کی
ہے نہاں جِنّ و ملک سے بھی حقیقت آپکی

(۱۵)

آپ پر ہی منکشف ہوتا ہے عُقدہ آپ کا
اے خداوندِ مُسبّب ذاتِ پاک و کبریا

(۱۶)

ایسے جلوونکو مفصّل مجھپہ ظاہر کیجئے
جنسے یہ عالم منوّر کر رکھا ہے آپ نے

(۱۷)

کن وسائل سے ملیگا مجھکو منظر آپ کا
کونسی صورت میں بہتر ہے تصوّر آپ کا

(۱۸)

اپنی قدرت کے کرشمے پھر بیاں فرمائیے
قطرۂ کوثر سے مجھکو تر زباں فرمائیے

جوابِ شری بھگوان



(۱۹)

مجھسے سُن اب تذکرہ تو میرے خاص اعجاز کا
میرے جلوونکی نہیں ہے یوں تو کوئی انتہا

(۲۰)

اے دلاور سب کے باطن پر تسلّط ہے مرا
ابتدا وسط اور آخر میں ہوں کُل اجسام کا

(۲۱)

سور جو نمیں وشنو سیّاروں میں مہرِ جلوہ گر
باد میں تارِ نفس ہوں اور منازل میں قمر

(۲۲)

راجہ اندر دیوتاؤنمیں۔ رچا میں سام ہوں
میں دل و جانِ حواسِ خمسہ و اجسام ہوں

(۲۳)

میں ہی رود ورنمیں ہوں شنکر بگیش و راچھس میں کُوبیر
میں وسوؤنمیں ہوں اگنی اور پہاڑونمیں سُمیر

(۲۴)

پروہتوں کا رہنما ہوں سب سے بڑھکر عقلمند
ساری جھیلوں میں سمندر فوج داروں میں سکند

(۲۵)

راج رشیوں میں ہوں بھرگو اکثر دنمیں ہوں اکار
کوہساروں میں ہمالہ مشغلوں میں ذکرِ یار

(۲۶)

برہم رشیونمیں ہوں نارد برکش میں ہوں آشوتھ
میں ہوں منیونمیں کپل گندہرب میں ہوں چیتر رتھ

(۲۷)

اسپ کی نسلونمیں ہوں میں مرکبِ عالم پناہ
کوہ تن فیلونمیں ایراوت رعایامیں ہوں شاہ

(۲۸)

بجر ہتیاروں میں اور میں کامدہن گئونمیں ہوں
فعل حیوانی میں خواہش واُسکی سانپونمیں ہوں

(۲۹)

میں ہوں ناگونمیں اننت اور ابرِ باراں میں ورُن
اریما متوفیوں میں حاکموں میں کارکن

(٣٠)

دیتیونمیں ہوں میں پہلاد اور زمانونمیں فنا
کُل پرندوں میں گُرڑ شیرِ ببر ہوں چارپا

(٣١)

میں ہوا چلنے میں ہوں لڑنیمیں دشرتھ کا پسر
سارے دریاؤنمیں گنگا مچھلیوں میں ہوں مگر

(٣٢)

میں ہوں موجودات کا آغاز و وسط و خاتمہ
حکمتوں میں خود شناسی منطقونمیں فلسفہ

(٣٣)

میں ہوں حرفوں میں الِف ترکیبِ لفظی میں عطف
ذاتِ لافانی کیصورت نُور افگن ہر طرف

(٣٤)

میں ہوں پیدائش کا منبع اور مخزن موت کا
عورتوں میں خلق۔ نیکی۔ حافظہ۔ حلم و حیا

(۳۵)

چھند ہوں گایتری راگنیوں میں برہت کا ملہار
میں مہینوں میں ہوں منگسر موسموں میں ہوں بہار

(۳۶)

شان ہوں میں شان والوں میں فریبوں میں جُوا
سعئ و زور کامیابی ہوں میں طاقتدار کا

(۳۷)

کرشن ہوں یادو میں ارجُن پانڈو کا پیشوا
عارفوں میں ویاس ہوں اور شاعروں میں اُوشنا

(۳۸)

حکمرانوں میں سیاست فاتحوں میں راستی
عالموں میں بحث اور اسرار میں ہوں خامشی

(۳۹)

اے دھننجے تخم ہوں میں ساری موجودات کا
کون ساکن اور متحرک ہیں ہے میرے سوا!

(۴۰)

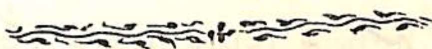
درحقیقت میرے نادر شعبدے ہیں بیشمار
گرچہ میں نے اب اُنہیں ظاہر کیا بالاختصار

(۴۱)

جسمیں طاقت خوبی و تکمیل ہے یہ جان لے
اُسکی پیدائش ہے اِک شمہ سے میرے نور کے

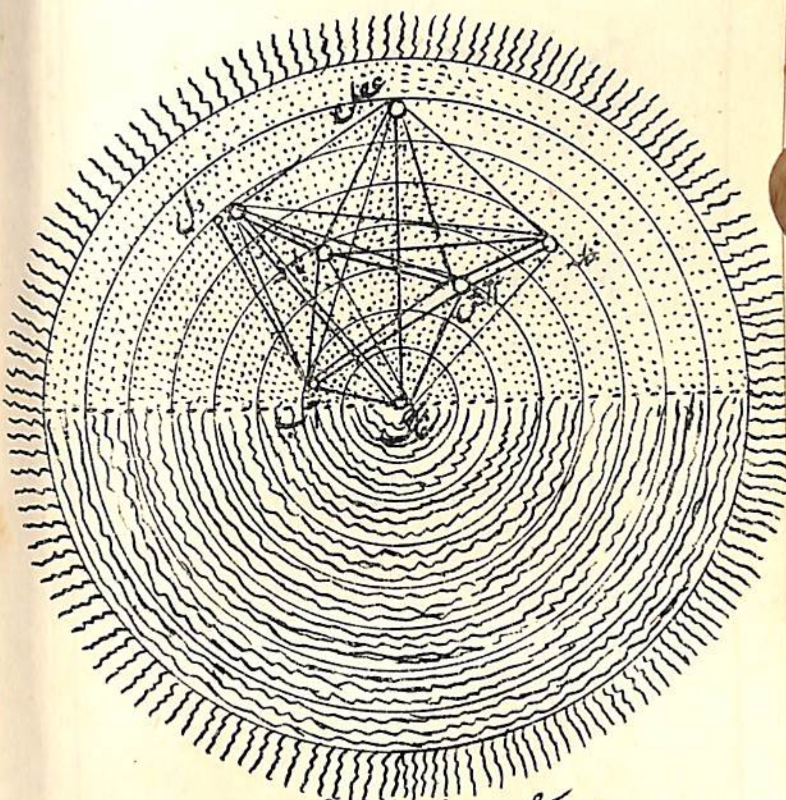
(۴۲)

مُجملاً کہتا ہوں میں اب چھوڑ کر طولِ کلام
میرے جلوے میں کہیں ہے ساری دنیا کا قیام



تصویر نمبر۱۱

شانِ جلال



دیدنی جو کچھ ہے ساکن اور متحرک نظام
مجھ میں یکجا دیکھ لے اِس ساری دُنیا کا قیام

گیارھویں اَدھیا

دربیانِ شانِ جلال

ارجُن

(۱)

آپ نے مُجھکو بتایا رازِ علمِ باطنی
آپ کے فیضِ بیاں نے میری غفلت دُور کی

(۲)

حکُمِ خالِق اور مخلُوقات کا بود و فنا
آپ کے الطاف سے میں نے مُفصّل سُن لیا

مہربانیاں

(۳)

آپ نے اپنی حقیقت جیسی فرمائی بیاں
ویسے بلشبک آپ ہیں یہ ہو گیا مجُھپر عیاں

ذاتِ پاک و قادرِ مطلق کرم فرمائیے
جلوہ اپنی قدرتِ کامل کا اب دکھلائیے

(۴)

جو میں لاسکتا ہوں تابِ دیدِ خورشیدِ جلال
کیجیے پیشِ نظر اپنا ظہورِ لازوال

شری بھگوان

(۵)

ہوش کر اور دیکھ ارجن میرے جلووں کی بہا
بے عدد بے انتہا بے مثل بیحد بے شمار

(۶)

سب صفاتی قوتوں کو دیکھ لے ارجن عیاں
اہلِ دنیا کی نگاہوں سے جو یکسر ہیں نہاں

(۷)

دیدنی جو کچھ ہے ساکن اور متحرک نظام
مجھ میں یکجا دیکھ لے اب ساری دنیا کا قیام

(۸)

چشمِ ظاہر سے نہیں تو دیکھ سکتا ہے مُجھے
اس لئے میں چشمِ باطن بخشدیتا ہوں تجھے

(۹)

قادرِ مُطلق نے ارجُن کو یہ سمجھا کر شہا
اپنی قُدرت کا جلالی مُعجزہ دکھلا دیا

(۱۰)

عالمِ ملکُوت پر جو ہیں پڑی اُس کی نظر
اُس نے دیکھی ذاتِ واحد شش جہت میں جلوہ گر
تھا نہایت حیرت انگیز اور روشن اِک وجُود
انتہا جسکی نہ تھی پیدا نہ تھیں جسکی حدُود

(۱۱)

تھے دہان و چشم و صُورت بحسابِ ہندسہ
زیبِ تن تھے زیورِ نایاب و نادر اسلحہ

عطرِ خوشبودار میں ڈوبا ہوا تھا سر بسر
تھی عجب پوشاک اور طُرفہ حمائلِ زیب بر

(۱۲)

گر ہویدا ہوں فلک پر آفتاب اِکدم ہزار
ہوں جلالِ ذاتِ اقدس میں نُمایاں ذرّہ وار

(۱۳)

پیکرِ بے حد میں جبدم ہو گیا عین الُیقیں
عالمِ کون و مکان و جُملہ نیرنگِ مُبیں

(۱۴)

منزلِ حیرت میں وارد ہو کے ارجُن کانپ اُٹھا
سر جُھکا کر دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

ارجُن

(۱۵)

اس وجودِ پاک میں سب دیوتا ہیں جلوہ گر
اور مخلُوقات ہے ہر قسم کی پیشِ نظر

جلِ امجد مورتِ اعلیٰ و خلاقِ جہاں
جلوہ فرما ہیں کنول کے پھول پر باغرورشاں
سب مہرشی شیش ناگ اور سانپ ہیں از حد مہیب
عالمِ ملکوتِ کا نظارہ ہے از بس عجیب

(۱۶)

آپ ہیں بے انتہا شکلوں میں ہر جانب عیاں
انگِنت ہیں آپ کے بازو شکم چشم و دہاں
وہ ظہورِ لاتعین آپ کا ہے وقفِ دید
جس کا اوّل درمیاں اور خاتمہ ہے ناپدید

(۱۷)

سر پہ ہے تاج آپ کے ہاتھوں میں ہے چکر و گدا
شش جہت افروز ہے نورِ تجلّی آپ کا
آنکھ کی کیا تاب ہے دیکھے وہ روئے ذوالجلال
ہے فروغِ حسنِ عالم سوز جس کا بےمثال

(۱۸)

پاک ہر رنگِ اثر سے ذاتِ برتر آپ کی
موجبِ بود و فنا - حامیٔ طرزِ راستی
قابلِ دیدار لا فانی قدیم اور استوار
ہے صفت لا انتہائی کی سراسر آشکار

(۱۹)

دیکھتا ہوں میں عیاں شانِ جلالی آپکی
وسعتِ عالم سے افزوں ذاتِ عالی آپکی
قوتیں بے انتہا اور بازو بے شمار
مہر و مہ چشمانِ روشن روئے تابان مثلِ نار

(۲۰)

آپ کی ذاتِ احد ہے سارے عالم میں بسیط
آسماں - روئے زمیں سمت و فضا ہر جا محیط
بحر و بر شمس و قمر - ارض و سما خیرہ نظر
کانپتے ہیں آپکی شانِ جلالی دیکھکر

(۲۱)

دیوتا کا ایک مجمعِ مدح خواں ہے آپ کا
دست بستہ خوف سے حمد و ثنا میں دوسرا
آپ سے ملنے کے شایق عارفانِ باکمال
آپ کی توصیفِ بابرکت میں ہیں شیریں مقالِ

(۲۲)

رُدر ادتیہ یا۔ مرُت آدت وسواشونی کمار
اور جو انکے علاوہ ہیں ملائک رازدار
راکشس گندھرب یکش وسدھ وانسانِ بے شمار
ایسی صُورت دیکھکر حیران ہیں آئینہ دار

(۲۳)

آپ کے جسم کلاں میں ہر طرف ہیں رُونما
پر خطر دنداں شکم چشم و دہان و دست و پا
حیرتی میں ہی نہیں ہوں ڈالکر اسیر نظر
ایک عالم کانپتا ہے یہ کرشمہ دیکھ کر

(۲۴)

پناہ بخدا

فرش سے تا عرش چہرے کی درازی الاماں
جسمیں نور آگیں نظر آتی ہیں چشمانِ کلاں
ایسی شکلِ خوفناک و ہفت رنگی دیکھ کر
اختلاجِ قلب سے مجھکو نہیں اپنی خبر

دل کا دھڑکنا

(۲۵)

دیکھکر نارِ اَجل دہنوں میں داخل آپ کے
اور ہیبتناک دنداں پر نگہ کر کے مجھے
موت آتی ہے نظر دل پر نہیں ہے اختیار
کیجئے مجھ پر کرم اے مالک اے پروردگار

(۲۶)

کورو اپنے اقربا اور اُنکے حامی راجگاں
بھیشم و درون و کرن فوجِ مخالف کے یلاں
نیز اپنی فوج کے زور آزمانِ باوقار
اُن دہانوں میں دھچے جاتے ہیں سب بے اختیار

(۲۷)

اور نظر آتے ہیں بعضے سر بہت کچلے ہوئے
تیز دنداں کی درازوں میں الگ لٹکے ہوئے

(۲۸)

بحر میں ہوتا ہے جیسے ندّیوں کا اختتام
آتشیں دہنوں میں ہے ان جنگجوؤں کا قیام

(۲۹)

شمع پر پروانے ہو جاتے ہیں جیسے جاں نثار
موت کے منہ میں دہرے ہیں حاضرینِ کارزار

(۳۰)

اُن دہانِ شعلہ زن کی ساری دنیا ہے غذا
جس میں اسکی موت ہے وہ ذائقہ ہے آپکا

اے خداوند آپکی بیحد جلالی قوّتیں
ہیں بہ رنگِ روشنی و سوز موجودات میں

(۳۱)

کون ہے اِس شکلِ ہیبتناک میں بتلائیے
بندۂ عاجز پہ اے داور کرم فرمائیے
آپ کے دیدار کی از حد تمنّا ہے مجھے
آپ کا اعجاز بالا تر ہے میری عقل سے

شری بھگوان

(۳۲)

میں تقاضائے اجل ہوں اور فنا معروف ہوں
اِس گھڑی عالم کے استیصال میں مصروف ہوں
آج ہر دو فوج میں جتنے دلاور ہیں کھڑے
وہ بلا کوشش تری مُلکِ عدم کو جائینگے

(۳۳)

ٹھانکر لڑینگی اب تو اپنی شہرت کو بڑھا
دشمنوں کو زیر کر اور سلطنت کا حظ اُٹھا

اُنکو تو پہلے ہی میں نے مرگ تک پہنچا دیا
تو برائے نام کر سامان اُن کی موت کا

(۳۴)

کرن بھشیم جیدرتھہ درون اور دیگر سُورما
جنگ کے میدان میں جنکا قدم اب آگیا
وہ مرے مقتول ہیں تو اُنکو بیشک قتل کر
کامیابی تجھکو ہوگی مُستعد ہو جنگ پر

قول سنجے

(۳۵)

جب بتایا کرشن نے یہ راز تو وہ تاجور
بندگی کرنے لگا ہاتھوں کو اپنے جوڑ کر
کانپتے ڈرتے ہوئے اُسنے جھکا کر اپنا سر
کرشن کی تعریف یوں کُگنت سے کی بارِ دگر

ارجُن

(۳۶)

شانِ قہّاری کے شایاں ہے جو یہ اہلِ جہاں
آپکی توصیف میں ہیں با ادب رطب اللّساں
بھاگتے ہیں آپکی صُورت سے ڈر کر بدخصال
آپ کو کرتے ہیں سجدہ عاشقانِ باکمال

(۳۷)

کیوں نہ یہ تعظیم دیں اُس ذاتِ بابرکات کو
جو عدم سے کھینچکر لائی ہے موجُودات کو
اے خُداوندِ ملائک جلوہ آرائے جہاں
آپ ہی ہیں حق و باطل نیز بے نام و نشاں

(۳۸)

ابتدا ہے سارے عالم کی مگر ازلی ہیں آپ
جملہ مخلوقات فانی ہے مگر ابدی ہیں آپ

ناظر و منظور اور ہر دو سے بالاتر ہیں آپ
اے کثیر الشکل ہر صورت میں جلوہ گر ہیں آپ

(۳۹)

وایو یم اگنی ورن برہما مہیش اور چندرما
آپکی شکلوں کو میرے لاکھ سجدے ہیں بجا

(۴۰)

آپ کو ہے پشت و رو اور ہر طرف سے بندگی
ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی آپکی
شان اور قوت کے اندازے سے برتر آپ ہیں
آپ ہی سب میں کہ اندر اور باہر آپ ہیں

(۴۱)

دوستی میں آپ کی عظمت نہیں پہچانکر
اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر
کرشن اور یادو کا پیارا نام میں لیتا رہا
دوست کہکر آپ کو میں نے پکارا بارہا

(۴۲)

کھیل دعوت خوابگاہِ و بزم میں تھی دل لگی
خِلوت و جلوت میں جتنی مجھسے گستاخی ہوئی
اے خداوند اب مجھے اُسکی مُعافی دیجئے
ناتواں پر قادرِ مُطلق عنایت کیجئے

(۴۳)

ہر دو مخلوقات ساکن اور مُتحرک کے آپ
ہیں مُربّی قابلِ تعظیم مُرشد اور باپ
آپ کے تابع ہیں سب ازماہ تا گاوِ زمیں
کون ہو سکتا ہے افضل آپکا ثانی نہیں

(۴۴)

ایک عالم میں ہے شہُرہ آپکے اوصاف کا
آپ سے ہے با نیاز و عجز میری التجا
جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا قصُور
بخشتا ہے آپ ویسے بخشدیں میرا قصُور

(۴۵)

جو کبھی دیکھا نہ تھا وہ مُعجزہ ہے سامنے
دل تو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
اے خداوند اب وہی سچ رُوپ مجھے دکھلایئے
اے بُزرگ و مالکِ ہستی کرم فرمائیے

(۴۶)

تاج بر سر آپکو میں چاہتا ہوں دیکھنا
اپنے ہاتھوں میں دوبارہ لیجئے چکر و گدا
اے محیطِ کل عیاں ہیں آپکے بازو ہزار
کیجئے وہ چار بازو والی صورت اختیار

شری بھگوان

(۴۷)

نیک نیّت سے جو اپنی خوش کیا تو نے مجھے
مُعجزہ میں نے دکھایا اپنی قدرت کا تجھے

سب طرف اِک نور ہے بے ابتدا بے انتہا
جسکو انساں نے نہیں دیکھا کبھی تیرے سوا

(۴۸)

علم کی تحصیل نیک اعمال اور خیرات سے
زُہد اور اشغال کی ناگفتہ تکلیفات سے
کس کو طاقت ہے کہ دیکھے میری قُدرت کو عیاں
جو ہے تیری چشم دید اے نسلِ کورو کے جواں

(۴۹)

تو نہ گھبرا میری ہیبتناک صُورت دیکھکر
ہوش میں آ اور اپنے دل سے خطرہ دُور کر
دیکھ پھر میری اُسی صُورت کو اطمینان سے
وہ تصوّر تھا جلالی اب جمالی باندھ لے



قولِ سنجے

(۵۰)

کرشن نے اسدم دکھایا اپنا جلوہ اور ہی
خوبرو بنکر ہراساں دوست کو تسکین دی

ارجُن

(۵۱)

دیکھکر یہ نورِ دلکش شکل میں انسان کی
ہوش و اطمینان و دلجمعی مجُھے حاصل ہوئی

شری بھگوان

(۵۲)

جیسی میری حیرت افزا شکل تو نے دیکھ لی
آرزو ہے دیوتاؤنکو بھی ایسی دید کی

(۵۳)

علم کی تحصیل تقویٰ خیر و نیک اعمال سے
دیکھنا مُشکل ہے جیسا تو نے دیکھا ہے مجُھے

بیرونی گیان

(۵۴)

اضطراب دل کے ہوتے میری قربت ہے محال
عشق سے آساں ہے میرا علم و دیدار و وصال

(۵۵)

جو مرا طالب فنا ہوتا ہے مجھ میں عشق سے
جس کی یکساں ہے نظر ہر سو وہ پاتا ہے مجھے







سہل ہے اشتغال عرفاں سے وسیلہ عشق کا
عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

بارھویں آدھیا

دربیانِ حسنِ ازل

ارجن

(۱)

کچھ بشر تو عشقِ صادق سے ہیں طالب آپکے
ذات کے جویا ہیں کچھ اُنمیں ہیں افضل کونسے

شری بھگوان

(۲)

میری طاعت میں سدا مصروف ہیں جو آدمی
عشق ہے جنکو مرا اعلےٰ ہے اُنکی زندگی

(۳)

ہستیٔ الطف ہے لافانی و برتر از حواس
ساکن و دائم محیط و پاک و بیروں از قیاس

(۴)

محو ہو جاتے ہیں جو اُس میں صفائے قلب سے
چاہتے ہیں خیر سب کی وہ بھی پاتے ہیں مجھے

(۵)

غیب کی پردہ دری اُن کے لئے دشوار ہے
عقلِ ظاہر بیں سے پنہاں ذات کا دیدار ہے

(۶)

میرے طالب اپنے سارے کام مجھ پر چھوڑ کر
جان و دِل قربان کر دیتے ہیں شوقِ وصل پر

(۷)

جنکو میرا عشقِ صادق ہے اُنہیں اے نامدار
جلد لیجاتا ہوں میں دریائے معصیت کے پار

گناہ

(۸)

عقل و دل دونوں کو تو میرے تصوّر میں لگا
راز کھل جائیگا تجھپر منزلِ مقصود کا

(۹)

باندھنا میرا تصوّر تجھکو مشکل ہو اگر
شغل کے جذبے میں مجھسے وصل کی تدبیر کر

(۱۰)

شغل میں تکلیف ہو تو مجھکو فاعل مانکر
میری خاطر فعل کر عرفاں سے ہوگا بہرہ ور

(۱۱)

یہ بھی گر دشوار ہے طالب ہو میری دید کا
ڈھونڈ کر شمع طلب سے ظلمتِ بیم و رجا

(۱۲)

سہل ہے اشغال و عرفاں سے وسیلہ عشق کا
عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

(۱۳)

جسکو کُل مخلوق سے ہے اُنس و لطف و آشتی
جسکی چشمِ مست میں ہم رنگ ہیں رنج و خوشی

(۱۴)

عشقِ بے پردہ میں ہے جس کا عقیدہ اُستوار
عقل و دل تفویض کر کے ہے وہ میرا جاں نثار

(۱۵)

خوف و غُصّہ۔ رنج و راحت سے بری ہے میرا یار
صُلحِ کُل ہے اُسکا مسلک وہ ہے سر بین با وقار

(۱۶)

مطمئن بے لوث قانع پاکباز و با تمیز
زعمِ باطل سے بری انسان ہے میرا عزیز

(۱۷)

شوق و نفرت بیم و اُمید ایک ہیں جسکے لئے
وہ دوئی سے پاک ہے اُس سے محبت ہے مجھے

(۱۸)

جس کی نظروں میں ہے یکساں دوستی اور دشمنی
گرمِ و سرد و شادی و غم حرمت و بےحرمتی

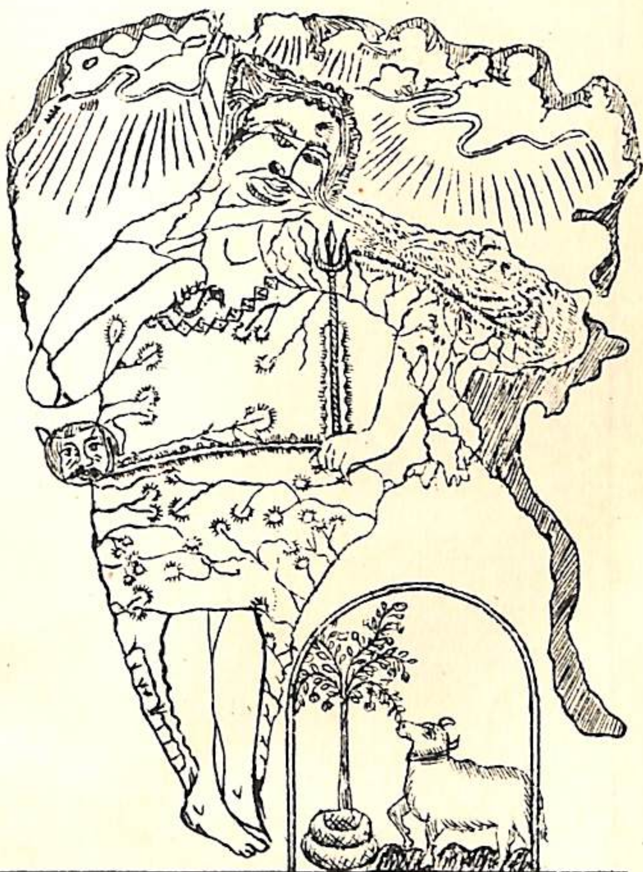
(۱۹)

با توکل بے تعلق ہجو اور تعریف سے
صابر و آزادہ رو انسان پیارا ہی مجھے

(۲۰)

آبِ حیواں میری اس تلقین سے جسکو ملا
وہ کمالِ عشق سے محبوبِ کامل بنگیا





تصویر نمبر ۱۳ غیب و شہود

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نورِ دنگا نور
قلب میں علم سہ گانہ اُس سے پاتا ہے ظہور

تیرھویں آدھیا

در بیانِ غیب و شہود

ارجن

(۱)

علم توحید[1] و احد ذات[2] و صفات و جسم[3] و جاں
اِن منازل کا نشاں بتلائیے اے مہرباں

شری بھگوان

(۲)

موردِ افعال ہونا جسم کی پہچان ہے
شاہدِ افعالِ جسمانی ہمیشہ جان ہے

(۳)

جان لے ارجن کہ میں ہوں جانِ کُل اجسام کی
امتیازِ جسم و جاں میں میری ہستی ہے خفی

(۴)

معجزہ

اب بیاں کرتا ہوں تجھسے جان کے اعجاز کو
جسم کی نیرنگیٔ و خاصیّت وآغاز کو

(۵)

خوش نوا ہیں مختلف تشریح میں اس راز کی
سارے ویدِک مہرشی اور فلسفی و منطقی

(۶)

پانچ عنصر پانچ اعضا دس حواسِ مُدرکہ
چار قوّت یعنی عقل و دل خیال و حافظہ

(۷)

شوق و نفرت رنج و راحت ہوش و غفلت اور خودی
مختصر الفاظ میں تفصیل ہے اِس جسم کی

(۸)

زُہد و تقویٰ راست بازی صُلح جوئی انکسار
صُحبتِ انسانِ کامل ضبطِ دل صبر و قرار

(۹)

ترکِ محسوسات وخواہش پاک طینت اور حلم
مرگ پیدائیش علالت اور پیری سب کا علم

(۱۰)

اقربا فرزند اور بیوی کی اُلفت چھوڑنا
جذبۂ رنج وخوشی کی ریسما کو توڑنا

(۱۱)

باندھنا میرا تصوّر عشقِ صادق سے مُدام
گوشہ گیری از خلائق ترکِ شوقِ ازدہام

(۱۲)

ظاہر و باطن کی معلُومات سے بہرہ وری
علم کی تعریف ہے باقی ہے سب بیدانشی

(۱۳)

معنیٔ لفظِ احداب تجھپہ کرتا ہوں عیاں
جاننے سے جسکے مِلتی ہے حیاتِ جاوداں

اوّل و آخر نہیں اُسکا کہ وہ ہے لازوال
حقّ و باطل کہہ نہیں سکتے ہیں اُسکو اہلِ حال

(۱۴)

ہر طرف گوش و سر و چشم و دہان و دست و پا
ہیں اُسی کے اور وہ ہے شش جہت میں رونما

(۱۵)

جلوہ گر احساس میں ہے خود مُبرّا از حواس
با ہمہ و بے ہمہ۔ با وصف و بیروں از قیاس

(۱۶)

ساکن و مُتحرّک و مخفی و ظاہر ہے وہ نُور
لیکن احول کو نظر آتا نہیں نزدیک و دُور

(۱۷)

وہ یگانہ ہے مگر عالم میں ہے کثرت نُما
اُسکے چہرے کی جھلک ہیں بود و ایجاد و فنا

واحد

(۱۸)

جہل کے پردے میں پوشیدہ ہے وہ نورِ دروں کا نُور
قلب میں علم سہ گانہ اُس سے پاتا ہے ظہُور

(۱۹)

جسم و جان و علم کا جو تذکرہ میں نے کیا
اِسکو سُنکر میرا طالب مجھ میں پاتا ہے بقا

(۲۰)

آفرینش اور فنا سے پاک ہیں ذات و صفات
جُملہ اوصاف اور عوارض ہیں صفاتی کائنات

(۲۱)

فاعلیّت فعل اور فاعل ہیں تثلیثِ صفات
راحت و تکلیف کے احساس کا باعث ہے ذات

(۲۲)

سیرِ باطل دیکھنا ہے ذاتِ حق کا معجزہ
نیک و بد خلقت ہے گویا اِک صفاتی شعبدہ

(۲۳)

پیکرِ حادث میں نازل ہو کے وہ رُوحِ قدیم
نامزد ہے فاعل و مفعول۔ معلُوم و علیم

(۲۴)

علم ہے جسکو حقیقت کا صفات و ذات کی
باہمہ اوصاف وہ ہے آفرینش سے بری

(۲۵)

اہلِ باطن کو میسّر ذات کا دیدار ہے
علم اور اعمال کا ثمرہ وصالِ یار ہے

(۲۶)

یادِ خالق سے ہمیشہ جسکا دل باکار ہے
بالیقیں بحرِ اجل سے اُسکا بیڑا پار ہے

(۲۷)

بحیں و باہوش مخلُوقات میں ای نیک فال
آشکارا ہے مساوی جسم و جاں کا اتّصال

(۲۸)

اہلِ عرفاں کی نظر میں ایک ذاتِ کبریا
سب کے باطن میں منوّر ہے مُبّرا از فنا

(۲۹)

عالمِ کثرت میں وحدت جسکو آتی ہے نظر
جاگزیں ہوتا ہے وہ صدق و صفا کے بام پر

(۳۰)

اپنے سب افعال کو جو مانتا ہے فطرتی
آپ کو اُنسے مُبّرا مردِ کامل ہے وُہی

(۳۱)

نقطۂ وحدت میں کثرت کو گھٹا کر دیکھنا
جاننا واحد کو سب میں ہے طریقہ وصل کا

(۳۲)

جان ہے بے ابتدا بے انتہا اور بے زوال
اُسکی یکرنگی میں ہے فعلونکی آمیزش محال

(۳۳)

جُملہ اشیاء میں خلا ساری ہے آغشتہ نہیں
جانِ کُل اجسام پر حاوی ہے آغشتہ نہیں

(۳۴)

ایک سورج ڈالتا ہے جیسے سب پر روشنی
جانِ واحد ڈالتی ہے سب کے اندر روشنی

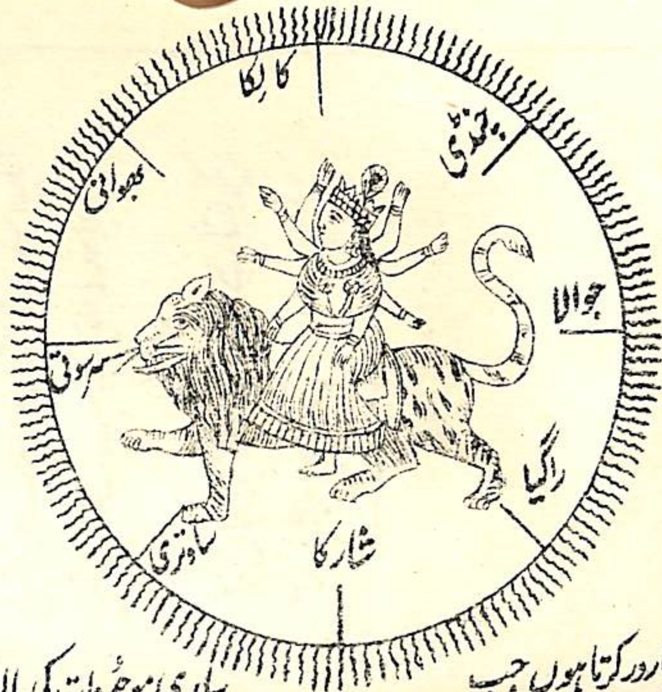
(۳۵)

دیکھ لیتا ہے جو چشمِ دل سے جسم و جاں کا حال
معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ جائے کمال





تصویر نمبر ۱۴



اپنی قدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہے تب

چودھویں آدھیا

دربیانِ نظامِ قدرت

(۱)

میں وہ رازِ سرمدی پھر تجبہ کرتا ہوں عیاں
عارفوں نے جس سے پایا ہے فرازِ لامکاں

(۲)

جن کی قسمت میں ہے اُسکے فیض سے میرا وصال
گردشِ بود و فنا میں اُنکا آنا ہے مُحال

(۳)

اپنی قدرت کے شکم کو بارور کرتا ہوں جب
ساری موجودات کی بالیدگی ہوتی ہے تب

(۴)

جتنی اشیار ہر طرح کی تجھکو آتی ہیں نظر
قدرت اُنکی ماں ہے اور میں باپ ہوں اے نامور

(۵)

ہیں سہ گانہ علم و شوق و جہل کی خاصیّتیں
روحِ ناجی کو جو کرتی ہیں مُقیّد جسم میں

(۶)

دل کے آئینہ میں جب نورِ ازل ہو جلوہ گر
دانش و تسکیں کی صُورت صاف آتی ہے نظر

(۷)

اے دلاور یاد رکھ حرص و ہوائے دلرُبا
ڈالتی ہیں علم کی گردن میں ہار اعمال کا

(۸)

جس گھڑی جہلِ مُرکّب کا اثر ہو عقل پر
نیند سُستی اور عیّاشی میں رہتا ہے بشر

(۹)

علم سے آرام ہے اعمال میں تکلیف ہے
غافل و بدمست کرنا جہل کی تعریف ہے

(۱۰)

علم و شوق و جہل میں ہے امتزاجِ باہمی
ایک کی بیشی سے باقی دو میں ہوتی ہے کمی

(۱۱)

شہرِ تن کے سارے دروازوں پہ جب ہو روشنی
تو سمجھنی چاہیئے اُس میں حکومت علم کی

(۱۲)

آرزو تدبیر کوشش بیقراری اور اُمنگ
شوق کی حالت میں دکھلاتی ہیں اپنا اپنا رنگ

(۱۳)

کاہلی و بیوقوفی۔ حسرت و دیوانگی
جہل کی شدّت سے پیدا کش ہیں ان جذبات کی

(۱۴)

تن سے جو رخصت طلب ہوتے ہیں فرطِ علم میں
عارفوں کی منزلِ کمیاب ملتی ہے انہیں

(۱۵)

خانۂ عاقل میں پیدائش ہے اُلفت کا مآل
جہل کے غلبہ میں رحلت کا نتیجہ ہے زوال

(۱۶)

نیک اعمالی کا ثمرہ روشنیٔ طبع ہے
رنج کا موجب معیشت جہل کا بد وضع ہے

(۱۷)

علم کا میوہ سکوں ہے شوق کا حرص و ہوا
تیرگی مستی و غفلت ہیں ضمیمہ جہل کا

(۱۸)

منزلِ عرفاں ہے بالا جائے طاعت درمیاں
جہل و بدکاری کے درجہ میں ہیں فی الّتن اور زیاں

(۱۹)

جسکی نظروں میں ہے کُل مخلوق اعجازِ صفات
ذات سب سے پاک و برتر اُسکو حاصل ہے نجات

(۲۰)

ضعف و بیماری و مرگ و زیست سے بے واسطہ
تارکِ اوصاف کی قسمت میں ہے آبِ بقا

ارجُن

(۲۱)

تارکِ الدُّنیا کا کیسا جادۂ اخلاق ہے
کس طرح اُسکا حسابِ زندگی بیباق ہے

شری بھگوان

(۲۲)

علم و شوق و جہل کے حملوں سے جو ڈرتا نہیں
اور اِن سب سے جدائی کا الم کرتا نہیں

(۲۳)

عالم حادث میں جسکو ہے سکُون دائمی
جو صفاتی دور سے جُنبش نہیں کھاتا کبھی

(۲۴)

راحت و کلفت میں جسکی عقل رہتی ہی بجا
جس کی نظروں میں ہے یکساں آہن و سنگ و طلا
بے تعلق ہے جو اپنی ہجو اور تعریف سے
کامیابی اور ناکامی مساوی ہے جسے

(۲۵)

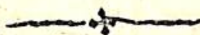
پاک ہے جو شوق و نفرت عزت و توہین سے
تارکِ فعل و صفت اُسکو سمجھنا چاہئے

(۲۶)

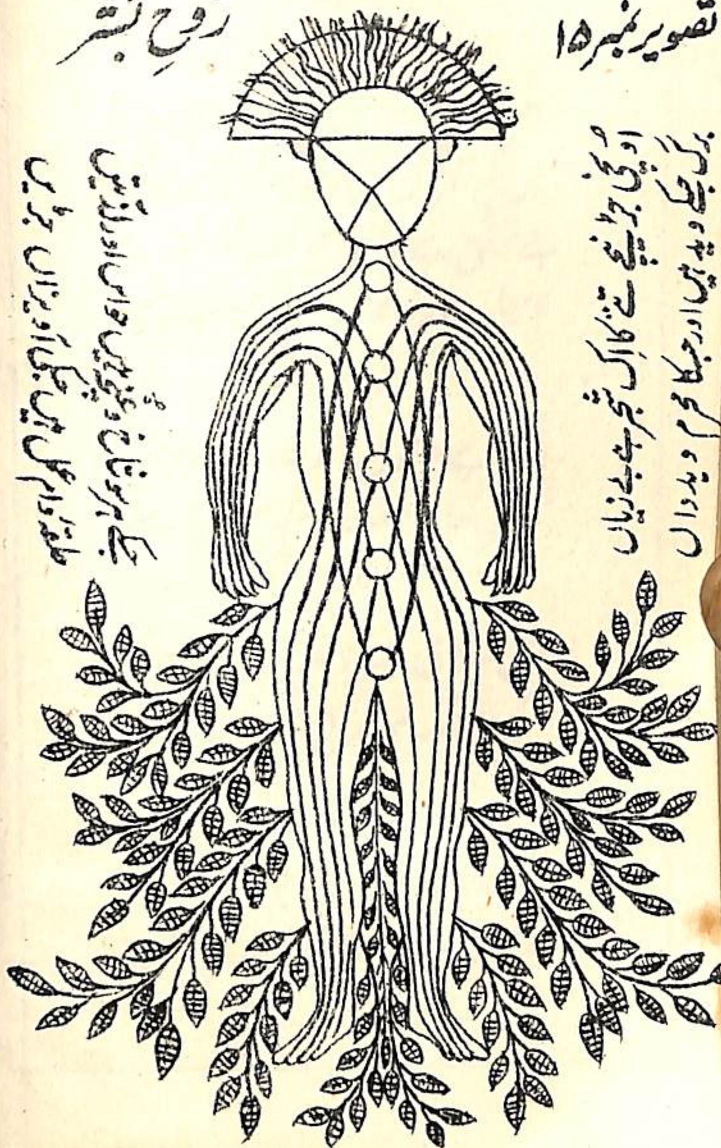
عشقِ صادق سے جو مجھپر جان کرتا ہی نثار
اُسکی حق تک ہی رسائی قلزم باطل کے پار

(۲۷)

ظلمتِ ہر دو جہاں میں جلوہ گر ہے میرا نور
مظہرِ قانون قدرت منبع علم و سرور






تصویر نمبر ۱۵
اُونچی جڑ نیچے تنے کا اک شجر ہے بے زباں
برگ جسکے وید ہیں اور جسکا محرم ویدداں
روح بشر
جسکے ہر سو شاخ و غنچے ہیں حواس اور لذتیں
حلقۂ دام عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

پندرھویں آدھیّا

دربیانِ روحِ بشر

(۱)

اونچے جڑ نیچے تنے کا اِک شجر ہے بے زباں
برگ جسکے وید ہیں اور جسکا محرم ویدداں

(۲)

جسکے ہر سو شاخ و غنچہ ہیں خواص اور لذّتیں
حلقۂ دامِ عمل ہیں جسکی آویزاں جڑیں

(۳)

سمت و صورت اوّل و آخر نہیں آتے نظر
تیشۂ عرفاں سے اِسکی سخت جڑ کو کاٹکر

(۴)

طالب اُس منزل کو ڈھونڈے جسمیں واجب ہے قیام
وصل ہو اُس اصل میں ہے فرعِ کا جس سے نظام

(۵)

جنکا دل ہے خود نمائی جہل و اُلفت سے بری
شوق باطل چھوڑ کر جنکی لگن حق سے لگی
دُور ہوجاتا ہی جب تکلیف و راحت کا خیال
ایسے مرتاضوں کو ملتا ہے عروجِ بیزوال

(۶)

آتش و شمس و قمر کی روشنی اُسجا نہیں
جو مِری منزل پہ پُہنچا وہ کبھی لوٹا نہیں

(۷)

ایک ذرّہ میری ہستی کا ہی جاندار و نکی جان
میری قُدرت ہی جو اسِ خمسہ و دل سے عیاں

(۸)

کالبُد سے رُوح جب ہوتی ہی و اصل یا جُدا
ساتھ لیجاتی ہے اپنے جلیسی نکہت کو صبا

(۹)

گوش و چشم و لمس و بینی و زباں کی قوّتیں
لیتی ہے دل کے وسیلہ سے نفس کی لذّتیں

(۱۰)

آمد و شد درک و معقولات سے ارواح کی
باخبر مردِ ذکی ہے بے خبر مردِ غبی

(۱۱)

اہلِ دل کوشش سے خود ہیں دیکھ لیتے ہیں اُسے
شاغلانِ بخیر و محرُوم ہیں دیدار سے

(۱۲)

مہرِ عالمتاب اِک جلوہ ہے میرے نُور کا
ماہ میں اور شعلۂ آتش میں ہے میری ضیا

(۱۳)

میری طاقت سے جماداتی طبق کا ہے قیام
عرق ہنکر ہے نباتاتی طراوت میرا کام

(۱۴)

جسمِ حیوانی میں رہتا ہوں حرارت کی طرح
ہضم کرتا ہوں غذا معدے کی قوّت کیطرح

(۱۵)

سب کے باطن میں ہے مجھسے عقل وسہو وحافظہ
میں ہی ہوں تثلیثِ علمی اور اسکا خاتمہ

(۱۶)

عالمِ امکاں میں دو جلوے ہیں حادِث اور قدیم
ساری موجودات فانی ہے مگر باقی علیم

(۱۷)

نورِ جاں بے لوث ہر ان دونوں مفروضات سے
نامزد ہے قادرِ مطلق وہ مقبوضات سے

(۱۸)

فانی و باقی کی معلومات سے بالا ہوں میں
اسلیئے دیر وحرم میں پاک اور یکتا ہوں میں

(۱۹)

مجھکو ایسا جان لیتا ہی جو مردِ ہوشیار
علم اُسکا ہے مکمّل وہ ہے میرا جان نثار

(۲۰)

اب تجھے میں نے بتائے ہیں جو اسرارِ ازل
اُنکو ارجن جان لے علم و عمل کا ماحصل



تصویر نمبر ۱۶ عقول



اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی

پیروی واجب ہے تجکو شرع کے احکام کی

سولھویں اَدھیّا

دربیانِ عقول

(۱)

شوقِ ذکر و فکر۔ یکجوئی۔ صفائے باطنی
زُہد و ضبط و فیضِ تعلیم و ریاضِ سادگی

(۲)

صبر۔ سچّائی۔ بہی خواہی۔ رضا۔ ترکِ خودی
رحم استغنا سکوں حلم و حیا۔ سنجیدگی

(۳)

ہمّت و صلح و شرافت شان و عفو و انکسار
نیک انسانوں کے یہ اوصاف ہیں اے نامدار

(۴)

مکر، غصہ۔ خودپسندی، جہل، بیرحمی، غرور
ایسی خصلت کا بُرے لوگوں میں ہوتا ہے ظہور

(۵)

مغفرت کی راہ نیکی ہے تنزل کی بدی
شکر کر اے جن کہ نیکوں میں ہے پیدائش تری

(۶)

آدمی دنیا میں ہیں نیک اور بد دو قسم کے
ذکر اُن کا ہو چکا اب حال انکا جان لے

(۷)

مردمانِ بد نہیں پہچانتے امر و نہی
اُن کے دِل سے دُور رہتی ہیں صفا و راستی

(۸)

وہ بتاتے ہیں کہ کوئی صانعِ عالم نہیں
مالکِ کون و مکاں موہوم ہے ثابت نہیں

(۹)

امتزاجِ مادّی سے جملہ پیدائش ہوئی
عِلّت و معلول سے قسموں میں افزائش ہوئی
دشمنِ ایمان و جاں ہیں جنکا ایسا ہی خیال
ایسے بد باطن سیہ کاری سے پاتے ہیں زوال

(۱۰)

ہو کے وہ ماؤمنی مکر و تکبّر کے غلام
جہل کے ناپاک جذبوں سے لیا کرتے ہیں کام

(۱۱)

مرتے دم تک فکرِ بے معنیٰ میں رہکر مبتلا
حظّ نفسانی سے پُر کرتے ہیں کاسہ عُمر کا

(۱۲)

مُرغِ دل جب دام میں آتا ہے محسوسات کے
پھڑپھڑاتا ہی پروں کو دانۂ زر کے لئے

(۱۳)

ہو چُکا وہ کام اب یہ کام کرنا ہے ہمیں
اپنی دولت ہوگی آئندہ بھی اپنے ہاتھ میں

(۱۴)

ہم حریفوں کو نچھوڑینگے کرینگے پائمال
ہمکو حاصل ہے حکومت عیش طاقت اور کمال

(۱۵)

سب سے اعلےٰ ہے ہمارا مرتبہ اور خانداں
زر کا سارا کھیل ہے یہ جنکے دلمیں ہے گماں

(۱۶)

نفس کے قابو میں جنکا قلب مُضطر آگیا
اُنکو ملتی ہے جہنّم میں گُناہوں کی سزا

(۱۷)

سنگدل مغرور اور مدہوش مال و جاہ سے
پارسائی کا جو دم بھرتے ہیں شہرت کے لئے

(۱۸)

عُجب و جوشِ نوجوانی جنکے دل میں ہی بھرا
شوق غُصّہ اور نخوت نے جنھیں اندھا کیا
اپنی نادانی سے جو آزار دیتے ہیں مُجھے
سارے عالم میں مرا جلوہ نہیں پہچانتے

(۱۹)

دُکھ دینا والا

ایسے مُوذِی بدچلن ظالم ذلیل اشخاص کا
نسلِ شیطانی میں ہوتا ہے تنزُّل بارہا

(۲۰)

جہل و بدکاری سے جنکی زندگی تاریک ہے
اُن رذیلوں کے لئے تزحیک ہی تزحیک ہے

ذلت

(۲۱)

شوق خواہش اور غضب دوزخ کے دروازے ہیں تین
اُنسے اپنا دل ہٹا وہ دل کو لیجاتے ہیں چھین

(۲۲)

جہل و بدکاری سے پھر جاتی جب اُنکی نظر
منزلِ مقصود تک ہوتا ہے نیکوں کا گُذر

(۲۳)

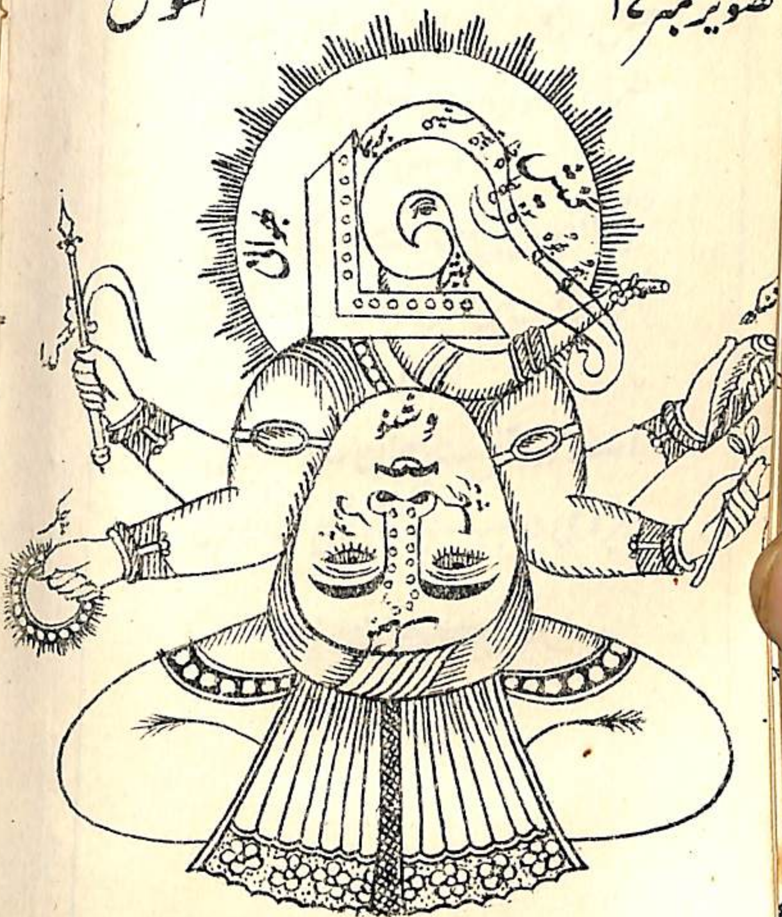
گِر گیا اخلاق کی معیار سے جن کا خیال
اُن کی قسمت میں نہیں عرفان راحت اور مال

(۲۴)

اے دلاور عقل سے پہچان لے امر و نہی
پیروی واجب ہے تجھکو شرع کے احکام کی







جان لے ارجن کہ انسان میں سہ گانہ اعتقاد　　علم و شوق و جہل کی ترکیب سے ہے طبعزاد

قابلیت کے برابر فکر ہے ہر شخص کی　　فکر جزوِ بشریت ہے فکر رازِ زندگی

سترھویں آدھیاّ

دربیانِ نفوس

سوالِ ارجُن

(۱)

جو ارادتمند حکمِ شرع سے ہی منحرف
شوق و علم و جہل سے وہ کسطرح ہی متصف

جوابِ شری بھگوان

(۲)

جان لے ارجُن کہ انساں میں سہ گانہ اعتقاد
شوق و علم و جہل کی ترکیب سے ہی طبعزاد

(۳)

قابلیّت کے مُطابق فکر ہے ہر شخص کی
فکر جزوِ بشریت ہے فکر رازِ زندگی

(۴)

دیوتاؤں کی پرستش ہے طریقِ عالماں
راکشس اور گنیش کا پوجن ہے طرزِ عاملاں
چشمِ دل پر جنکی پڑ جاتا ہے پردہ جہل کا
پوجتے پھرتے ہیں بھوت اور پریت کو وہ جا بجا

(۵)

جنکے ایذا دہ مشاغل شرع میں معیوب ہیں
مکر نخوت حرص اور خواہش سے جو مغلوب ہیں

(۶)

وہ مجھے آزار پہنچاتے ہیں اپنے قلب میں
جسم کو تکلیف دیکر جان تے شیطاں اُنہیں

(۷)

ہیں سہ گانہ زُہد و اعمال و سخاوت اور غذا
اب بیاں کرتا ہوں جنکو شوق ہے جس قسم کا

(۸)

جس کی خاصیّت ہو ایزادئ نسل و زندگی
تندرستی، زورِ جسمانی، طمانیّت خوشی
جسکو کہتے ہیں مقوّی و مفرح سرد و تر
عقلمندوں کو بہت مرغوب ہے وہ ماحضر

(۹)

جو غذا ہو گرم گھٹّی خشک کڑوی چرپری
جس میں ہو سوزش کی خاصیّت نمک کی زیادتی
نقصِ صحت، رنج اور تکلیف ہو جس کا اثر
رال ٹپکاتے ہیں اہلِ شوق ایسی چاٹ پر

(۱۰)

جھوٹی بدبودار باسی بدمزہ ناخوردنی
ایسا کھانا بیطرح کھاتے ہیں جاہل آدمی

(۱۱)

فرض کی تکمیل بے بیم و رجا با قاعدہ
جان لے ارجن اِسے اہلِ خرد کا مشغلہ

(۱۲)

جو کیا جاتا ہے چالاکی سے مطلب کے لئے
اہلِ دُنیا کا عمل اُس کو سمجھنا چاہیئے

(۱۳)

بے تواضع بے قرات بے شوق اور بقاعدہ
بے صلہ اشغال میں احمق کو آتا ہے مزہ

(۱۴)

دیوتا برہمن گرُو اور پنڈتوں کو پوجنا
خوب پاک و صاف رکھنا اپنے کُل اعصاب کا
حالتِ تجرید میں رہنا مظالم سے بری
میں نے ارجُن زُہد جسمانی کی یہ تفسیر کی

(۱۵)

راست شیریں مصلحت آمیز و پاکیزہ کلام
عالمانہ تذکرہ زُہدِ زباں ہے تمام

(۱۶)

ترکِ محسوسات اطمینان یکسوئی سُرور
راستبازی و صفا ہیں زُہدِ قلبی کا ظہور

(۱۷)

جذبِ کامل ہو نتیجہ کی غرض جس میں نہ ہو
فوقیت دیتے ہیں دانشمند ایسے زُہد کو

(۱۸)

جس کا مقصد ہو نُمائش عزّت و نام آوری
بے حقیقت اور باطل ہے وہ زُہدِ دُنیوی

(۱۹)

احمقوں کے زُہد کی پہچان ہے دیوانگی
خود کو تکلیفات دیگر غیر کی ایذا دہی

(۲۰)

فرضِ منصب جانکر خواہش صلہ کی چھوڑ کر
واجب و معقول مسکن اور موزوں وقت پر

مستحق اشخاص کو خیرات کرتا ہے جو زر
عارفانہ ہے سخاوت کیطرف اُسکی نظر

(۲۱)

جب ہو باطن میں محرّک آرزو یاداش کی
اور مجبوری تو یہ خیرات سمجھو دُنیوی

(۲۲)

جب مخیّر کو نہ ہو وقت اور موقع کا خیال
جس سے پورا ہو کسی بد وضع انساں کا سوال
کام پڑتا ہو جہاں توہین اور تضحیک سے
ایسی بخشش کا تعلق ہے دلِ تاریک سے

(۲۳)

اوم تت ست ذاتِ واحد کا سہ لفظی نام ہے
علم و شوق و فعل کی تعبیر اُسکا کام ہے

(۲۴)

جس گھڑی ہو زُہد و خیرات و عمل کی ابتدا
اوم کہتے ہیں خلوصِ دل سے اربابِ صفا

(۲۵)

طالبانِ مغفرت بواسطہ پاداش سے
اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تت کہتے ہوئے

(۲۶)

اے دلا ورلفظِ ست ہے مظہرِ شانِ بقا
عالمِ فانی میں ساری نیکیوں کا رہنما

(۲۷)

زُہد وخیرات وعمل کی باصداقت پیروی
عالمِ باطل میں ہے تعمیل حق کے حکم کی

(۲۸)

زُہد وخیرات وپرستش اور نیک اعمال کو
جنہیں عامل کا عقیدہ راسخ وکامل نہو
اور جو بے سود ہیں دُنیا وعُقبیٰ کیلیے
ذیِ خرد منسوب کرتے ہیں اَست کے لفظ سے

صاحب



تصویر نمبر ۱۵

بند و نجات





فاعلیت کا مٹانا تارکوں کی راہ ہے

اجر سے دلکو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

اٹھارھویں اَدھیاّ

دربیانِ بندو نجات

سوالِ ارجُن

(۱)

ترک و ترکِ ترک کے معنی عیاں فرمائیے
مجھسے ان دونوں منازل کا بیاں فرمائیے

جوابِ شری بھگوان

(۲)

فاعلیّت کا مِٹانا تارکوں کی راہ ہے
اجر سے دل کو ہٹانا سالکوں کی راہ ہے

(۳)

بعض کہتے ہیں کہ سب اعمال ہیں علمی حجاب
اس لئے واجب ہے پندارِ خودی سے اجتناب

زُہد خیرات اور نیکی کو فرائض جانکر
بعض علما زور دیتے ہیں ادائے فرض پر

(۴)

جادۂ سالک مرے نزدیک ہیں دونوں فرد
اسکی تقسیم سہ گانہ صاف ہے اے نیک مرد

(۵)

زُہد و تقویٰ بخشش و اعمالِ نیک بے ریا
عاملوں کے قلب کو دیتے ہیں نورانی ضیا
اسلئے اُنکا نکرنا ہے سراسر ناروا
بلکہ دانائی سے کرنا فرض ہے انسان کا

(۶)

دُور کر کے ثمرۂ اعمال کا شوقِ دلی
فرض کی تکمیل ہے میری سمجھ میں لازمی

(۷)

نامناسب ہے ادائے فرض سے مُنہ موڑنا
فعلِ بے معنی ہے نادانی سے اُسکا چھوڑنا

(۸)

تارکُ الدُّنیا ہے جو آسایش تن کے لئے
ترکِ با مقصد سے کچھ حاصل نہیں ہوگا اُسے

(۹)

دِل سے افعال و نتایج کا تعلُّق توڑ کر
فرض کی تکمیل اصلی ترک ہے اے نامور

(۱۰)

تارکِ ساکن دل و روشن ضمیر و با یقیں
نیک و بد سے دوستی اور دُشمنی رکھتا نہیں

(۱۱)

کون ہو سکتا ہے دُنیا کے مشاغل سے بری
ترک کی خواہش صلہ کی جسنے تارِک ہو وہی

(۱۲)

نیک بد اور نیک و بد اِن تین قسمونکا ثمر
سب کی قسمت میں لکھا ہی عارفونکو چھوڑ کر

(۱۳)

اے دلاور پانچ باعث ہیں صدورِ فعل کے
لازمی جنکو بتایا علمِ معقولات نے

(۱۴)

امتزاجِ مادّی وانفرادِ عنصری
اختلافِ ظرف وآلہ نیز پندارِ خودی

(۱۵)

دل زبان وتن سے جن فعلونکا ہوتا ہی ظہور
خواہ نیک و خواہ بد یہ اُنکے باعث ہیں ضرور

(۱۶)

ذات کو باعث جو کم فہمی سے دیتا ہی قرار
ایسے مردِ تیرہ دل کا احمقوں میں ہے شمار

(۱۷)

شخصیت کو ترک کر دیتا ہے جو روشن ضمیر
حلقۂ دُنیا میں رہتے بھی نہیں اُسمیں اسیر

(۱۸)

علم کی تثلیث سے اعمال پاتے ہیں ظہور
فعل کی تثلیث میں محدود ہے اُن کا صُدور

(۱۹)

عامل و علم و عمل تینوں کی تین اقسام کا
مُجھ سے سُن لے تذکرہ جو اہلِ دانش نے کیا

(۲۰)

کثرتِ باطل میں جس سے وحدتِ حق ہو عیاں
قلبِ صافی میں رہا کرتا ہے وہ رازِ نہاں

(۲۱)

مُنکشِف جس علم سے ہو کثرتِ روح و جسد
اُس کا مرکز قلبِ مُضطر کو سمجھنا چاہیئے

(۲۲)

جُزو میں کُل کو مُقیّد مان لینا بے دلیل
خاصّہ اُس علم کا ہے جو ہے ناچیز و ذلیل

(۲۳)

دُور کر کے دِل سے پندارِ خودی بیم و رجا
محرمانِ ذاتِ اعلیٰ فرض کرتے ہیں ادا

(۲۴)

جسمیں بہبُودی سمجھکر آرزومند آدمی
شوق سے کرتے ہیں محنت ہے وہ کارِ دنیوی

(۲۵)

جس سے پیدا ہو خرابی زُعم ایذا و زیاں
ایسا ادنی کام کرنا ہے طریقِ جاہلاں

(۲۶)

عارفِ بافیض اپنا فرض کرتا ہے ادا
ہو کے بے بیم و رجا او رو قفِ تسلیم و رضا

(۲۷)

دُنیوی عامل ہے کم بین و پرستارِ خودی
بیحیا حاسد حریص و تابعِ رنج و خوشی

(۲۸)

عاملِ ادنےٰ ہے جاہل بدتمیز و بے ہنر
سُست رو نی شکل۔ ضدّی۔ شرپسند و کینہ ور

(۲۹)

عقل و استقلال کے تینوں مدارج کا بیان
حسب تقسیم صفاتی اسطرح ہے اے جواں

(۳۰)

آشکارا جس سے ہوں بند و نجات امر و نہی
وصل و فصل و ترک و اخذ اعلیٰ ہے وہ فرزانگی

(۳۱)

حقّ و باطل نیک و بد کو جو نہیں پہچانتی
درجۂ اوسط کی کہلاتی ہے وہ دانشوری

(۳۲)

حق کو باطل جاننا جھوٹے کو سچّا ماننا
خاصّہ ہے اے دلاور سب سے کمتر عقل کا

(٣٣)

ضبطِ دل ضبطِ نفس ضبطِ حواسِ ظاہری
ہیں یہ اعلےٰ برکتیں لاجُنب استقلال کی

(٣٤)

باغرض ہے وہ ارادت جس سے کوئی خود پسند
دین و دُنیا عیش و عشرت کے لئے ہو کاربند

(٣٥)

خوف و خطرہ رنج و کلفت غفلت و بیہودگی
راتدن اِنکی غلامی ہے دلیل بُزدلی

(٣٦)

مجھسے اب سُن لے سہ گانہ راحتوں کا تذکرہ
شغل سے ہوتا ہے جنمیں کا مشو نکا خاتمہ

زوال

(٣٧)

جو شروع میں زہر سا آخر میں ہو آبحیات
سب سے درجہ میں بڑا ہے وہ سُرورِ علم ذات

(۳۸)

نفس کو محسوس ہوا اوّل جو آبِ زندگی
آخرت میں زہرِ قاتل ہے وہ لطفِ دنیوی

(۳۹)

عیش و عشرت خواب و خور بیدالنشی و کاہلی
جس سے پیدا ہوں وہ آسائش ہے ادنیٰ قسم کی

(۴۰)

کون ہے ارض و سما اور عالمِ ملکوت میں
کارکن جسمیں نہیں تینوں صفاتی قوتیں

(۴۱)

برہمن چھتری و دیش و شودر کے افعال میں
قاعدہ سے رُونما ہیں مختلف خاصیتیں

(۴۲)

ضبطِ نفس و دل صفا و زہد۔ صدق و انکسار
علمِ ظاہر عشقِ باطن ہے برہمن کا شعار

(۴۳)

شانِ استقلال بنجوفی شجاعت زیر کی
فیض اور فرمانروای ہے صفاتِ چھتّری

(۴۴)

گلہ بانی کھیتی اور بیوپار ہے ویشونکا فرض
خدمت و فرمانبری ان سبکی ہے شُدرونکا فرض

(۴۵)

سب کو ملتا ہے ادائے فرض سے اوجِ کمال
جس طریقت کے بموجب میں سُناتا ہوں وہ حال

(۴۶)

جس سے پیدائش ہے سبکی سب میں ہے جسکا جمال
اُسکی طاعت کے بجالانے میں ہے کسبِ کمال

(۴۷)

کار بیجا بر ادائے فرض کو ہے برتری
پیروِ احکام قدرت ہے گناہوں سے بری

(۴۸)

فرض گوادنی ہونا واجب ہے اُسکا چھوڑنا
لازم و ملزوم ہیں نار و دُخان فعل و جزا

(۴۹)

بے طمع روشن دل و آزادہ رو ہے جو بشر
جاگزیں ہوتا ہے ترکِ ترک کی معراج پر

(۵۰)

ذات میں ہوتا ہے جیسے مردِ کامل کا وصال
مُجملاً علم حقیقت کا بتاتا ہوں وہ حال

(۵۱)

عقل کو دیکر جلا۔ کوشش سے دلکو تھام کر
شوق و نفرت چھوڑ کر قادر ہے جو احساس پر

(۵۲)

جسکا شیوہ یادِ حق ہے دل زبان و جسم سے
اعتدال و سادگی وجہِ مسرّت ہے جسے

(۵۳)

زُعم انانیت تکبّر حرص غُصّہ خواہشات
رفع ہوتے ہی سکوں ہیں اُسکو ملتی ہے نجات

(۵۴)

دُور ہیں جب قلب سے زُعم خودی بیم ورجا
غیریت سے پاک مسکن ہے وہ میرے عشق کا

(۵۵)

قلب صافی میں نظر آتا ہے جب میرا جمال
عشق کر دیتا ہے مُجھمیں میرے طالب کا وصال

(۵۶)

میرا بندہ کاروبارِ دُنیوی کرتا ہُوا
میری رحمت سے ہے رہبر و منزل جاوید کا

(۵۷)

عشق و عرفاں کے وسیلہ سے تمام افعال کا
ذمّہ دار مُجھکو بنا کر مُجھمیں اپنا دل لگا

(۵۸)

اُس بشر کی دل سے جو میر التصوّر باندھ لے
مُشکلات آسان ہو جائینگی میرے فضل سے

جو تو میری اس نصیحت پر ہوگا کاربند
اپنی نخوت سے فنا ہو جایگا اے ہوشمند

(۵۹)

میں نہیں لڑنے کا ایسا عزم باطل چھوڑ دے
خاصہ تیری طبیعت کا لڑائے گا تجھے

(۶۰)

تیری ناقص فہم کو جو فعل نامنظور ہے
اُس کے کرنے کے لئے فطرت سے تو مجبور ہے

(۶۱)

قادرِ مطلق ہے کل جسموں کے اندر جلوہ گر
سب کو حکمت سے پھراتا ہے صفاتی چرخ پر

قصد، ارادہ

(۶۲)

اے دلاور ہر نفس میں لے اُسی کا آسرا
مرکزِ تسکین و استغنا تجھے مِل جائے گا

(۶۳)

آشکارا کردئے میں نے جو اسرارِ خفی
راز سے واقف ہو کے اب کر جیسی مرضی ہو تری

(۶۴)

اے عزیزِ من تری مشکلکشائی کے لئے
رازِ سربستہ مکرّر کہہ سُناتا ہوں تجھے

(۶۵)

میری خاطر کر ریاضت مجھمیں اپنا دل لگا
میرے پیارے مجھکو دے تعظیم مجھپر ہو فدا
تجھسے میں کرتا ہوں وعدہ اِسکو سچّا جان لے
بہرہ ور ہوگا تو آخر کار میرے وصل سے

۶۶

فکرِ باطل سے گذر کر سایۂ رحمت میں آ
بخشدوں گا تجھکو میرے قول پر ایمان لا

۶۷

زہد و ایماں شوق و دانش سے نہو جو بہرہ ور
ناروا ہے انکشافِ راز ایسے شخص پر

۶۸

میرے طالب کو رموزِ عشق جو بتلائیگا
میرے صادق عشق سے بیشک مجھکو وہ پائیگا

۶۹

مجھسے بڑھکر حدِّ امکاں میں نہیں اُسکا عزیز
اُس سی بڑھکر نوعِ انساں میں نہیں میرا عزیز

۷۰

ذوق رکھتا ہے اسرارِ اعجازِ بیاں سے جو بشر
بخشتا ہوں میں اُسے علمی ریاضت کا ثمر

۷۱

شوق سے اِس مخزنِ اَسرار کو جس نے سُنا
عالمِ قُدسی کو وہ آزاد ہو کر جائے گا

۷۲

کیا مری تقریر گوشِ ہوش سے تو نے سُنی
ہٹ گیا کیا ترے دل سے پردۂ وہمِ خودی

ارجُن

۷۳

آپکی برکت سے میری عقل روشن ہو گئی
میں نے کامل طور پر اپنی حقیقت جان لی
مجھکو اطمینان و استقلال حاصل ہو گیا
بے تامل آپ کا اِرشاد لاؤں گا بجا

قول سنجے

لائقِ تعظیم کُنتی کے پسر اور کرشن کی
یہ عجیب و رُوح افزا گفتگو میں نے سُنی

۷۵

جس حقیقت کو دکھایا اِک نظر میں کِرشن نے
مُنکشف مجھپر ہوئی وہ ویاس کے اعلان سے

۷۶

ایسی دِلکش گُفتگو پر پانڈو اور کِرشن کی
یاد کرنے سے مجھے ہر بار ہوتی ہے خوشی

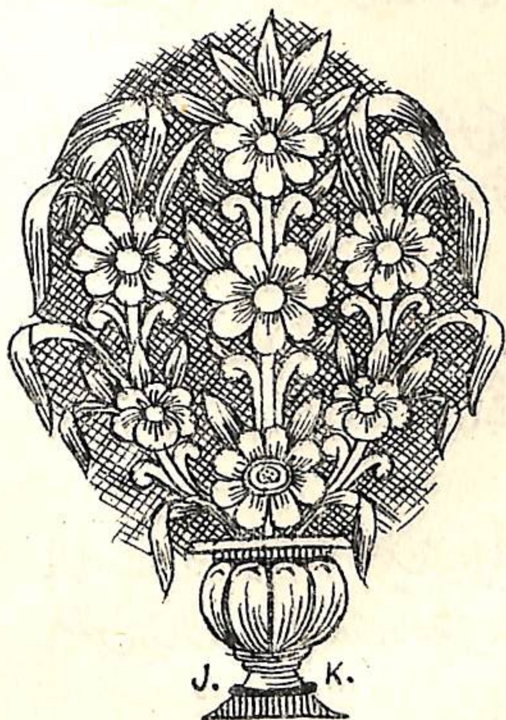
۷۷

کِرشن کے اُس جلوۂ کثرت نُما کی یاد سے
دمبدم ہوتی ہے فرحت اور حیرانی مجھے

۷۸

با کرامت کِرشن و تیر انداز ارجُن ہیں جہاں
بالیقیں اِقبال و دولت عدل و نُصرت ہیں وہاں




J. K.

بھگوت گیتا کا دستورُ العمل

طالبانِ حق ذرا دلیں سوچیں کہ حیاتِ انسانی کے کیا معنی ہیں۔ یہ جسم کہاں سے کیونکر اور کس لئے پیدا ہوا ہے اور اُس کا عالم بیرونی سے کیا تعلّق ہے۔ اور وہ کب تک رہ سکتا ہے اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔ دُنیا میں انسان کی پیدائش اس واسطے نہیں ہوئی ہے کہ وہ مثل دیگر جانداروں کے اپنی نفسانی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اسی جدوجہد میں ساری عمر گذار کر قالبِ عنصری ترک کر دے

وید شاستر اور رعارفوں نے اِن عُقدوں کا حل کر لینا زندگی کا ماحصل بتایا ہے اور اِن کے حل کرنیکی بالاتفاق ہدایت کی ہے۔ لیکن ان کا حل ہونا شوق۔ استقلال اور کوشش کے بغیر ممکن نہیں۔ ضعفِ اعتقاد یا پریشان خاطری

اور کاہلی انسان کو روحانی ترقی کی جانب رجوع کرنے نہیں دیتیں اور تاحیات دُنیوی تعلّقات میں قید رکھتی ہیں۔

اہلِ ہند آٹھ نو صدی سے ایسی غفلت کی نیند سوتے رہے ہیں کہ وہ اپنے آباو اجداد کے اُن انمول جواہرات کو جو اُن کا ترکہ تھے غیروں کی نذر کر کے خود محرُوم ہو چکے ہیں مگر اب اُن کے دلمیں آبائی ترکہ کے کھونے کا رنج اور اُس کی تلاش کا شوق پیدا ہونے لگا ہے۔ اِس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اُن کی بیداری کا وقت قریب آ رہا ہے۔ درحقیقت عرصۂ دراز کے گذر جانے اور بہُت بڑا انقلاب واقع ہونیکے باعث علمِ موروثی حاصل کرنیکے ذریعہ کم رہ گئے ہیں اور دُنیوی کشمکش بہُت زیادہ ہو گئی ہے۔ ایسی صورتمیں طالبوں کو راہِ حق پر چلنے میں طرح طرح کی دقّتیں پیش آتی ہیں۔

اوّل۔ عام لوگ زبانِ سنسکرت سے ناواقف ہونیکے باعث متقدّمین کی اُن تصانیف کو جن میں اہلِ ہنُود کا علمِ ادب اور رموزِ باطنی درج ہیں مطالعہ نہیں کر سکتے۔

دوم۔ دیگر زبانوں میں جو اُن کے ترجمے موجود ہیں
وہ اِس وجہ سے کہ عِلمِ خودشناسی کے اسرار نہایت دقیق
ہیں اور اُن کے سمجھنے کے لئے فہم رسا اور نیز عملی طریقت
سے واقفیت ضروری ہے۔ اصلی نکتوں کو ظاہر نہیں کرتے
علاوہ ازیں سنسکرت الفاظ عموماً کثیر معنی رکھتے ہیں
اس لئے مترجم کو اس بات کی گُنجائش حاصل ہے کہ وہ
اپنے خیال کے مُطابق ضمیر کلام کو جس طرف چاہے کھینچ
لے جائے۔

سوم۔ جو لوگ آجکل زبانِ سنسکرت کے علماء ہیں
اور مذہبی تعلیم جن کے ورثہ میں آئی ہے وہ گردشِ زمانہ
کی بدولت حصُول معاش میں اسقدر مصرُوف ہیں کہ عِلمِ
معاد کی کُتب کا مُطالعہ کرنا اور اُسکی تعلیم اوروں کو دینا
جسمیں ذاتی فائدے کی اُمید نہیں کی جاسکتی فضول
سمجھکر دست بردار ہو چُکے ہیں۔

چہارم۔ ایسے فُقرا صاحب دل کا ملنا جو مُتلاشی کو

گنجائش باطنی عطا کر کے منزلِ مقصود پر پہنچا سکیں سامانِ
وقت سے سخت مشکل ہو گیا ہے اور بجائے اُن کے بہت سے
چالاک اور مکار دُنیا پرستوں نے فقراء کا بھیس شکم
پروری کیواسطے اختیار کر لیا ہے اور وہ اہل غرض کو
اُمید کے جال میں پھنسا کر اپنا مطلب سیدھا کر لیتے ہیں۔
پنجم۔ جیسے زمانۂ سابق میں عارف اور عامل دُور دراز
مقامات سے سفر کی تکلیف گوارا کر کے کسی خاص جگہ پر جمع
ہو جاتے تھے اور علومِ باطنی کے مسائل پر سچے دل سے بحث
کر کے اُنہیں حل کیا کرتے تھے اُسکی تقلید اب بالکل بے سود ہے
کہ جہاں کہیں آجکل علماء کا مجمع ہوتا ہے اور بحث کا موقع آتا
ہے ہر ایک اپنی فضیلت کا اظہار کرتا ہے اور دوسروں پر
ترجیح چاہتا ہے۔ انجام کار بجائے نیک نتیجہ پیدا ہونیکے
بُرے آثار نظر آتے ہیں۔
ششم۔ اس مُلک میں کتنے ہی نئے نئے مذہبی
فرقے پیدا ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں جو اپنے چند اصول

اُنہیں آثارِ قدیمانہ سے اخذ کر کے نوعیت کا دعویٰ کر رہے ہیں اور نئی نئی تحریکات کے جداگانہ موجد بن گئے ہیں اس لئے طالبانِ حق مختلف راستوں پر بھٹکتے پھرتے ہیں اور اُنہیں راہ راست نہیں ملتی نیز مختلف جماعتوں کے پیدا ہو نیسے اتفاق کی قوّت گھٹتی جاتی ہے۔ اور جہلِ مرکّب بڑھتا جاتا ہے۔

اے بند بپا و قُفل بر دِل ہُشدار
وے دوختہ چشم پائے در گِل ہُشدار
عزمِ سفرِ مغرب و رو در مشرق
اے راہ روِ پُشت بہ منزل ہُشدار

زمانۂ موجودہ کے متعلق جو پیشین گوئی عارفانِ گُذشتہ نے کی ہے وہ اِسکے حالات دیکھنے سے بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے اور یہ اُن کی روشنضمیری کا بدیہی ثبوت ہے۔

کشائش کا وسیلہ تھی جہاں میں خود فراموشی ؎
کشاکش کی بلا ذوقِ خود آرائی نے نازل کی

اُن ہی عارفوں نے وید شاستر اور دیگر مذہبی کُتب کا مُطالعہ ایسے زمانہ کے لئے ایک دُشوار امر سمجھکر بھگوت گیتا کے الہامی صحیفہ کا جسمیں اُن سب کا لُبِ لُباب موجُود تھا مہا مُنی ویدویاس کی تصنیف کردہ کتاب مہابھارت سے انتخاب کیا اور تمام دُنیا کو اسکے پڑھنے اور احکام پر چلنے کی ہدایت کی۔ فی زمانہ ہندوستان میں کسی درجہ تک اس ہدایت پر عمل ہوتا ہے۔ لیکن اس صحیفہ کے اعلےٰ اور باریک اصُول نہ سمجھنے کے باعث اکثر طالبانِ ذات کی رسائی منزل توحید تک نہیں ہوتی۔ اِس مقصد کیلئے فقط مُطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ اصُول کو ذہن نشیں کرنا اور سمجھنا بھی ضروری ہے۔ بار بار مُطالعہ سے اِسکے اصُول لوحِ دل پر نقش ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنا اثر دماغ تک پُہنچاتے ہیں۔ اسلئے مُتعلّم کو واجب ہے کہ وہ شروع میں ہی بھگوت گیتا کے مسائل کو فقط دماغی طاقت صرف کر کے سمجھنے کی اور اُن کی اہمیت کا اندازہ لگانیکی کوشش نکرے

بلکہ اپنے دلکو اُسکی تلقین پر لگائے رکھے اور اُسے حتی المقدور نگاہ سے دور نہ ہونے دے۔ ایسی مزاولت سے وہ تلقین متعلم کے خیالات میں جذب ہوکر اُسکا دستور العمل بن جاتی ہے۔

طائر رُوح کے دو بازو علم و عمل کہلاتے ہیں اور اُسکی طاقت پرواز کا نام عشق ہے۔ چُنانچہ اِن تنہوں وسیلوں کی موجودگی میں فضائے ہستی کی سیر ہو سکتی ہے اور کامیابی کی شکل نظر آسکتی ہے۔ یہ مسئلہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر یکساں حاوی ہے اور اُسکی ترقّی و تنزّل کا ذریعہ ہے۔

اہلِ ہند نے اِن کا نام گیان کرم اور بھگتی رکھا ہے اور اِن کے عملدرآمد کے چار درجے بیان کئے ہیں جنھیں شریعت طریقت حقیقت اور معرفت کہتے ہیں۔ انانیّت کیسا تھ فعلوں کا سرزد ہونا شریعت کی پیروی اور افعالی تثلیث کی پابندی ہے۔ انانیّت سے گذر کر صفائے قلب حاصل کرنا طریقت ہے اور یہ افعالی تثلیث سے رہائی کی صورت ہے۔ قلبِ صافی میں حق و باطل کی تمیز حقیقت کہلاتی ہے

اور یہ علمی تثلیث کی پابندی ہے جو علم ثلاثہ بشکل بیدار نمودار ہوتا ہے اُسے محو کر کے سکونِ قلبِ حاصل کر لینا معرفت ہے۔ یہ بارہ مدارج عقول کے ہیں۔

نفوس میں مندرجۂ بالا تقسیم کی رُو سے ورن آشرم اور اوستہا تین نقطۂ نگاہ قرار دئے گئے ہیں اُن کا باہمی تعلق تخم۔ شجر اور ثمر کا سا ہے۔ ورن وہ تخم ہے جو صفت و فعل کے اعتبار سے چار طرح کا ہے۔ برہمن کشتری ویش اور شودر۔ آشرم وہ شجر ہے جسکے چار حصے طفولیت۔ بلوغ۔ جوانی اور پیری نامزد ہیں اوستہا وہ ثمر ہے جسکی چار حالتیں بیداری۔ خواب غفلت اور ہوش کے نام سے مشہور ہیں۔ رُوحِ انسان کا یکے بعد دیگرے اِن بارہ تعینات سے گذر ہوتا رہتا ہے۔

تین قسم کے روحانی امراض میں نوع انسان گرفتار ہے۔ اُنہیں جہالت۔ اضطراب اور لاعلمی کہتے ہیں

کسی مریض میں یہ تینوں امراض مُشترک ہیں کسی میں دو مرض ہیں اور کسی میں ایک۔ ایک نُسخہ سب مریضوں کیلئے کارگر نہیں ہوسکتا۔ جسکی جیسی کیفیت ہو اُسکے بموجب نُسخہ کی تجویز اور اُس کا استعمال ٹھیک ہے۔ حکیم حاذق کا کام ہے کہ وہ مرض پہچان کر نُسخہ تجویز کرے۔ غیر موزوں نُسخے کے بے قاعدہ استعمال سے فائدہ پہونچنے کی بجائے مریض کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ ادنیٰ درجہ کا طالب جسکے باطن میں جہالت اضطراب اور لاعلمی تینوں موجود ہیں ابھیاس یعنی شغل کا محتاج ہے۔ اوسط درجہ کا طالب جو اضطراب اور لاعلمی اِن دو نقصوں سے متاثر ہے گیان یعنی عرفان کے وسیلے سے مستفید ہوسکتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا طالب جسکی چشم باطن کے سامنے صرف لاعلمی کا حجاب حائل ہے دھیان یعنی مراقبہ کی مدد سے جلد روحانی ترقی حاصل کرتا ہے۔ تیاگ یعنی فنا کی طریقت اِن تینوں سے افضل ہے کہ عشق کامل اُسکا ذریعہ ہے۔ فنا کے بعد بقا ہے جو سب کا

نصب العین ہے۔

ہر طریقہ سے درجہ بدرجہ کشائشِ باطنی اور ذاتِ پاک کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بقا کی منزل تک پہنچنے کیلئے فنا کی شاہراہ طے کرنا لازم آتا ہے۔ روحانی ترقی کی وہ چار منازل یوں بھی بتائی جاسکتی ہیں کہ شغل کا نتیجہ صفائے دل ہے۔ عرفان کا ثمرہ عقلِ سلیم۔ مراقبہ کا ماحصل ترکِ خیالات اور فنا کا انجام انانیت کا فقدان۔ اس آخری کیفیت کو ترکِ ترک یعنی وصال کہتے ہیں۔

زمانۂ موجودہ کے حالات کو پیش نظر رکھ کے اِس سے بہتر کوئی اصلاح کی تدبیر خیال میں نہیں آتی کہ طالبانِ حق ابتدا میں بھگوت گیتا کی سولھویں اور سترھویں ادھیاؤں کو جنمیں امر و نہی کی تشریح اور سہ گانہ عقیدوں کی تعریف درج ہے۔ وقتاً وقتاً پڑھتے رہیں اور اُن سے اخلاقی اصول اخذ کرتے رہیں۔ اس کے بعد وہ ساتویں

اودھیا کا جسمیں تتو بودھ یعنی کرشمۂ صفات کا بیان ہے
اور عالم ظاہری کے اجزا دکھلائے گئے ہیں غور و خوض
کیساتھ مطالعہ کریں نیز چودھویں اودھیا کے مضمون سے
صفتِ سہ گانہ کی ترکیب اور جزو و کُل کے باہمی تعلق کو
بخوبی سمجھ لیں۔ ایسا کرنے سے خود شناسی کے وہ باریک
رموز جن کا دیگر اودھیاؤں میں تذکرہ آتا ہے متعلم کے
قریب الفہم ہو جاتے ہیں۔ یہ علمی طریقت کا مختصر بیان ہے۔
عملی طریقت میں مبتدی کو واجب ہے کہ وہ ایسی
نمائشی پرہیزگاری سے جسمیں ضبطِ حواس کی شکل نظر آتی ہے
مگر در اصل دل بدستور پریشان رہتا ہے احتراز کرے
اور بجائے اُسکے دل پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہے
جب دل قابو میں آتا ہے تو حواس اپنی سرکشی چھوڑ دیتے
ہیں اور خود بخود مطیع ہو جاتے ہیں۔
چھٹی اودھیا کے ۱۲، ۱۳، اور ۱۴ اشلوکوں میں ایسے
شغل کی طرف اشارہ ہوا ہے لیکن وہاں اسکا بیان مجمل ہے

اسلئے یہاں تفصیل کی ضرورت ہے۔ شاغل اپنی دونوں
آنکھوں سے ناک کے سرے پر نظر جمائے اور سانس کے
اندر آتے وقت جو سو کی آواز اور باہر جاتے وقت ہم کی
آواز قدرتی طور پر اُس جگہ پیدا ہوتی ہے اُس پر خیال
رکھے بالفاظِ دیگر وہ اپنی نظر ٹھہرا کے سانس کی رفتار
اور اِن دونوں آوازوں پر توجہ رکھے۔ تھوڑی
دیر میں سانس کی رفتار ہلکی اور یکساں ہونے لگیگی
خیال میں سکون پیدا ہوگا رفتہ رفتہ نور کے ذرات نمودار
ہوں گے اور آخر میں شاغل کو اپنی ہستی غیر محدود یعنی
عالم میں بسیط معلوم ہو گی۔ اِس شغل کا نام ناساگر دھارنا
یعنی پاسِ انفاس ہے اِسکی برکت سے خودی کی کثافت
دور ہو جاتی ہے اور کلیت کا نظارہ میسّر ہوتا ہے۔ یہی
علم الیقین کا درجہ ہے۔

طالب کی قابلیت کے اعتبار سے اوسط درجے کا شغل
پانچویں ادھیا کے ۲۷ اور ۲۸ منتر میں بتایا گیا ہے اِسکو

بھرکٹی دھیان یعنی شغلِ شمسی کہتے ہیں۔ اِسکا طریقہ یہ ہے کہ شاغل اپنی نظر اُس مقام پر جہاں ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے قائم کرے اور مُنھ بند رکھکر ناک سے سانس لیتا رہے اور کسی خیال کو پیدا ہونے دے۔ چندے ایسی مزاولت سے علم آشکارا ہوتا ہے اور جزو کُل کا تعلّق صاف نظر آتا ہے۔ یہ عین الیقین کا مرتبہ ہے۔

تیسرا شغل جسے گایتری یعنی شغل طاؤسی کہتے ہیں مندرجۂ بالا طریقوں پر فضیلت رکھتا ہے کہ وہ روشن ضمیر اشخاص کے حسبِ حال ہے۔ اُسکا تذکرہ آٹھویں ادھیا کے ۱۲ اور ۱۳ منتر میں موجود ہے۔ سب عارفوں نے اِسے شاہراہِ معرفت مانا ہے اسلئے کہ اُسکے فیض سے شاغل کی نگاہ جزو کُل سے بالاتر ہو جاتی ہے غیب و شہود کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور عشق حقیقی محویت کی صورت اختیار کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر اس طریقت کا پیرو صفات

کے سات طبقوں میں اپنی ہستی کو جزو و کل اور غیب و شہود سے مبرا دیکھتا ہوا مساوات کو اپنا اصول قرار دیتا ہے اور اسمِ اعظم اوم میں جو علمی ثلاثہ پوشیدہ ہے اُس سے تجرید اختیار کرتا ہے۔ اُسوقت انسان مرگ و زیست کے کے خوف سے آزاد ہو کر حق الیقین کا سرُور ابدی حاصل کرتا ہے جسکا بیان قیل و قال سے باہر ہے اور شاغل کو خود معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ اور اکِ انسانی کا غایت درجہ ہے

دوسری اوھیا کے ۵۵ لغایت ۷۲ منتروں میں انسانِ کامل کے حال کا مُرقع درج ہے۔ شائقین اون منتروں کی ضمیر سے واقف ہو کر ایسی نادر ہستیوں کی شناخت کر سکتے ہیں اور اُن سے بھگوت گیتا کے جامع اصُول کی تفہیم میں امداد لے سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں نوجوان علم کی تحصیل کرتے ہوئے اور پیشہ ور لوگ اپنے دنیوی فرائض ادا کرتے ہوئے مشکل سے متذکرہ بالا طریقوں پر کاربند ہو سکتے ہیں۔

اسلئے انہیں واجب ہے کہ وہ کم از کم پاسِ انفاس
کے سہل اور ابتدائی وسیلہ سے کام لیں حقیقت کا راز
دریافت کرنیکی فکر میں رہیں اور عشق وفنا کی ضمائر کو
جہاں تک ہوسکے اپنے دلمیں جگہ دیں۔ اِن چار ضمیروں کا
مختصر بیان بارہویں ادھیا کے ۸ لغایت ۱۲ منتر میں درج
ہے اور اٹھارویں ادھیا کے ۶۵ و ۶۶ منتروں میں انکی
اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔

پاسِ انفاس ایک قدرتی عمل ہے جو کہ ہر جاندار
میں نفس کی بالا و پائیں حرکتوں سے سوہم کی ندا پیدا
کرتا ہوا جاری رہتا ہے۔ یہ ندا بلا کوشش پیدا ہوتی ہے
لیکن نفس کی رفتار پر غور کئے بغیر محسوس نہیں ہوتی۔
اس ندا کی رہبری سے کشایش باطنی حاصل کرنیکا طریقہ
اوپر بیان میں آچکا ہے اسلئے اسکے تکرار کی ضرورت نہیں
شاغل اسکی مزاولت جسقدر فرصت ملے اور جہاں تک ہوسکے
بڑھاتا جائے اور ذیل کی تین اصول کو مدِ نظر رکھکر ثابت

کے راستہ پر گامزن ہو۔ انہیں عشق فنا اور فکر کہتے ہیں
عشق کے یہ معنی ہیں کہ شاغل جسوقت شغل سے خالی ہو اُسکے
دوبارہ کرنیکے موقع کا منتظر رہے اور اس خیال کو اپنے دلمیں
جگہ دے۔ فنا کی یہ مراد ہے کہ شاغل اپنی ہستی کو جو کچھ
مانتا رہا ہے اُسے غلط سمجھے یعنی نقشِ خودی کو صفحۂ دل سے
حتی المقدور مٹا دے۔ اِس نقش کے مٹنے پر جو حرکات
قلب میں تمیز ہوں اُنکی یہ حقیقت معلوم کرنا کہ وہ کہاں سے
کیونکر پیدا ہو رہی ہیں اور کس کا فعل ہیں فکر کہا جاتا ہے۔
یہ طریقہ سب سے بہتر اور آسان ہے اور اس پر عمل کرنیمیں
کسی قسم کی تکلیف اور نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ علاوہ
ازیں اِسکی تکمیل میں نہ تو کوئی شے حارج ہو سکتی ہے اور
نہ اِسکے واسطے کسی سامان کی ضرورت ہے۔ پھر بھی اہلِ ہند
اس راہِ حق پر چلنے کو ناممکن خیال کرتے ہیں اور جبتک
اُنمیں اخلاقی ضعف موجود ہے اُنہیں بیشک ایسا ہی
معلوم ہوتا رہیگا۔ دراصل ہمت والے کیلئے کوئی امر

دُشوار نہیں ہے۔ جبکہ بشر دن رات کے چوبیس گھنٹو نہیں تمام دُنیوی مشکلات کو حل کرتا ہے تو پھر وہ علی الصبح سرِ شام یا سوتے وقت ۱۵ یا ۲۰ منٹ اِس شغل کیواسطے بھی مقرر کر سکتا ہے صرف شوق استقلال اور کوشش کیضرورت ہے

باید طلب اندر رہِ دلدار درُست
ہمّت درکار باید اے یار درُست
اخلاص درُست و صبرِ ناچار درُست
زیں چار درُست میشود کار درُست



بھگوت گیتا کی عظمت

بھگوت گیتا کے موضوع اور نظام پر تبصرہ کرنے سے پیشتر اُن تاریخی حالات کو مختصر طور پر بیان کرنا ضروری ہے۔ جنکے سلسلہ میں جنگِ مہا بھارت کی نوبت آئی۔ کرشن اور ارجن کے درمیان تقریر چھڑی اور اُن کے نادر و پاکیزہ خیالات دُنیا کی رہنمائی کے لئے قلمبند ہوئے۔

راجہ دھرتراشٹر اور راجہ پانڈو دو بھائی تھے جن میں پہلے بڑے اور دوسرے چھوٹے تھے۔ راجہ دھرتراشٹر نابینا تھے اسوجہ سے وہ ہندو شاستر کے بموجب تخت نشین نہ ہو سکے اور راجہ پانڈو ہستنا پور کی سلطنت کے تاجدار ہوئے۔ مگر وہ کچھ عرصہ حکومت کر کے فوت ہو گئے۔ اُنکی وفات پر راجہ دھرتراشٹر کے بڑے بیٹے دریودھن نے اِس سلطنت کا کاروبار سنبھال لیا اور اپنے چچازاد بھائیوں یعنی پسرانِ پانڈو کا حق چھین کر اُنہیں بہت

اذیّت پہنچائی۔ اِس بنائے مخاصمت پر مہابھارت کا جنگ کوروکشیتر کے میدان میں پیش آیا۔ میدان کارزار میں ایک طرف کورو اور دوسری طرف پانڈو اور ان دونوں فریقوں کے مددگار موجود تھے۔ کورو اور پانڈو غیر نہ تھے بلکہ ایک دوسرے کے عزیز تھے۔ دریودھن کی فوج کا سپہ سالار بھیشم پتامہ تھا اور پانڈو کے لشکر کا منتظم بھیم سین۔ پانڈو کے لشکر میں ارجن اپنی دلیری تیر اندازی اور زیرکی کے باعث خاص اہمیّت رکھتا تھا جب اُسکا رتھ دونوں فوجوں کے وسط میں جنگ شروع کرنیکی غرض سے لایا گیا تو اُسے ہر دو جانب اپنے رشتہ دار دوست اور لائقِ تعظیم اوستاد جنگ پر آمادہ نظر آئے۔ یہ دیکھکر اُسکے دلمیں کمزوری پیدا ہوئی۔ جوشِ محبّت نے اُسکو پریشان کردیا اور وہ واجب و ناواجب کے امتیاز سے قاصر ہوگیا۔ خوش نیّتی اور نیک کرداری انسان کو رہنمائی کا حقدار بناتی ہے چنانچہ ایسی اشد

ضرورت کے وقت اُسے غیب سے اِمداد ملی یعنی شری کرشن بھگوان نے جو اُس وقت اُسکے رتھ بان کے فرائض ادا کر رہے تھے اُسے حیاتِ انسانی کا راز سمجھایا اور فرض ادا کرنے کی ہدایت کی۔ چونکہ اُسکا دل ہنوز بیم و اُمید میں آغشتہ تھا وہ ایسی اعلیٰ تلقین کو دفعتاً نہ سمجھہ سکا اور اختلاف مسائل پر اپنے شکوک سے بار بار سوال کرتا رہا۔ شری بھگوان نے اُسکے شُبہات دور کرنیکے لئے متواتر جوابات دئے اور انجامِ کار اپنی تلقین کی صداقت و وسیع اُلنظری کو علمی اور عملی طریقہ سے ثابت کر کے ادائے فرض کا اصُول برقرار رکھا۔ ایسی الہامی ہدایت سے جنگِ مہابھارت کا نقشہ مکمّل ہو گیا اور آئندہ زمانہ کیلئے بے غرضانہ خدمت کی ایک شاندار عمارت بن گئی۔

بھگوان کرشن کی نادر ہستی روشن بالذات اور دُنیا کی تاریخ میں لاثانی ہے۔ اُن کی توصیف میں کچھ بیان کرنا دل اور زبان کی طاقت سے باہر ہے۔ صرف اتنا

اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن کی ذات میں علم عشق
اور عمل کا درجۂ کمال اور اتحادِ باہمی نظر آتا ہے۔ واقعی طور
پر وہ خورشید معرفت ہیں جن کی ضیا سے اِس تیرہ خاکدان
کا ذرّہ ذرّہ روشن ہے۔ اُن کی رہنمائی پر شک کرنا انسانکی
گمراہی اور بدبختی کی دلیل ہے۔ الہامی کلام میں ہمیشہ
قلّتِ الفاظ اور کثرتِ معنی ہُوا کرتے ہیں اور اُسمیں سے
ہر شخص اپنی استعداد کے موافق معنی اخذ کرتا ہے مگر وہ کلام
کسی کی پرواز خیال سے محدود نہیں ہوتا۔ صرف موحّد
کے ضمیر میں اُسکا مقصد عیاں ہوسکتا ہے اور موحّد بھی
اُسکی کیفیت اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا ہوا اظہار سے
عاجز و قاصر رہتا ہے۔ البتہ بطورِ استعارہ اُسپر اشارہ
کرتا ہے اسلیئے کہ جب کسی طالبِ ذات کے دلمیں ویسا ہی
انکشاف ہو تو اُسکا اشارہ تصدیق اور استقلال کا
وسیلہ بن جائے۔
شری بھگوان نے اُن مسائل کو جو اِس متبرّک

صحیفہ میں درج ہیں ارجن پر ظاہر کیا اور اپنی روحانی طاقت سے انہیں عین الیقین کے درجہ تک پہنچایا۔ انکے ہمعصر مہرشی وید ویاس نے اُن الہامی رموز کو وضاحت کے ساتھ اپنی کتاب مہابھارت کے بھیشم پرب میں منسلک کیا۔ اُن کی روشنضمیری اور بزرگی نہ صرف ہندوستان میں تسلیم ہوئی ہے بلکہ ملکِ یونان کے فلسفہ دانوں نے اُن کے مریدوں کے مرید سے علمِ الوہیت اور فلسفہ حاصل کیا ہے۔ حضرت داراشکوہ فرماتے ہیں۔

"کلامِ راحت انجام حق اساس حقیقت شناس معرفت بیقیاس وحدت مماس محرم اسرار خاص الخاص سوامی بیاس کہ تعریفش از ہرچہ نویسند خارج و بیرون است چنانچہ حکیم اوّل افلاطوں کہ شہرۂ آفاق و ممتاز حکمائے عرب و عجم بودہ باوجود انواع حکمات بحکمت اشراقیہ سرفرازی داشت درشاگردی تنمیم ہندی کہ حکیم بس بزرگ گذشتہ است و افلاطوں درکتب مؤلفہ

خود وصفِ کمالاتش را بدرجۂ کمال بالا کمل مفصّل بقلم آوردہ این مرشدش مریدے از سلسلۂ مریدان سوامی بیاس است درجۂ بزرگیش ازینجا تصوّر نمایند کہ بچہ درجہ خواہد بود"۔

شری وید ویاس علمِ توحید پر ایسے حاوی وقادر ہو چکے ہیں کہ اُن کی مثال کے واسطے دوسری شخصیت نظر نہیں آتی۔ مہرشی وششٹ جی انکے پر دادا تھے جنہوں نے یوگ واسشٹ اور دیگر مذہبی کتابیں تصنیف کر کے دُنیا کو راہِ سلوک پر چلنے کی ہدایت کی۔ اُنکے دادا شکتی نامی اپنے عہد جوانی میں راج رشی وشوامتر کے ہاتھ سے کام آئے۔ وہ اعلیٰ درجے کے عالِم وفاضل تھے۔ اُن کے والد سوامی پراشر مجذوب کامِل تھے جن کی متعدد تصانیف وشنو پوران وغیرہ ابتک موجود ہیں اور اُن کی بزرگی کی شہادت دیتی ہیں۔ موروثی علم کے تخم نے مہامنی وید ویاس کی ہستی میں تکمیل پائی

اُن کا کلام ویدوں اور اُپنشدوں کی منشا کے مطابق اور عینِ معقولات ہے اُن کے راست اور آزادانہ ضمیر کو واہمات سے محدود اور پوشیدہ کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ جن مترجموں نے اُمید وبیم کے خیالات سے متاثر ہو کر اُنکی تصنیف کے اصول بدلنے کی کوشش کی اُن کی ذہنیت سے انصاف کا خون ہوا اور اُس کا نتیجہ طالبانِ حق کی گمراہی۔ بھگوت گیتا مہامنی ویدویاس کا فیض عام ہے جس سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دُنیا فائدہ اُٹھا سکتی ہے اور علوی کلام وہی ہو سکتا ہے جو سب جگہ سب پر حاوی ہو اور ہمیشہ یکساں رہے

ویدوں کے جتنے مسائل خودشناسی سے تعلّق رکھتے ہیں اُن کا تذکرہ اُپنشدوں میں آیا ہے اور بھگوت گیتا اُن اُپنشدوں کا خلاصہ ہے اسلئے بھگوت گیتا تمام معلومات کا جوہرِ لطیف ہے۔ ویدوں

اور اُپنشدوں میں جن اصُول پر وضاحت کیساتھ روشنی ڈالی گئی ہے اُنکا مختصر بیان اِس صحیفہ میں بموقعہ مُناسب و بکمال ترتیب درج ہے۔ اِسکے سات سو منتر اٹھارہ ادھیاؤں پر مُنقسم ہیں جن کی تفصیل اِس منظوم ترجُمہ میں موجود ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ وید متبرک قدیم ہیں اور بھگوت گیتا ایک جدید تصنیف ہے اِسکے علاوہ اُنمیں کُلّیت اور اِسمیں جُزویت کا نظارہ ہے۔ ناظرین غور و فکر کریں تو اُنہیں معلوم ہوگا کہ یہ خیال غلطی پر مبنی ہے علمِ ذات زمانہ کے امتداد سے بے اثر رہتا ہے فرق اِتنا ہے کہ ویدوں میں وہ بصُورت غُنچہ و گُل ہے اور بھگوت گیتا میں اُسکا عطر کشید ہُوا ہے۔ ویدک زمانہ کا طرزِ معاشرت زمانہ حال کے تہذیب و تمدّن سے اسقدر بعید ہو چُکا ہے کہ اُسوقت کی اصطلات و استعارات کی سمجھ اب بہت کم رہ گئی ہے۔ اسلئے زمانہ موجودہ کے اکثر عُلماء ویدوں کے مُطالعہ سے جیسا چاہیئے فائدہ

اور لُطف حاصل نہیں کر سکتے اور باوجود شرح لکھنے والوں سے مدد لینے کے نفسِ مضمون کے مُتعلّق شُبہات میں رہتے ہیں۔ بھگوت گیتا میں وہ مخفی رموز ایسے اختصار اور ایسی ترتیب سے مُندرج ہیں کہ مُتعلّم اُنہیں آسانی اور جلدی سے سمجھکر اطمینان پا سکتا ہے۔ اِس کتاب کے الہامی دائرے میں دیگر علُوم نقطوں کی مانند نظر آتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر اِسکا علم ذات مثلِ آفتاب روشن ہے اور جملہ صِفاتی تحقیقات اِسکی شعاعوں کا درجہ رکھتی ہیں۔ صرف دلِ دانا و چشمِ بینا چاہیئے جو اس نُکتہ کا مطلب دریافت کر لے اور حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

ہندوستان میں قدیم زمانے سے چھ شاستر یعنی فلسفے چلے آئے ہیں جنہیں چھ مُقدّس ہستیوں کے عِلم باطن سے منسُوب کیا جاتا ہے۔ اُن عارفوں نے وید اور اُپنشد کی ہدایات کو اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے واضح کیا ہے اور دلائل کے اسلحہ سے اُنہیں مضبوط اور محفوظ بنایا ہے

فلسفوں کی یہ تقسیم فطرتی اصول پر مبنی ہے جیسا کہ ذیل کے مختصر بیان سے ثابت ہوگا۔

۱۔ نیائے شاستر حواس کی شہادت کو معتبر مان کر مادہ اور روح کے اصول پر عالم کی تقسیم دکھاتا ہے۔

۲۔ پورو میمانسا دلی گواہی کو درست قرار دیکر غیب و شہود کی بنا پر عالم کی حقیقت ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ ویشیشک شاستر پندارِ خودی پر اعتبار کرکے حرکت و قیام کے امتیاز سے عالم کا عقدہ کھولتا ہے۔

۴۔ یوگ شاستر عالم کی نمود کو خیال کا انتشار سمجھکر اُسکی یکسوئی کو ذریعۂ وصال بتاتا ہے۔

۵۔ سانکھ شاستر عقل کی رہنمائی کو صحیح مانکر حق و باطل کے تمیز سے رازِ ہستی آشکارا کرتا ہے۔

۶۔ ویدانت شاستر علمِ اشراق کی وسیع النظری مانتا ہوا واجب الوجود کی وحدت ثابت کرتا ہے اِن اختلافات نظری کو رفع کرنا اور طالب کا

یقین مرکزِ توحید پر ٹھہرانا بھگوت گیتا کا کام ہے۔
اِس کے اصُول ایسے جامع اور لطیف ہیں کہ اُن سے
چھَوں فلسفوں کی پرکھ ہو جاتی ہے۔
فی زمانہ اُن کے سمجھنے والے اور اُن پر عمل کرنے
والے کمیاب ہیں مگر جو ایسی ہستیاں باقی ہیں
وہ ایک نظر میں علمی عمارت کی چھ منزلوں کا
درجہ بدرجہ مُناسب موقع پر ہونا تصدیق کرتی ہیں۔
بعض شرح لکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ
اس صحیفہ میں کچھ ادھیا کرم کچھ اوپاسنا اور
کچھ گیان کے مُتعلق ہیں یہ بیان کسی درجہ تک صحیح
ہو لیکن در اصل سانکھ اور ویدانت یعنی اشراق
وعرفان کا مضمون جو دوسری ادھیا کے گیارہویں
منتر سے شروع ہُوا ہے سوال وجواب کے
پیرایہ میں سلسلہ وار رموز کھولتا چلا جاتا ہے
مُندرجہ بالا تین طریقوں کے پیرو مدّت دراز

گذر جانے کے باعث ایک دوسرے کو غیریت
کی نظر سے دیکھنے لگے تھے۔ بھگوت گیتا نے
اُن میں یگانگت پیدا کی اور سب کو راہِ مغفرت
دکھائی۔ اسی طور پر گرہستی اور سنیاسی
یعنی سالک و مجذوب میں جو نقطۂ نگاہ کا فرق پیدا
ہو گیا تھا اُسے دُور کر کے دونوں کا اِتحاد کرایا
اِس کے نظام میں فلسفہ اور مذہب کی باہمی
مُخالفت نہیں ہے بلکہ یکجہتی ہے یعنی عِلم و عمل
کی جُداگانہ حکومت نہیں ہے بلکہ دونوں
طریقتیں اِس کی حکومت میں پہلو بہ پہلو کارپرداز
ہیں۔

اِس کی تعلیم نسل قوم اور مرد و زن کی
تفریق سے بے لوث رہ کر سب کی رہنمائی پر
یکساں مائل ہے۔ چُنانچہ ساری دُنیا میں
بے شُمار طالبوں نے اس کے فیض سے عشقِ حقیقی

اور سکونِ دل حاصل کیا ہے۔ بھگوت گیتا کے موضوع پر یہاں تک تنقید کی گئی ہے۔

اب اسکی تنظیم کے بارہ میں اتنا عرض کرنا ہے کہ روحانی شاعری کی جس منزل پر یہ نادر صحیفہ پہنچا ہے وہاں موجودہ کتب میں سے کسی کی رسائی نہیں ہے یہ بلاغت کی معیار ہے۔ اگر فصاحت کے اعتبار سے اسکی جانچ کیجائے تو کوئی تصنیف معلوم نہیں ہوتی جسمیں ایسے باریک اور اہم مسائل اتنی آسان مختصر اور سلیس زبان میں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ عجیب و دلکش خیالات کا ایسا مجموعہ ہے جسے ہر بار پڑھنے کے بعد ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے اور باوجود بار بار پڑھنے کے طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اسکے دقائق و رموز پر اسکو عبور حاصل ہو گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسکے اصول کی بنیاد الہام پر ہے اور الہام ہمیشہ عقل کی اوراک سے برتر رہتا ہے۔ دل گواہی دیتا ہے کہ ہندوستان کے منوّر زمانہ کا یہ بے بہا اور لاثانی عطیہ نوعِ انسان کے روشن مستقبل کا باعث ہوگا۔

عرض داشت

سایۂ پندارِ ہستی گر فنا ہو جائے گا
نورِ دل آئینۂ روئے بقا ہو جائے گا
دیدۂ باطن جو وحدت آشنا ہو جائے گا
جلوۂ حق عالمِ کثرت نما ہو جائے گا
سُرمۂ وحدت کھنچیگا جب نگاہِ شوق پر
حُسنِ خوباں عکسِ شانِ کبریا ہو جائے گا
گُنبدِ مینا پہ جائے گی جو میکش کی نظر
ماہِ نو ساغر بدستِ دلرُبا ہو جائے گا
کوچۂ سوزِ مُحبّت میں دلِ بیتاب کو
خاکساری سے مُیسّر کیمیا ہو جائے گا
جوہرِ تیغِ فنا سے آب نوشی شرط ہے
زندگی جاوداں حُکمِ قضا ہو جائے گا
ظُلمتِ بحرِ جہاں میں پرتوِ نورِ خُدا
کشتیٔ عُمرِ رواں کا ناخُدا ہو جائے گا
جُنبشِ تارِ نفس کب تک رہیگی نغمہ خیز
ایک دن یہ سازِ ہستی بے صدا ہو جائے گا

روحِ تاجی توڑ دیگی جب طلسمِ عنصری
علمِ ہستی واصلِ کیفِ بقا ہو جائیگا

اے بشر بحرِ حقیقت میں شناور ہو کے دیکھ
زعمِ باطل وقفِ تسلیم و رضا ہو جائیگا

نغمۂ توحید سنکر عندلیبِ زار سے
گوشِ گُل دمسازِ قانونِ وفا ہو جائیگا

خلوتِ دل کے اگر درباں رہے چشم و زباں
حق سے پورا ایک دن عہدِ وفا ہو جائیگا

بزمِ ہستی میں مثالِ شمع روشن ہے ضمیر
اہلِ دل پر منکشف یہ ماجرا ہو جائیگا

گلشنِ مُعجز سے آتی ہے نسیمِ عطر بیز
دلِ شگفتہ مجمعِ احباب کا ہو جائیگا

مُعجز دہلوی

اکابرینِ عالم کا اظہارِ عقیدت

بھگوت گیتا دُنیا کی بہترین کتاب ہے

شریمان پنڈت مدن موہن مالوی جی کی رائے

میرا یقین ہے کہ بھگوان شری کرشن دُنیا کی تاریخ میں سب سے بہتر گیان اور بے نظیر طاقت سے مزیّن تھے۔

میرا دوسرا یقین یہ ہے کہ دُنیا بھر کی رائج زبانوں میں بھگوان شری کرشن کی فرمائی ہوئی گیتا جیسے چھوٹے حجم میں اتنے بے حد گیان سے بھری ہوئی دُوسری کتاب نہیں ہے۔

گیتا ہندوؤں کا ہی نہیں بلکہ تمام دُنیا کا ورثہ ہے دُنیا کے بے شمار عالموں نے اِس کے مطالعہ سے پرمیشور کا سچّا گیان اور اُس کے چرنوں کی پاک اور بے غرض بھکتی حاصل کی ہے۔

گیتا امرپھل ہے

گیتا کا باعمل مطالعہ نجات کی کُنجی ہے

لوکمانیہ بال گنگا دھر تِلک

تمام دُنیا کے اندر گیتا کے برابر کوئی کتاب نہیں ہے۔
گیتا ہماری کتابوں کے ذخیرہ میں ایک بیش بہا ہیرا ہے۔
دُکھی آتما کو صبر دینے والی۔ روحانی عُروج کی آخری سیڑھی کی پہچان کرانے والی اور اس مایامئی سنسار کے حالات کو بالاختصار سمجھانے والی دُنیا بھر کی تمام زبانوں میں گیتا کے برابر کوئی کتاب بھی نہیں ہے۔
ورن آشرم۔ قومیّت۔ مُلک۔ عورت یا شودر وغیرہ کا کچھ بھی فرق نہ رکھکر سب کے لئے یکساں اچھّی حالت کا علم کرانے والی۔ دیگر مذاہب کی مذہبی کتابوں کے لئے عزّت

کا خیال ظاہر کرنے والی۔ کرم بھکتی اور گیان سے بھری ہوئی کتاب گیتا ویدک دہرم جیسے بہت بڑے درخت کا ایک بہت ہی زیادہ میٹھا اور امر پد کو حاصل کرا دینے والا امر پھل ہے جن کو ہندو دہرم اور نیتی شاستر کے اصلی نکات جاننے ہوں وہ اس نادر کتاب کا سب سے پہلے ضرور مطالعہ کریں۔

کرم یوگ۔ سانکھیہ۔ نیائے۔ میمانسا اُپنشد اور ویدانت وغیرہ لفظ بہ لفظ دُنیا اور اُسکے الگ پر غور کرنے والے پُرانے شاستروں کی حتی الامکان تکمیل پر پہنچنے کے بعد ویدک دہرم کے گیان بھکتی اور کرم یوگ کی جو صورت بن گئی اور جو ویدک دھرم کی اصلی صورت تھی بھگوت گیتا میں اُسکا بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندو دھرم کے سارے اصولوں کو مختصر اور صاف طور سے سمجھانے والے گیتا جیسی کوئی کتاب زمانہ سابق و حال میں موجود نہیں ہے۔

گیتا حقیقی گلوں کا گلدستہ ہے

شری سوامی ودیکانند جی مہاراج

گیتا اُنپشدوں سے اخذ کئے ہوئے حقیقی روحانی علم کا
کے پھولوں کا ایک گُچھا ہے۔

گیتا کا پیغام

شری پُٹ ٹی۔ ایل۔ وسوانی

گیتا میں بھگوان کرشن کے خیالات بھرے ہیں۔
یہ کتاب ایسی نایاب رُوحانی جذبات سے پُر ہے کہ میں ہمیشہ
پرماتما سے یہ دُعا کرتا ہوں کہ وہ مُجھپر ایسی عنایت کریں اور
مُجھے ایسی طاقت بخشیں جس سے میں آخری دم تک گیتا کے
پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکوں۔

گیتا رنج و غم کے عالم میں تسکین دہی ہے

(مہاتما گاندھی)

جب مجھے تشویش دامنگیر ہوتی ہے نا اُمیدی میرا سامنا

کرتی ہے اور روشنی کی ایک بھی شعاع نظر نہیں آتی
تب میں گیتا کی طرف متوجّہ ہوتا ہوں۔ اسی وقت مجھے تسانتی
دینے والا کوئی نہ کوئی شلوک ضرور مِل جاتا ہے اور میں
انتہائے رنج و غم کی حالت میں مُسکرانے لگتا ہوں۔ میری
زندگی ظاہری طور پر مصائب سے پُر ہے اور اگر اُن کے
نُمایاں اور ناتمام آثار مجھ پر باقی نہیں ہیں تو اِس کا فخر
بھگوت گیتا کے اُپدیش کو ہی ہے۔

گیتا کی شرن

شری اربند گھوش

گیتا کا مطالعہ ہمیں نہ تو اِسکے خیالات کی تنقید
کرنے والے متعلم کی طرح کرنا ہے اور نہ اِسے روحانی کتابوں کی
تواریخ میں درجہ دلانے والے کی طرح۔ ہمیں ایک زبان دان
نکتہ چین کی طرح اسکی عبارت پر بھی تبصرہ نہیں کرنا ہے۔

ہم تو اپنی مدد اور رہنمائی کے لئے اسکی شرن لیتے ہیں ہمارا مقصد اسکے حقیقی اور زندگی بخش پیغام کا احساس کرنا ہے جس سے ہر انسان مکمل انسان بن سکتا ہے یعنی اعلیٰ ترین روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

گیتا شکوک رفع کرنیوالی ہے

شری یت لالہ لاجپت رائے جی

جس شک سے ارجن کو تکلیف ہوئی تھی وہ ایک معمولی بات ہے۔ اس قسم کے شکوک راتدن انسانوں کے دماغ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ان کے شکار ہونے والوں کی تعداد کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس قسم کے شکوک مشرقی اور مغربی دونوں ہی ممالک میں دماغی جدوجہد کی وجہ ہیں۔ یہ کسی قوم یا رنگ کو مستثنیٰ نہیں کرتے۔ جب یہ شک کا بھوت آپ کو خوف زدہ کر کے اصلی راہ سے ہٹانا چاہتا ہے تب

ہر وقت خود بھگوان کرشن کا آپ کے پاس موجود رہنا مُشکل ہے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہر زمانہ کے لئے بھگوان نے اِس لافانی پیغام (گیتا) کا اظہار کیا تھا۔

گیتا میں عقل کی فضیلت

بابو بھگوان داس جی۔ ایم۔ اے۔ ڈی لٹ کاشی

شری کرشن نے اندھ شردھا کو ہٹانے اور بُدھی کو جگانے کیلئے گیتا کا اُپدیش کیا ہے اسلئے گیتا بُدھی واد کی پُستک ہے۔ اِس میں شُروع سے آخر تک آتما اور بُدھی پر زور دیا گیا ہے۔ یہ دو الفاظ اور اُن کے ہم معنی دیگر الفاظ گیتا میں جتنے بار آتے ہیں اُتنی مرتبہ اور کوئی لفظ نہیں آتا۔ لیکن افسوس ہے کہ آجکل لوگ بُدھی سے کام نہیں لیتے اور اسلئے گیتا کی سِکشا پر عمل نہیں کرتے۔ البتہ گیتا کی پوتھی ریشمی رومال میں لپیٹ کر اُس کو مالا پھول چندن اور چاول چڑھاتے ہیں۔

گیتا کی خصوصیّت

پروفیسر آٹو شٹرڈس برسلا یونیورسٹی جرمنی

گیتا کے سوا کوئی دُوسری ہندوستانی کتاب ایسی نہیں ہے
جسے ہندوستان اور دیگر ممالک میں اتنی شُہرت حاصل ہو
اسکی وجہ یہ ہے کہ درشن شاستر ایک وِشئی ہیں اور گیتا
سرو وِشئی ہے۔ اِس کی سکشنا کا دائرہ بہُت وسیع ہے۔
اس کی خصُوصیت یہ ہے کہ اسمیں متضاد سدھانتوں کا
پرتی پادن کیا گیا ہے اور اُس میں مُکتی کا مارگ بتلاتے
ہوئے فرائض کی سرانجام دہی کے بارے میں غور کیا گیا ہے
گیان مارگ کی وجہ سے کرم مارگ کا آدر نہیں رہا
تھا۔ کرم کانڈ کے علاوہ لوگوں کو ہر طرح کے کرموں سے
ہی نفرت ہو گئی تھی وہ سوچنے لگے تھے کہ تمام کرم سنسار
میں پھنسانے والے ہیں اس لئے گیانی کو ہر طرح کے کرم
سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ لیکن ہر آدمی گیان اور تپ کی

زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس لئے گیتا میں ایسا راستہ
بتلایا گیا ہے جس سے سماج میں رہ کر اپنے فرائض کو سرانجام
دیتا ہوا بھی آدمی سنسار کے بندھن سے آزاد ہو سکے
اِس طرح سے گیتا نے گیان مارگ اور بھگتی مارگ میں
میل کرا دیا اور نورتی و پرورتی مارگ کو برابر کا درجہ
دیا۔

وہ گیانی جو صرف گیان کے لئے شریر دھارن کرتا ہے
اور وہ آدمی جو دُنیا میں رہ کر اپنا دھرم نبھاتا ہے گیتا
میں ان دونوں کے لئے جگہ ہے۔

گیتا بتلاتی ہے کہ برہم گیان اور بھگوت بھگتی میں
برابر کا سمبندھ ہے کیونکہ برہم ہی ایشور ہے۔ اِسکی پراپتی
کیلئے صرف طریقہ کا بھید ہے۔ گیتا نے درشن شاستر اور
کرتویہ شاستر کے متضاد سدھانتوں کا میل کر کے ایک شکل
میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسمیں کرمی کو یہ یقین
دلایا گیا ہے کہ اُسے بھی بھگوت پریم اور دھرم پالن کے

ذریعہ پرمانند کی پراپتی ہو سکتی ہے۔

بھکتی مارگ کا یہ بنا سروپ جو گیتا میں بتلایا گیا ہے اِس کا مقصد گیان مارگ کو نیچا دکھلانا نہیں بلکہ مُکتی کے دونوں مارگوں کو ایک کرنا اور اُنہیں برابر اہمیّت دینا ہے

بہترین کتاب

پروفیسر ریچرڈ گاروے

ہندوستان کے مذہبی لٹریچر کی کوئی دُوسری کتاب بھگوت گیتا کی برابری کرنے لائق نہیں ہے۔

دُنیا بھر کی کتابوں سے افضل کتاب

مشہور جرمن عالم ولیہلم فان ہمبولٹ

دُنیا میں جتنی کتابیں ہیں بھگوت گیتا جیسے باریک اور اعلیٰ خیالات کہیں نہیں ملتے۔ جسوقت میں نے اِسے پڑھا

میں پرماتما کا ہمیشہ کے لئے احسان مند ہو گیا کہ اُس نے مجھے اِس کتاب کا مُطالعہ کرنے کے لئے زندہ رکھا ہے۔

رُوحانی شاعری کے آورش کے جتنے قریب بھگوت گیتا پہنچ سکی ہے اُتنی کوئی بھی کتاب نہیں پہنچی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دُنیا کی تمام کتابوں کی نسبت گیتا کا سب سے زیادہ مُطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات اُس کے بے شمار ترجموں سے ظاہر ہے۔

گیتا حق کی کسوٹی ہے

(لارڈ رونالڈ شے)

میں خوب جانتا ہوں کہ صداقت کی بے خطا کسوٹی مُقرّر کرنا کتنا مُشکل ہے سچّے اعتقاد۔ سچّے ارادے۔ اور سچّے قول وغیرہ آٹھ قسم کے اعلیٰ فرائض میں حق کیا ہے۔ اسکا فیصلہ کون کرے تو اسکا جواب ایک طرح سے بودھ مذہب

ہیں ملتا ہے۔ لیکن بھگوت گیتا میں اسکی چھان بین نہایت اعلیٰ طریقہ پر کی گئی ہے۔ گیتا میں یہ تحقیق کیساتھ بتلایا گیا ہے۔ کہ انسان کرموں کو ترک کرکے ہی اُن کے بندھن سے چھٹکارا نہیں پاسکتا اور نہ صرف سنیاس سے وہ پرم پد پراپت کرسکتا ہے بلکہ پرم پد اُسے حاصل ہوتا ہے۔ جس کے کرم تمناؤں سے مبرّا ہوں۔ جسے کرموں کے پھل کی آرزو نہو جسے کسی چیز کی خواہش یا لوبھ نہو۔ جس نے اپنے دل پر قابو پالیا ہو۔ اور جو بے لاگ ہوکر محض جسم سے کرم کرتا ہو۔

گیتا گیان کا سمندر ہے

مسٹر چارلس جونسٹن

اُپنشدیں گہری اور غیر متزلزل پہاڑی جھیلیں ہیں اور بھگوت گیتا اُن پہاڑوں کے دامن میں پہاڑیوں کی جھیل ہے۔

جو اُسی آبِ معرفت سے لبریز ہے ۔

ہندوستان کی قومی کتاب

مسٹر اے۔ ٹی برو کس

شریمد بھگوت گیتا ہندوستان کے مُختلف سمپر دایوں کو مُتّحد کرنے والی رسّی اور قومی زندگی کا بے بہا خزانہ ہے ہندوستان کا قومی دھرم گرنتھ بننے کے لئے جن جن باتوں کا ہونا ضروری ہے وہ تمام بھگوت گیتا میں موجود ہیں نہ صرف یہی بلکہ یہ سب سے بڑھکر آیندہ عالمگیر دھرم کی مذہبی کتاب ہے۔ ہندوستان کے مُنوّر زمانہ ماضی کا یہ گران بہا عطیہ بنی نوع انسان کے اور بھی روشن مُستقبل کا باعث ہوگا۔



گیتا کی عزّت کا باعث

مسٹر ہیلموٹ فان گلازی نپ جرمنی

ہندوستان میں کئی درشن شاستر ہیں جنمیں
ایشور اور برہم واد میں میل کرانے کی کوشش کیگئی
ہے۔ جو کتاب ان دونوں سِدّھانتوں کی یکساں طور پر
تائید کرتی ہے اُس کی بڑی عزّت ہوتی ہے۔ بھگوت گیتا
میں شری کرشن (جو وشنو کا مُکمّل اوتار تھے) سامنے آکر
موکش کے سِدّھانت کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ سروگیہ
اور سروشکتی مان ہیں اور تمام کائنات کے مالک ہیں
جو لوگ شردھا سے اُن کی اُپاسنا کرتے ہیں اُنہیں وہ
نجات عطا فرماتے ہیں۔

گیتا کا سنہری پیغام

ڈاکٹر لیونیل ڈی برنیٹ

شریمد بھگوت گیتا کو لاکھوں انسانوں نے سنا پڑھا اور پڑھایا ہے۔ آتما کو ایشور کی طرف متوجہ کرنے میں یہ کتاب بے حد اُمید افزا ثابت ہوئی ہے کیونکہ اِسکا مقصد ہر زمانہ اور ہر مقام کے متلاشیانِ حق کو فیضیاب کرنا اور اس کا پیغام زندگی کے تمام اعمال کو بے غرض خدمت کے طور پر پرماتما کے نام پر نچھاور کرنا ہے۔

گیتا کیسے پڑھنی چاہیئے

مسٹر ہالڈین ایڈ ورڈ سمپسن

شریمد بھگوت گیتا کو سمجھنے کا واحد ذریعہ اُسے پڑھنا

برابر پڑھتے رہنا۔ اور اُسے ذہن نشیں کرنا ہے تاکہ وہ دماغ کے پردۂ یادداشت پر اچھی طرح منقش ہو جائے۔ متعلم کو چاہیئے کہ شروع میں ہی گیتا کو سمجھنے یا اُسکے گیان کا اندازہ لگانیکی کوشش نہ کرے۔ محض دماغ سے اُسے سمجھنے کی کوشش چھوڑ کر دل کو اُس کے اُپدیش میں لگائے رکھے اور لگاتار اُسے نگاہ میں رکھے اس کے الفاظ کا خیال کرے تاکہ وہ اس کے دل کی تہ تک پہونچ جائیں پھر آہستہ آہستہ وہ دل سے اس کے دماغ تک پہنچ جائیں گے اور اُس کے خیالات میں خلط ملط ہو کر اُسکے چال چلن کو تبدیل کر دیں گے یعنی اُس کے خیالات اور افعال خود بخود گیتا کی تعلیم کے مطابق ہونے لگیں گے۔

پُرانا اور نیا ایک ہی سوال

شریمتی ڈاکٹر۔ ایل۔ جے یوڈارس جرمنی

گیتا میں اُس پُرانے اور نئے سوال کی طرح طرح سے چھان بین کی گئی ہے کہ مُکتی دینے والا گیان کیسے حاصل کیا جائے۔ کیا ہم

کرم سے دھیان سے یا بھکتی سے ایشور کے ساتھ ایک ہو سکتے ہیں۔ کیا ہمیں آتما کی شانتی کے لئے دُنیا سے دور بھاگنا چاہیئے ؟ گیتا میں یہ سوال متواتر نئی نئی شکل میں ملتا ہے۔ گیتا دھرم اور درشن شاستر سے بنی ہے اور اس میں یہ دونوں ندیاں ساتھ چل کر ایک دوسرے سے مِل جاتی ہیں۔

بھگوت کی پرتگیا

پروفیسر محمد حافظ سعید ایم۔ اے ایل ٹی الہ آباد

شریمد بھگوت گیتا شری کرشن کا فرمان ہے۔ یہ وہ اپدیش ہے جو اُنہوں نے کورو کشیتر کی رن بھومی میں دیا تھا۔ یہ ایسی کتاب ہے جو کسی خاص نسل اور مذہب کیلئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ اسمیں بھگوان نے وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ صدق دل سے لگاتار اُنکی یاد کرتے ہیں بھگوان اُنہیں بے خوف بنا دیتے ہیں۔

اُنہیں اپنا جلوہ دکہاتے ہیں۔ اور اُنہیں اپنے آغوش میں جگہ دیتے ہیں۔

گیتا کی تعلیم

جناب مظفر حسین صاحب شمیمؔ

بھگوت گیتا کا جن لوگوں کو غور سے مُطالعہ کرنیکا موقعہ ملا ہے وہ اِس حقیقت سے اِنکار نہیں کرسکتے کہ گیتا اعلےٰ فلسفیانہ خیالات کا ایسا مجموعہ ہے جسے ہر مرتبہ پڑھنے کے بعد ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے اور بار بار پڑہنے کے باوجود طبیعت سیر نہیں ہوتی گیتا کے مُطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہندِ قدیم کا فلسفہ بجد بلند و اعلیٰ تھا اور ہمارے مُلک میں بڑے بڑے عالی دماغ و بالغ نظر فلسفی پیدا ہو چکے ہیں۔ جن اصحاب نے اُپنشدوں اور ویدوں کا بامعانِ نظر مُطالعہ کرنیکے ساتھ گیتا کو دیکھا ہوگا اور ہندوستانی

اِن مایۂ ناز تصانیف پر غور کیا ہوگا وہ فوراً کہہ اُٹھیں گے کہ
بھگوت گیتا دراصل اُپنشدوں اور ویدوں کا جوہر ہے۔
گیتا سے یوں تو دُنیا کی تمام قومیں کچھ نہ کچھ فائدہ اُٹھا سکتی
ہیں لیکن مُردہ قوموں کے حق میں اِس کی تعلیم و ہدایت چراغِ
راہ کا حکم رکھتی ہے۔ گیتا کو جو شخص صحیح طور پر سمجھ جائے اُس کی نظر
میں رشتہ داروں۔ دوستوں اور عزیزوں کی محبّت کوئی چیز
نہیں ہوتی۔ اُس کے نزدیک جاہ و حشمت۔ حرص و طمع اور اِسی
قسم کے دُوسرے کمینہ جذبات کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ اُس کی
نگاہوں کے آگے انسانی زندگی کا تخیّل مختلف ہوتا ہے۔ وہ تحمّل
کا بندہ بن جاتا ہے۔ حق و صداقت پر اپنی عزیز سے عزیز چیز
قُربان کرنے پر تیّار ہو جاتا ہے اور سچّائی کی قُربان گاہ پر اپنی
دُنیاوی خواہشات اور احساسات کے ذاتی تعلّقات اور
محبّتوں کو بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔

دُنیا پُر از مصائب کیوں معلوم ہوتی ہے؟ اس لئے کہ
ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کون ہیں دُنیا میں ہماری آمد کا مقصد کیا ہے

اگر ہمیں اپنی حقیقت معلوم ہو جائے تو پھر ہماری ساری مُصیبتیں آپ ہی آپ ختم ہو جائیں گی۔ بشرطیکہ ہم دُنیا میں اپنے آنے کا صرف یہی مقصد نہ سمجھیں کہ اِنسان دُنیا میں فقط اپنے رشتہ داروں سے محبّت کرنے اور جانوروں کی طرح کھانے پینے اور مرجانیکے لئے پیدا کیا گیا ہے بلکہ ہماری پیشِ نظر اپنی تخلیق کا اِس سے زیادہ بلند مفہوم موجود ہے۔ مرنے سے ہم کیوں ڈرتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ قالبِ خاکی ہی اصلِ زندگی ہے۔ اگر ہم یہ سمجھ جائیں کہ ہمارا یہ جسم ایک فانی شے ہے بلکہ ہماری موجودہ زندگی کا اصلی سرچشمہ رُوح ہے جو امر ہے یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والی چیز ہے تو موت کا ڈر فوراً ہماری دلوں سے کافور ہو جائے گا۔ ہم موجودہ دُنیاوی خوشیوں اور مُصیبتوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنے لگیں گے اور ابدی و سرمدی خوشی کی خاطر اپنی ہی عزیز ترین چیز کو قُربان کرنے پر آمادہ ہو جائینگے۔

میرے ناچیز خیال میں گیتا میں شری کرشن نے اِن ہی اہم مسائل کا حل فرمایا ہے۔ چُنانچہ آپ نے اِن مسائل مُہمّہ سے گذر کر

نجات حاصل کرنے کیلئے تین منزلیں قرار دی ہیں۔ ایک گیان دوسرے کرم اور تیسرے بھکتی۔

دُنیا کے مصائب سے تنگ آکر اور ہر ہر قدم پر اپنے عمل میں ناکام ہونیکے بعد انسان کی طبیعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس دُنیائے فانی سے اُسکا دل اُداس ہو جاتا ہے اور وہ عملی دُنیا سے کوسوں ہٹ کر تصوفانہ خیالات کی دُنیا میں اُڑنے لگتا ہے اور ویراگ کے دائرے میں آجاتا ہے۔ ایسے نازک موقعہ پر گیتا اُسکا ہاتھ پکڑتی ہے اور اُس سے کہتی ہے کہ اُٹھ!! یہ دُنیا دُنیائے عمل ہے یہاں ناکامیوں اور مصائب سے گھبرا کر گوشۂ عافیت میں بیٹھ جانا ٹھیک نہیں۔ بلکہ مایوس دل شکستہ اور اُداس ہونے کی بجائے بھکتی سے اِس ویراگ کی حالت میں حصولِ مقصد کے لئے آگے بڑھنا چاہیئے کیونکہ جب یہ معلوم ہے کہ عمل سے کسی حالت میں مفر نہیں تو پھر یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش بیٹھ جانا کیا معنی؟ لیکن یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ انسان کوئی کام کسی مقصد کو

پیشِ نظر رکھکر کرتا ہے ۔ جب اُسے اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی
تو اُسکا خوش ہونا اور جب ناکامی ہوگی تو اُسکا رنجیدہ ہونا
قُدرتی امر ہے تو پھر اُس کے خوش ہونے یا رنجیدہ ہونے پر
نُکتہ چینی کیوں کی جاتی ہے ؟ اس موقع پر گیتا نے ایک قدم
اور بڑھایا ہے ۔ وہ کہتی ہے کہ کامیابی یا ناکامی کے خیال سے
بے نیاز ہوکر اِنسان کو چاہیئے کہ وہ حصُولِ مقصد کے لئے آگے
بڑھتا جائے ۔ اِنسان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ کسی مقصد کیلئے
اس لئے جد وجہد کرے کہ وہ کامیابی کے پھُولوں سے دامن
مُراد بھرے گا بلکہ اُس کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اپنے مقصد کی راہ میں
محنت کرنا ہی اُس کا مقصد ہے ۔ یہی وہ کرم ہے جسے عمل کیلئے
عمل کرنا کہتے ہیں ۔ اگر انسان نتائج وعواقب سے بے نیاز ہوکر
عمل کی اس بلند و بالا منزل پر پُہنچ جائے تو یقیناً یہی اُس کی
نجات ہے ۔ قولِ چکبست :-

چمنِ زارِ محبّت میں اُسی کی آبیاری ہے
کہ جس نے اپنی محنت ہی کو محنت کا ثمر جانا

شریمد بھگوت گیتا کے اِس منظوم ترجمہ کے متعلق چند معزز اصحاب نے اپنے خیالات بذریعہ خطوط مؤلف پر ظاہر فرمائے تھے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ یقین ہے کہ ناظرینِ باتمکین کو اِن کا معلوم کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) ایڈیٹر پرچہ ہندوستان۔ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء

خوش خبری نمبر ۲۔ دل چاہتا ہے کہ ناظرین ہندوستان کو آج ہم صرف ایک ہی مژدہ سنا کر خاموش نہ ہو رہیں بلکہ پے در پے کئی خوشخبریاں دینا چاہتے ہیں۔ روزانہ دیپک کے اجراء کے علاوہ ہم نے ایک بے نظیر علمی ضیافت کا سامان بھی تیار کیا ہے یعنی وہ قیمتی خزانے جن پر اُردو زبان کا لٹریچر ہمیشہ فخر کرے گا کوڑیوں کے مول نذر ناظرینِ باتمکین کریں گے یہ کتابیں وہ نہیں جن کو آپ ایکبار پڑھ کر پھینکدیں بلکہ حرزِ جاں بنانے کے قابل علمی تحفہ ہیں جتنی مرتبہ آپ اُنپر وچار کریں گے اُتنی ہی خیالات میں بلندی اور آتما کو آنند حاصل ہوگا منجملہ اُن کے ایک گیتا منظوم ہے گیتا کے بے شمار ترجمے اور صدہا ٹیکائیں

شایع ہو چکی ہیں۔ علّامہ منیفی فیّاضی نے اِس کو فارسی نظم کی لڑیوں میں بھی پرو دیا ہے مگر یہ اُردو منظُوم گیتا اپنی آپ ہی نظیر ہے جو شریان پنڈت دینا ناتھ صاحب بی۔ اے مدن دہلوی کی تصنیف لطیف ہے۔ اِس نظم میں خوبی یہ ہے کہ ہر ایک اشلوک کا بالکل صحیح ترجمہ ہے حشو و زواید سے پاک ہے ایک لفظ بھی زائد استعمال نہیں کیا گیا فاضل مُصنّف رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ جی مدن مرحُوم کے فرزند ہیں جو دریائے معرفت کے شناورِ یکتا تھے اور جنہوں نے شریمد بھگوت گیتا کی اُردو ٹیکا بھی کی ہے جو مقبُولِ خاص و عام ہو چکی ہے اور جس کے مُتعدّد ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔

۲۔ ایڈیٹر سناتن دھرم پرکاش فیروز پور شہر۔ پرچہ دسمبر ۱۴ء

عشقِ حقیقی یعنی شریمد بھگوت گیتا جی کی بارہویں ادھیا بھگتی یوگ کا اُردو اشعار میں ترجمہ شریان ماینہ ور پنڈت دینا ناتھ صاحب مدن بی۔ اے مُتخلّص دہلوی نے بموقعہ سالانہ جلسہ شری سناتن دھرم سبھا مُلتان چھاؤنی یکم نومبر ۱۹۱۴ء کو پڑھا تھا

اِس نظم میں خاص خوبی یہ ہے کہ اِس کے اشعار کا وزن اور بحر وہی ہے جو اصل گیتا کے اشلوکوں کا ہے۔ یہ خوبی آجتک ہم نے کسی اُردو گیتا کے منظوم ترجمہ میں نہیں دیکھی۔

۴۔ ازجناب ٹھاکر بلدیو سنگھ صاحب ٹیکہ ریاستِ گلیر ضلع کانگڑہ۔ مورخہ ۲۶؍ فروری ۱۹۱۴ء ازگلیر

مانیہ ور پنڈت دینا ناتھ صاحب زاد کرمۂ۔ بعد پرنام و آداب عرض ہے کہ کل مجھے جناب کی از حد عنایت "مخزن اسرار" کے ملنے سے اس قدر خوشی ہوئی کہ قابل بیان نہیں ہے "مخزن اسرار" واقعی यथा नामस्त था गुण: ہے یہ پُستک روزانہ میرے مُطالعہ میں رہے گی جس سے آئندہ کے واسطے ثواب نیز جناب کی یادگار دونوں کام ہو جائیں گے مگر اسقدر عرض ضرور ہے کہ باقی گیارہ ادھیا کو بھی جس طرح ہوسکے تیار کریں تاکہ مُکمّل پاٹ ہو سکے۔

—:o:—

۴۔ از جناب دیوان لشنداس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر چھنی گوٹ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء

مکرمِ بندہ تسلیم۔ میں آپ کے عطیہ کے لئے بدلِ مشکور ہوں میں اس روحانی عطیہ کو شوق سے پڑھوں گا۔ ابھی تین صفحہ پڑھے ہیں۔ دل خوش ہو گیا۔ نظم دلربا ہے اور مضمون روح افزا یقین ہے کہ آپ اس شوق کو جاری رکھیں گے جس سے لوگونکو بے انتہا فائدہ پہونچے گا۔

۵۔ از جناب پنڈت منموہن ناتھ صاحب کول سابق گورنر کشمیر حال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڈھ ۱۰ مارچ ۱۴ء

بہادر صاحب مکرم بندہ زاد عنایتہ۔ تسلیم۔ ترجمہ بھگوت گیتا جی منظوم مرسلہ آنجناب پہونچا جناب کی یادفرمائی کا تہ دل سے مشکور ہوں اور اظہار محبت کا اس سے جو ہوتا ہے اسکے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ موزوں نہیں ہیں سوائے اسکے کہ اس کے لئے ہیں محبتانہ خیال میں شکریہ ادا کروں۔ ترجمہ منظوم بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور ہر ایک امر جو اصل کتاب میں درج ہے وہ

اس مختصر سے رسالہ میں درج ہے۔

۶۔ جناب پنڈت روپ کشن صاحب ہنڈو از مقام کوچین ساحلِ مالابار ۸ر اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب۔ تسلیم۔ آپ کا تحفہ "مخزن اسرار" میرے پاس بمقام کوچین متصل ٹراونکور ساحل مالابار براہ مدراس اُسوقت پہنچا کہ جب میں سمندر کے کنارے ایک سپاری اور ناریل کے باغیچہ میں تنہا سب سے دُور مگر اپنے گرو کے قریب تھا۔ آپ کو تحریر نہیں کرسکتا کہ میں نے کس قدر خوشی سے اِس نعمت کو منظور کیا۔ اور آجکل میں وہ ۲۳ صفحہ ہر وقت پڑھتا ہوں اور اُس کا مزہ اُس تنہائی میں حاصل کرتا ہوں۔ میری آواز سمندر کے شور میں صرف مجھ کو سنائی دیتی ہے اور ہر ایک مصرع سے شکھ۔ سنتوش بھاو بھکتی۔ اور آخر کار وشواس حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے عرصہ کے بعد مجھکو یاد کیا مگر ایسا تحفہ میرے واسطے عنایت کیا کہ اِس کا شکریہ میں کبھی بھی ادا نہیں کرسکتا۔ شری گرو آپ کی محنت کا آپ کو ثمرہ دے۔ ایسی عام فہم اُردو دے معلیٰ میں بھگوت گیتا کا نظم

کرنا آپ کی ہی ہمّت کا کام تھا یا یہ خیال فرمائیے کہ آپ کے والد بُزرگوار کی دعا کا اثر ہے۔ ہر ایک مصرع پُر مضمون ہے آپ نے سات ادھیا کے ۳۰۹ منتر کو نظم فرمایا ہے میرا خیال ہے کہ پڑھنے والے اور سمجھنے والے کے واسطے پُورا پُورا (۷×۳۰۹)=۲۱۶۳ دن کا کام ہے بشرطیکہ ۶ گھنٹہ روز صرف کرے یعنی (۲۱۶۳÷۳۶۰) یعنی ۶ سال اور ۳ یوم اِس چھوٹے سے رسالہ کے پڑھنے کو چاہئیں تو شاید کچھ سمجھ میں آئے۔

۷۔ از جناب پنڈت جگدیش نرائن صاحب شو پوری۔ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر نوبل سکول الور۔ تاریخ ۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب کرم گستر زاد عنایتہ۔ نیاز۔ بھگوت گیتا جی کا منظوم ترجمہ عنایتی سامی پہونچا۔ جناب کی محبّتِ دلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے اُسے کئی بار پڑھا۔ ہندوستانی فلسفہ کا عطر ہے۔

۸۔ از جناب پنڈت اقبال کشن صاحب کول عمارتی دفتر پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب لاہور۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

برادر صاحب مکرم و معظم۔ بعد تسلیمات معروض خدمت آنکہ "مخزن اسرا"

پہونچا جس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں واقعی بہت نادر کتاب ہے لیکن یہ بھی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ سات ادھیا کا منظوم ترجمہ کرنے سے آپکی ذمہ داری بڑھ گئی ہے اور جب تک باقی گیارہ ادھیا کا ترجمہ مکمل ہوکر نہیں چھپتا آپ کی ذمہ داری ایک ذرہ بھی کم نہ ہوگی بس اُمید ہے کہ اس ذمہ داری کو پُورا کرنے کی آپ کوشش کر رہے ہوں گے ۔

۹ - از جناب پنڈت ترِبھون ناتھ صاحب (عرف کاٹجو)

ریوینیو سیکریٹری فرمانروائے جاورہ سنٹرل انڈیا ۸ جنوری ۱۹۴۱ء

برادر صاحب کرم گستر۔ تسلیم ۔ اب تو آپ کی عنایتی ترجمہ سات ادھیائے شریمد بھگونت گیتا کا وِرد رہتا ہے جس خوبی سے آپ نے دریائے ناپیدا کنار کو کوزہ میں بند کیا ہے اُس سے آپ کی لیاقت اور فراست ظاہر ہوتی ہے پرم آتما آپ کو اِس احسانِ عظیم کا اِس دُنیا میں نیک نتیجہ عطا کرے گا اور بالضرور آپ کی خواہشات جو ہوں گی پُورن کرے گا میں کیا لکھوں کہ میرے دل کی کیا کیفیت اس ترجمہ کو پڑھکر ہوتی ہے اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ جناب مرحوم کی نیک صفاتی

کا یہ ادنیٰ ظہور ہے۔ جناب مرحوم کے ترجمہ سے اور تشریح سے کچھ سمجھ میں آتا تھا مگر یہ ترجمہ تو غضب کا مؤثر ہے ہیں بار بار آپ کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دِل ہمارا دِیا ہے ہیں کہوں یا نہ کہوں پوتھی بہ ہم درشن آگئی ہے خوش قسمتی ہے کہ ایسے صحیفہ جات نیک لوگوں کی عنایت سے تالیف ہو گئے اگر اب بھی اُن سے فائدہ حاصل نہیں کیا جائے حیف کا مقام ہوگا نہایت آرزو کے ساتھ پرارتھنا ہے کہ براہِ کرم اِس ترجمہ منظوم کو پورا کیجئے میں کیا عرض کروں آپ کو خود خیال ہوگا جس وقت یہ ترجمہ تکمیل کو بہو بخکیہ طبع ہو براہِ مزید عنایت مکمل ترجمہ کی دس جلدیں ویلیو پی۔ ایبل۔ میرے پاس بھجوانے کا انتظام کر دیجئے میں از بس سپاس گذار ہوں گا اور اگر آپ اِس امر کی اطلاع مجھکو فرمائینگے کہ مکمل ترجمہ کب ہو جائے گا تو میری تسکین ہو جاویگی اور میں انتظار کے زمانہ کو اطمینان سے بسر کروں گا۔ تصدیعہ دہی کو معاف فرمائیے گا۔

۱۰۔ ازجناب پنڈت بہاری لال صاحب رینہ
ساکنِ رانی کٹرہ لکھنؤ تاریخ ۷ اپریل ۱۵ء

بھائی صاحب عزیز من۔ نارائن آپ کو باپیا یاد فرمائی سلامت و شاد رکھے۔ شریمدبھگوت گیتا کا ترجمہ مرسلہ آپ کا مجھکو ملا۔ حالانکہ میرے پاس تین چار ترجمے اس کے اور بھی موجود ہیں مگر میں عرصہ سے اِس جستجو میں تھا کہ کوئی اُردو منظوم صحیح ترجمہ اس کا کہیں سے دستیاب ہوتا لہذا میں آپکی اِس عنایت کا از حد ممنون ہوں کہ نارائن نے میری تمنا گھر بیٹھے و بلا مشقت آپ کے ذریعہ پوری کی۔ واقعی آپ نے نہایت عمدہ و بے کم و کاست نہایت سلیس عام فہم اُردو نظم میں ترجمہ کر کے اور پبلک پر بہت بڑا احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا ہی میری رائے میں عام اہلِ ہنود کو آپ کا مشکور ہو کر اِس کی قدر کرنا لازم ہے خاصکر ایسے تاریک زمانے میں جبکہ ہندو مذہب سے عام ناواقفیت اور گمراہی ہو رہی ہے ایسے متبرک ترجموں کی ازحد

ضرورت ہے اُمید ہے کہ آپ بقیہ ترجمہ بھی ارسال فرماکر مشکور کرینگے۔

۱۱- ازجناب رائے بہادر پنڈت سری نرائن صاحب عرف بہادر۔ ڈپٹی کلکٹر ریاست الور تاریخ ۱۰ را پریل ۱۹۱۵ء

جناب مکرّم برادر صاحب۔ تسلیم۔ آپ نے جو تحفۂ مخزن اسرار ارسال فرمایا ہو اُسکے لئے ازحد مشکور ہُوا۔ یہ کتاب آپ نے ایسی بنائی ہے کہ اگر یہ کہا جائے تو سچ ہے کہ آپنے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ مجھے باقی حصّہ کے دیکھنے کی تمنّا ہے معلوم نہیں کہ آپ کب اس گیتا کو مکمّل کرینگے۔ اگر نثر میں آپکے والد صاحب کی لکھی ہوئی گیتا آپکے پاس موجود ہو تو ایک کاپی ارسال فرمادیں۔

۱۲- ازجناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور ۲۹ مئی ۱۹۱۵ء

مخدومی جناب ساحر۔ وشنو پوران اور مخزن اسرار دونوں رسالے مجھے ایسے وقت ملے جب مجھے اُنکی سخت ضرورت تھی۔ مجھے اُنکے پڑھنے سے نہایت مسرّت ہوئی شکریہ قبول فرمائیے اور اپنے بھائی صاحب کی خدمت میں بھی میرا شکریہ پہنچائیے۔

۱۳- ازجناب پنڈت کامتا پرشاد صاحب عرف سکھیا ڈپٹی کلکٹر بجنور ۱۵ جون ۱۹۱۵ء

برادر صاحب سراپا لطف و کرم سلامت۔ وشنو پوران و مخزن اسرار موصول ہوئے فی الواقع نہایت دلکش و بے نظیر نسخے ہیں۔ دیدہ و دل کو منوّر کرنیوالے ہیں۔ دونوں کا نادر انداز ہے ایک سحر ہے تو دوسرا اعجاز ہے۔ زیادہ شکریۂ عنایات۔

۱۴۔ از جناب پنڈت پران کشن صاحب عرف کول پورانی منڈی اجمیر ۔ ۱۲/ اگست ۱۹۱۵ء

برادر صاحب مکرم بندہ دام عنایتکم ۔ تسلیم و نیاز ۔ آپکا رسالہ مخزنِ اسرار یعنی بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ جو آپ نے ارسال فرمایا ہے میری نظر سے گذرا حقیقت میں دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے اور اس نادر تحفہ سے ہر روز پرمیشور کا خوب بھجن ہوتا ہے ۔

۱۵۔ از جناب منشی ششیشر پرشاد صاحب المتخلص بہ منوّر محلہ نوبتہ لکھنو ۔ ۱۴/ ستمبر ۱۹۱۵ء

مکرم بندہ جناب معجز صاحب زاد اعزازہٗ ۔ جے کرشن بھگوان کی ۔ مخزن اسرار موصول ہوا میں آپکی کرم فرمائی کا تہ دل سے مشکور ہوں ۔ واقعی آپ نے یہ مذہبی اور مقدس کتاب لکھکر اردو لٹریچر اور ہندو دنیا پر جسقدر احسان کیا ہے اسکا شکریہ ادا کرنے کیلئے زبان قاصر ہے ۔ شاعرانہ تتبع ۔ سادگی ۔ بلاغت ہر ایک خوبی نہایت عمدہ پیرایہ میں دکھائی گئی ہے میں نے ابھی چند اوراق پر سرسری نظر ڈالی ہے اسی اثنا میں اسقدر مسرّت حاصل ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا ۔ ایشور نے چاہا تو اسکا پاٹ کیا کرونگا ۔ کاش کہ آپ جیسے اردو علم و ادب کے محسن اور دلدادہ مذہب ہندو دنیا میں نمودار ہوکر جوہر لیاقت دکھائیں ۔ مخزن اسرار میں اپنے احبا و اعزا کو بھی دکھاؤں گا ۔

امید کہ بہت جلد اس کی باقی ادھیاؤں کا نظم ترجمہ دیکھنے میں آئے گا ۔ ایشور سے پرارتھنا ہے کہ آپ علمی دنیا میں کامیاب ہوکر ہندوستان کے سرمایہ ناز اور شاعر ممتاز ہو جائیں ۔

قابلِ دید کتابیں خریدیئے

مصنفہ رائے بہادر پنڈت جانکی ناتھ صاحب مدن مرحوم دہلوی

۱۔ برہم درشن باتصاویر۔ اپنی قسم کا ایک عجیب اور حیرت انگیز صحیفہ ہے جس میں سناتن دھرم کے جملہ اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ گرنتھ دیوناگری اکشروں میں لکھا ہوا ہے اور اِسکی بھاشا شُدّہ اور سرل ہے۔ قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک تین روپیہ آٹھ آنہ۔

۲۔ فلسفہ الوہیت یعنی شریمد بھگوت گیتا کا اردو نثر اور نظم میں بامحاورہ ترجمہ۔ اِس کتاب میں مول منتر اور اُنکی ضروری شرح بھی موجود ہے۔ طبع پنجم کی قیمت فی جلد معہ محصول ڈاک تین روپیہ چار آنہ۔

مرتبۂ پنڈت امرناتھ صاحب مدن ساحرؔ دہلوی

۳۔ فسانۂ توحید۔ یعنی وِشنو پران کا اُردو ترجمہ مکمل (چھ حصّہ) اِسمیں اہلِ ہند کے فلسفوں کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور توحید کے نُقطۂ نظر سے اِنکی یگانگت ثابت کی گئی ہے۔ قیمت فیجلد معہ محصولڈاک تین روپیہ

۴۔ رازِ معرفت یعنی شریمد بھگوت گیتا کے فارسی ترجمہ مؤلفہ فیضی فیاضی سے سلیس اردو زبان میں ترجمہ قیمت فیجلد معہ محصولڈاک دس آنہ۔

۵۔ رسالۂ اسرارِ حقیقت و رموزِ معرفت۔ یعنی شری سوامی شنکر اچاریہ کے صحیفہ تتو بودہ اور آتم بودہ کا نہایت سلیس اردو زبان میں ترجمہ۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک صرف چار آنہ۔

مُرتبۂ پنڈت دینا ناتھ مدن مُتخلص بہ مُعجز۔ بی۔اے دہلوی

۶۔ مخزنِ اسرار۔ یعنی شریمدبھگوت گیتا کا اُردو زبان میں منظوم ترجمہ معہ تصاویر و دیباچہ متعلق فلسفہ و دستور العمل بھگوت گیتا طبع سوم قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک ایک روپیہ۔

۷۔ جلوۂ جہاں نما۔ یعنی بھگوت گیتا کی گیارہویں ادھیا موسوم وِشنو روپ درشن کا اُردو نظم میں اقتباس بزبانِ عارفِ کامل پنڈت پران کشن صاحب ہاکسر مرحوم سابق اتالیقِ مہاراجہ صاحب گوالیار۔ قیمت فی جلد بلا محصولِ ڈاک صرف چار آنہ۔

۸۔ کلّیاتِ ساقی۔ یعنی نغمۂ بلبلِ کشمیر از تصنیف پنڈت جواہر ناتھ صاحب کول غمخوار متخلص بہ ساقی قیمت فیجلد بلا محصولڈاک ایکروپیہ بارہ آنہ۔

ملنے کا پتہ:۔

پنڈت دینا ناتھ مدن۔ بی۔ اے۔ اکونٹنٹ پنشنر مُعجز دہلوی۔ ساکن لال حویلی محلہ چوڑیگراں دہلی

Select Opinions and Reviews.

Communicated to the compiler in letters acknowleding receipt of the first seven chapters of Bhagwadgita.

YEAR 1914.

From Rai Bahadur Pandit Shiv Narain Shamim Advocate Chief Court Panjab Lahore, 9th March 1914.

Many thanks for your translation of the first canto of the Gita in Urdu verse. I know it is your old theme and so was it your revered father's. I shall read it carefully and profit by the wisdom contained in that holy book much preverted in these days.

---

(2) From the Honble Dr. Tej Bahadur Sapru M. A. Advocate High Court Allahabad, 5th March 1914.

It is such a pleasure to receive your metrical version of the Gita. Pray accept my best thanks for it I am glad you keep up your literary tastes, as for me, I too find some refuge in literature.

(3) From Diwan Som Nath Madan B. A. Sub Judge Gurdaspur, 10th October 1914.

Please excuse me for being late in acknowledging with thanks Shrimad Bhagwad Gita's poetical translation so kindly sent by you to me. The translation is a fine work and shows the mastery of the poet over the language it has been rendered into.

---

(4) From Lala Tara Chand Kapur B. A., LL. B. Lyallpur, 24th February 1914.

Thanks for your kind remembrance and the holy present. I congratulate you on your giving to the public the thing which was wanted the most. The brief concise and the exact words used by you show that the holy text has not at all been robbed of its original grandeur.

---

(5) From Diwan Gyan Nath Madan B. A. Extra Assistant Commissioner Lyallpur, 21st February 1914.

Many thanks for the "Makhzani Israr" sent by you. It is a very nice composition and the exquisite beauty of the original is not lost in the translation. Really you ought to be congratulated for turning out such a nice little holy manual.

(6) From Pandit Nand Lal Tikkoo E. A. C. Jalalabad, 8th May 1914.

I acknowledge with thanks the receipt of a copy of "Makhzan" Israr" which you have so kindly presented to me. It is a valuable production and I will keep it with me as a token of your good wishes to me.

---

(7) From Rai Sahib Dr. Pandit Bal Kishan Kaul Fellow of Theosophical Society Lahore, 6th March 1914.

I am in receipt of your translation of the Bhagwad Gita in Urdu verse for which accept many thanks.

---

(8) From Pandit Bishen Narain Sahib Raina, President Temperance Society Amritsar, 7th March 1914.

Thank you very much for the lovely present of the versified translation of Bhagwad Gita. Your attempt is laudable and may you live long to make such useful literary contributions and thus translate the whole gospel of Truth and Divine song of the Lord. I will keep this as a valuable token of love. When the new edition of your versified complete Gita is ready, I should like to have a copy of it or of the remaining eleven chapters.

(9) From Lala Behari Lal, B. A. E. A. C. Law Magistrate 1st Class and Civil Judge Jaora, 6th January 1915.

I have derived very great pleasure from a perusal of your excellent composition and admire your genius ability and angelic virtues. I should feel most grateful if you be so kind as to supply me with one copy of your golden "Makhzani Israr" at any cost you like. I am very anxious to read it daily and pour blessings on the writer of it.

---

(10) From Lala Behari Lal B. A. E. A. C. Law Magistrate 1st Class and Civil Judge Jaora, 14th January 1915.

Very many thanks for your favour of presentation of a copy of the Divine song. Really it is a golden present wh ch I will alway remember with feelings of love and gratitude. I congratulate you for such an excellent poetical production unique in its qualities.

---

(11) From Rai Bahadur Pandit SukhDeo Pershad B. A. C. I. E. Prime Minister Udaipur State Udaipur, 12th April 1915.

It is very kind of you to present me with a copy of your "makhzani Israr." It is a true and faithful metric version in Urdu of Shri Gita the cream of our Hindu Philosophy. While following both the letter

and spirit of the text, you have not sacrificed the purity and lucidity of diction To you it has been a labour of love It is a production worthy of a son of the late Rai Bahadur Pandit Jankinath Sahib of beloved memory.

---

(12) From Diwan Daya Kishan Kaul B. A. C. I. E. Revenue Member State Alwar, 11th April 1915.

I am much obliged to you for the book "Makhzani Israr" the outcome of your labour and poetic talent which you sent me. I have gone through a good bit of it and find your translation of Bhagwadgita in verse to be concise, to the point and expressive. I congratulate you on the production of this publication. I hope it will be found useful by Urdu—reading public and will be generally appreciated.

---

(13) From Lala Gobind Ram Assistant Accountant General P. W. D. Hyderabad, Deccan, 13th April 1915.

Many thanks for the Urdu translation of Bhagwat Gita so kindly sent by you. I hope I shall derive much benefit by its study. I shall be obliged if you could let me have further parts when printed.

---

(14) From P. Brij Kishan Topa, B. A., L. L. B. Kashmiri Mohalla Lucknow, 16th April 1915.

Please accept my best thanks for a copy of the metric version of the Bhagadgita in Urdu. I was

really much pleased to read it. I should like to have the remaining chapters also. The translation is good and faithful and will, I hope, prove a boon to the Urdu-reading public who can not enjoy the beauty of the original.

---

(15) From Pandit Lakshmi Narain Mushran Malguzar Narsinghpur, 2nd June 1915.

It is with deep gratitude and thanks that I beg to ackdowledge the receipt of your "Makhzani Israr" and of Vishnu Puran edited by your venerble brother Pandit Amarnath Madan. Your double acts of genius, of literal translation and then versifying it are quite visible from its perusal. Please accept my congratulations on the success achieved by you in versifying the Divine Song in Urdu. It was a long felt want in this country I will be very glad to go through them. I take them to be mastser-pieces of our Literature. I beg to pray for the long life of the authors who are endeavouring to revive our forgotten literature and philosophy.

---

(16) From Munshi Babu Lal Tehsildar Karchhana U. P., 8th June 1915.

Would you please allow me to offer my sincere thanks to you for the valuable presents of the metric translation of Shrimad Bhagwadgita and of Vishnu Puran. I went through them both as my first reading

and have been much benefitted even by the cursory reading. I am now studying them one by one. I find them heart-elevating and very calm and soothing study.

The remaining portions of them both are in the course of preparation and I will be fortunate enough to have them in due course.—Om shanti, shanti, shanti

---

(17) From Lala Daulat Ram Puri B. A. B. T Second Master, The King George Hindu High School Gujranwala 8th September 1915.

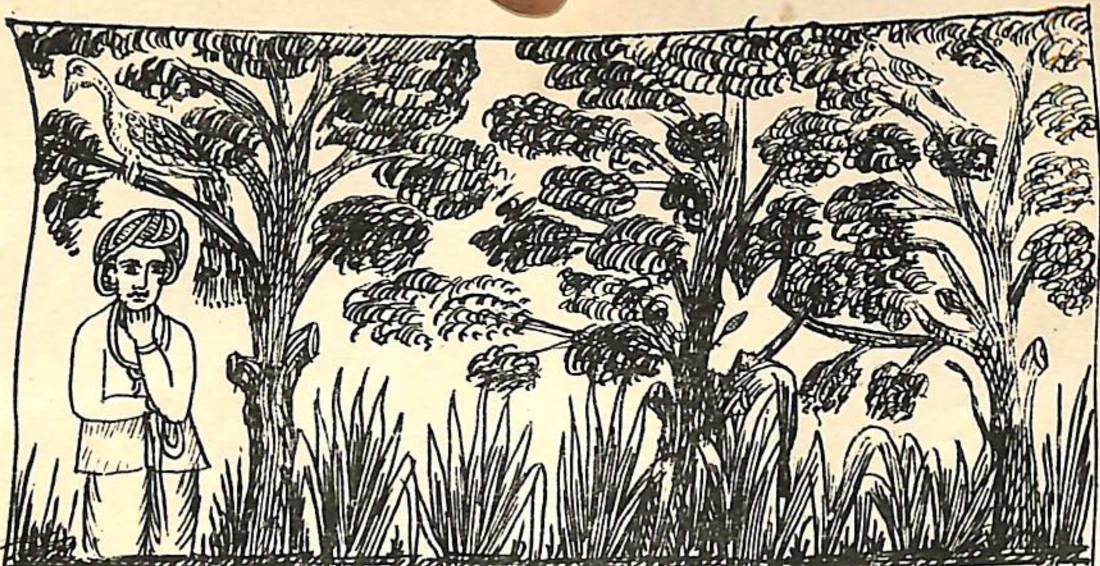
Shrimanji—I thank you from the very core of my heart on the presentation of a copy of the sacred Gita in Urdu verse. The more I peruse it, the more I take relish in it. Its angelic beauty, the retention of the orignal grandeur and the true ryhme and rythm all make me admire your penmanship and genius. This collection of sacred hymns-nay this Treasure of Divine Secrets in its present form through & through resounds with praise of and reflects credit on the writer From the literary standpoint and otherwise you have certainly rendered a yeoman's service to the Hindu community in particular and the world in general. Kindly accept my thanks and hearty congratulations. I will keep this book as a mark of love and good wishes. I should like to have a copy of the remaining four chapters when ready.

(18) From Diwan Mangal Sain President Sanatan Dharam Mandal, 2nd April 1916.

Many thanks for your kind post card of the 16th March 1916 as well as for a copy of the Bhagwad Gita in Urdu. Owning to want of time, I have not been able as yet to go through the whole of your value work but from what little I have seen of it, I can without any exaggeration say that the work is highly praise-worthy and has supplied the long felt demand of those who for want of Sanskirt knowledge could not derive proper benefit and pleasure from the study of the incor-rect and incomplete transtions that are, from time to time, made by persons of ordinary capabilities whose real object lies in making money and not in rendering some service to the Hindoo Dharam.

Yours is a true Service to the Hindoo religion and I am sure it will be highly appreciated in all quarters.

The Khannah Press, Delhi.



جنگل میں اِک کمہار ہے وہ سامنے کھڑا
بتلائیں آپ اُس کے گدھے کا پتہ کہیں
سَو بار ڈھونڈ کر جسے مِلتا نہیں گدھا
دیکھیں سمجھ بھی رکھتے ہیں کچھ آپ یا نہیں







